کاروانِ حدیث

www.KitaboSunnat.com

عبدالرشید عراقی

نورِ اسلام اکیڈمی
لاہور —— پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

کاروانِ حدیث

یعنی

بیالیس (۴۲) نامور محدثینِ عظام
کے حالات اور اُن کی علمی خدمات کا تذکرہ

نمبر 9760

مرتبہ

عبدالرشید عراقی

ناشر
نور اسلام اکیڈمی
پوسٹ بکس 5166 ماڈل ٹاؤن لاہور، فون : 4789 586

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق طباعت واشاعت بحق
نوراسلام اکیڈمی لاهور
محفوظ ہیں

ناشر ——— حافظ خالد محمود خضر
مدیر عمومی نورِ اسلام اکیڈمی لاہور' فون: 588 4789

مطبع ——— شرکت پرنٹنگ پریس' 43 نسبت روڈ لاہور

اشاعت : اوّل ——— جنوری 2001ء

ملنے کے پتے

- قرآن اکیڈمی' K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور' فون : 8-2-5869501
- مکتبہ سلفیہ' شیش محل روڈ لاہور' فون : 7237184
- نعمانی کتب خانہ' حق سٹریٹ' اردو بازار لاہور' فون : 7321865
- ادارہ منشوراتِ اسلامی' بالمقابل منصورہ' ملتان روڈ لاہور
- حافظ وسیم اختر' 4901 سیرت گنج' دریا آباد' گوالمنڈی' راولپنڈی
- مکتبہ نورِ حرم' 60 نعمان سنٹر' راشد منہاس روڈ' گلشن اقبال 5 کراچی
- دارُالفرقان للنشر والتوزیع' ص ب 21441' الریاض 11475' سعودی عرب' فون : 01-4358646/4351563

قیمت : 144 روپے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترتیب

نقش آغاز ۵
تقریظ (حکیم راحت نسیم سوہدروی) ۷
مقدمہ ۱۲
① امام مالک بن انس رحمہ اللہ ۲۷
② امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ۳۱
③ امام ابوداؤد طیالسی رحمہ اللہ ۵۰
④ امام عبدالرزاق بن ہمام رحمہ اللہ ۵۲
⑤ امام ابوبکر بن ابی شیبہ رحمہ اللہ ۵۵
⑥ امام دارمی رحمہ اللہ ۵۷
⑦ امام محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمہ اللہ ۶۲
⑧ امام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ ۷۳
⑨ امام ابنِ ماجہ رحمہ اللہ ۸۲
⑩ امام ابوداؤد سجستانی رحمہ اللہ ۹۳
⑪ امام محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ ۱۰۳
⑫ امام بقی بن مخلد رحمہ اللہ ۱۰۹
⑬ امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ ۱۲۵
⑭ امام احمد بن شعیب نسائی رحمہ اللہ ۱۳۳
⑮ امام ابویعلیٰ موصلی رحمہ اللہ ۱۳۵
⑯ امام ابنِ خزیمہ رحمہ اللہ ۱۳۷
⑰ امام ابوعوانہ اسفرائنی رحمہ اللہ ۱۳۹
⑱ امام ابنِ حبان رحمہ اللہ ۱۵۱
⑲ امام ابوالقاسم طبرانی رحمہ اللہ ۱۶۰
⑳ امام ابوالحسن دارقطنی رحمہ اللہ ۱۶۲
㉑ امام خطابی رحمہ اللہ ۱۷۱
㉒ امام ابوعبداللہ حاکم رحمہ اللہ ۱۷۳
㉓ امام ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ ۱۸۰
㉔ ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمہ اللہ ۱۸۶
㉕ حافظ ابنِ عبدالبر قرطبی رحمہ اللہ ۱۹۶
㉖ امام ابوبکر خطیب بغدادی رحمہ اللہ ۲۰۶
㉗ امام ابوعبداللہ حُمیدی رحمہ اللہ ۲۱۷
㉘ امام ابومحمد بغوی رحمہ اللہ ۲۲۰
㉙ امام محمد بن عبداللہ بن العربی رحمہ اللہ ۲۲۸
㉚ قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ ۲۳۳
㉛ مجدالدین ابنِ اثیر جزری رحمہ اللہ ۲۳۹
㉜ امام عبدالعظیم منذری رحمہ اللہ ۲۴۶
㉝ امام یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ ۲۵۳
㉞ شیخ الاسلام حافظ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ ۲۶۴
㉟ امام ولی الدین خطیب تبریزی رحمہ اللہ ۲۸۴
㊱ حافظ ابنِ قیم الجوزیہ رحمہ اللہ ۳۰۴
㊲ حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ ۳۲۲
㊳ امام جمال الدین زیلعی رحمہ اللہ ۳۲۸
㊴ حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ ۳۳۲
㊵ حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ ۳۳۹
㊶ امام محمد بن علی الشوکانی رحمہ اللہ ۳۵۲
㊷ حسین بن محسن الیمانی رحمہ اللہ ۳۵۶

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انتساب

شیخ الحدیث مولانا محمد اسمٰعیل سلفیؒ کے نام

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نقش آغاز

محدثین کرام نے علوم اسلامیہ اور خاص طور پر علم حدیث میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں وہ تاریخ اسلام میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ محدثین کرام نے طلب حدیث میں دور دراز ممالک کے سفر کیے، صعوبتیں اور تکالیف برداشت کیں، مگر انہوں نے ان کی پروا نہ کی۔ خدمت حدیث میں محدثین کرام کی خدمات قدر کے قابل ہیں۔

"محدثین کرام کے حالات اور ان کی علمی خدمات" کے نام سے میرا ایک طویل سلسلہ مضامین ماہنامہ حکمت قرآن لاہور میں "کاروانِ حدیث" کے عنوان سے فروری ۱۹۸۹ء تا دسمبر ۱۹۹۱ء بیس قسطوں میں شائع ہوا، جن میں بعض محدثین کے حالات بہت مختصر تھے۔ کئی ایک محدثین کے حالات دوسرے جرائد و رسائل میں بھی شائع ہوئے۔ مثلاً ماہنامہ ترجمان القرآن لاہور، ماہنامہ الاخوۃ لاہور اور ہفت روزہ اہل حدیث لاہور۔

محترم حافظ خالد محمود خضر مدیر عمومی نور اسلام اکیڈمی لاہور کی تحریک پر، کہ ان پر دوبارہ نگاہ ڈالیں، تاکہ ان کو "کاروانِ حدیث" کے نام سے کتابی شکل میں شائع کیا جائے، میں نے نظر ثانی کی ہے۔ ان مضامین میں امام ابوداؤد طیالسیؒ اور امام ابو یعلیٰ موصلی پر نئے مضمون لکھے ہیں۔ امام دارمی پر مضمون ہفت روزہ اہلحدیث لاہور ۱۹ نومبر ۱۹۹۹ء میں شائع ہوا ہے۔ امام ابن حبان پر مضمون ماہنامہ الاخوۃ لاہور نومبر، دسمبر ۱۹۹۸ء میں شائع ہوا۔ اور درج ذیل مضامین ماہنامہ ترجمان القرآن لاہور میں شائع ہوئے:

امام مالک بن انس	جنوری ۱۹۸۰ء
امام احمد بن حنبل	مئی ۱۹۸۰ء

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام بقی بن مخلد	فروری ۱۹۸۰ء
امام خطیب تبریزی	مارچ ۱۹۸۱ء
حافظ ابنِ حجر	جولائی ۱۹۸۲ء

حافظ ابنِ حجر کی تصانیف کا تعارف اضافہ کیا گیا ہے۔

"کاروانِ حدیث" میں جو مضامین مختصر تھے ان میں بیشتر مضامین تفصیل سے بعد میں ماہنامہ حکمت قرآن لاہور میں شائع ہوئے۔ چنانچہ مختصر مضامین حذف کر دیئے گئے ہیں اور بعد والے مضامین شامل کیے گئے ہیں، جن کی تفصیل یہ ہے: امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ وغیرہ۔

اس کتاب میں بیالیس (۴۲) نامور محدثین کرام اور ان کی خدمات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

مَیں حکیم راحت نسیم سوہدروی کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس کتاب پر "تقریظ" لکھی ہے اور اپنی تقریظ میں علمِ حدیث، حجیّتِ حدیث اور انکارِ حدیث پر بڑا بصیرت افروز تبصرہ کیا ہے۔

اظہارِ تشکر

میں جناب مولانا ابوعبدالرحمٰن شبیر بن نور اور جناب حافظ خالد محمود خضر کا بے حد شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میرے ان مقالات کو "کاروانِ حدیث" کے نام سے نورِ اسلام اکیڈمی لاہور کے زیرِ اہتمام شائع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ناشرین اور مصنف کو مزید خدمتِ دینِ اسلام کا موقع دے اور یہ کتاب دونوں کے لیے باعثِ نجات ہو۔

۱۴ شعبان المعظم ۱۴۲۰ھ
۲۳ نومبر ۱۹۹۹ء

عبدالرشید عراقی
سوہدرہ۔ ضلع گوجرانوالہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

پروفیسر حکیم راحت نسیم سوہدروی

مسلمانوں نے آغازِ اسلام سے آج تک اس ۱۴۰۰ سال کی تاریخ میں قرآنِ مجید کے بعد سب سے زیادہ اہمیت حدیثِ نبویؐ کو دی اور حدیثِ نبویؐ کی خدمت پوری عقیدت اور اخلاص سے کی' اور ایسی خدمت کی کہ اس کی مثال دنیا کی کوئی قوم نہیں پیش کر سکتی۔

ہر مسلمان کا اس پر ایمان ہے کہ شریعت اسلامیہ کے دو ہی سرچشمے ہیں' قرآنِ مجید اور حدیثِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) —— قرآنِ مجید کی حیثیت اصل متن کی ہے اور حدیثِ نبویؐ اس کی شارح و مبین ہے۔

دورِ رسالت میں بھی اور اس کے بعد بھی ہر دور میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل کو واجب الاطاعت سمجھا گیا۔ اور جس طرح قرآنِ مجید کو وحی الٰہی مانا جاتا ہے اسی طرح حدیثِ نبویؐ کو بھی وحی الٰہی تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ آنحضرت ﷺ کے متعلق قرآنِ مجید واضح طور پر ارشاد فرما رہا ہے:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝﴾

(النجم: ۳'۴)

"اور نہیں بولتا وہ خواہش نفس سے' وہ تو صرف وحی ہوتی ہے جو اس کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

طرف کی جاتی ہے۔"

اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت قرار دیا ہے۔ بالفاظِ قرآنی :

﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (النساء : ۸۰)

"جس نے رسول کی اطاعت کی تحقیق اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی۔"

اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ماضی میں بلاشبہ ایسے لوگ پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے اسلام کی گاڑی کے ان دو پہیوں کو ایک دوسرے سے الگ کرنا چاہا۔ انہوں نے قرآنِ مجید کا ترجمہ اپنی سوچ سے کیا اور باطل تاویلات کا سہارا لیا اور حدیثِ نبویؐ سے اعراض کیا۔ لیکن جس شخص کی تاریخ پر نظر ہے اور اس کو مذہب سے بھی لگاؤ ہے، وہ شخص اس سے بخوبی واقف ہے کہ علمائے اسلام نے ہر طرف سے اُن کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ علماء نے اُن کے خلاف تحریری و تقریری جہاد کیا اور اُن لوگوں کو گمراہ قرار دیا۔ اور اُن کی ایک ایک دلیل کا عقلی و نقلی جواب دے کر ان کو بالکل بے اثر کر دیا۔

بُرائی کو ختم کرنے کے لیے پوری کوشش کی جاتی ہے اور ایک وقت آتا ہے کہ بُرائی بالکل ختم ہو جاتی ہے، لیکن بعض اوقات اس کے کچھ جراثیم باقی رہ جاتے ہیں اور وہ بُرائی دوبارہ جنم لینا شروع ہو جاتی ہے، لیکن اس کو ختم کرنے کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

انکارِ حدیث کی ابتداء ۲۰۰ھ میں ہوئی جب خوارج نے ان احادیث کا انکار کیا جو اہل بیت کے فضائل میں تھیں، اور اس کے ساتھ خوارج کے مقابلہ میں شیعہ حضرات نے اُن احادیث کا انکار کر دیا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل میں تھیں۔ اس کے بعد معتزلہ اور جہمیہ نے احادیثِ صفاتِ الٰہی کا انکار کر دیا۔

برصغیر پاک و ہند میں ۱۲۰۰ھ کے قریب سرسید احمد خان نے ایک نیا شوشہ چھوڑا کہ وہ حدیث قبول کی جائے جو نیچر کے موافق ہو اور جو نیچر کے خلاف ہو اس کو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قبول نہ کیا جائے۔ اس کے بعد ایک ایسا گروہ پیدا ہوا جس نے احادیث کا بالکلیہ انکار کر دیا اور اپنے آپ کو یہ لوگ "اہل قرآن" کہلانے لگے۔ اس گروہ میں مولوی عبداللہ چکڑالوی، مستری محمد رمضان (گوجرانوالہ)، مولوی حشمت علی لاہوری اور مولوی رفیع الدین ملتانی شامل تھے۔ اس کے بعد ایک اور گروہ سامنے آیا جنہوں نے حدیث کو تاریخ کا درجہ دیا اور اس طرح پورے دین اسلام کو ایک کھیل قرار دیا' یا زیادہ سے زیادہ ایک سیاسی نظریہ قرار دیا' جسے ہر وقت بدلنے کا حق حاصل ہے۔ اس گروہ میں مولوی احمد الدین امرتسری' مولوی محمد اسلم جے راج پوری اور مسٹر غلام احمد پرویز شامل تھے۔ حقیقتاً یہ حضرات بالکل جاہل اور غیر محتاط تھے۔

قرآنِ مجید باوجود اپنی جامعیت اور جملہ علومِ ضروریہ پر حاوی ہونے کے چونکہ زیادہ تر ایمان و عقائد اور اصولِ دین بیان کرتا ہے' اس سے اس کی حیثیت ایک بنیادی قانون اور دستورِ اساسی کی ہے۔ اب اسے تفصیلی شکل دینا اور اس کی دفعات کی وضاحت کرنا یہ دراصل حدیث کا کام ہے۔

یہ بات حقیقت ہے اور اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہے کہ علمائے اسلام نے ہر دور میں قرآنِ مجید اور حدیثِ نبوی ﷺ کو لازم و ملزوم سمجھا ہے۔

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیثِ مصطفیٰ بر جاں مسلّم داشتن

محدثینِ کرام نے خدمت حدیث میں جو گراں قدر کارنامے سرانجام دیئے اس سے تاریخ کا طالب علم بخوبی واقف ہے۔ محدثین نے تحصیل حدیث کے لیے دور دراز ممالک کے سفر کیے اور سفر کی صعوبتیں برداشت کیں اور احادیثِ نبویؐ کو اکٹھا کیا۔ جس محدث کے بھی حالات پڑھے جائیں تو اس میں واضح طور پر یہ لکھا ہوتا ہے کہ اس نے تحصیل حدیث کے لیے کئی ممالک کا سفر کیا اور احادیثِ نبویؐ اکٹھی کیں۔ علمائے اسلام لکھتے ہیں کہ :

"محدثین کرام نے جمع حدیث میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے اسلام کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاریخ میں اس کی مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔"

ملک عبدالرشید عراقی صاحب نے "کاروانِ حدیث" کے نام سے جو کتاب مرتب فرمائی ہے' ان کے یہ مقالات ماہنامہ ترجمان القرآن لاہور' ماہنامہ حکمتِ قرآن لاہور' ہفت روزہ اہل حدیث لاہور اور دوسرے اسلامی جرائد و رسائل میں شائع ہوئے۔ یہ سب رسائل میرے پاس بھی آتے ہیں اور یہ تمام مقالات میرے مطالعہ میں آ چکے ہیں۔ عراقی صاحب کو مشاہیر اسلام کے حالات لکھنے میں خاص ملکہ حاصل ہے اور یہ ان کا خاص موضوع ہے۔ اُن کے مقالات زیادہ تر شخصیات پر ہی شائع ہوتے ہیں۔ ان کی جو کتابیں پہلے شائع ہوئی ہیں ان کا موضوع بھی شخصیات ہی ہے۔ مثلاً :

① تذکرۃ ابوالوفاء (مولانا ثناء اللہ امرتسری کے حالات اور ان کی علمی خدمات کا تذکرہ)

② سیرت ائمہ اربعہ۔

③ محدثین صحاح ستّہ اور ان کے علمی کارنامے۔

④ تذکرہ بزرگانِ علوی سوہدرہ۔

⑤ امام ابنِ تیمیہؒ

⑥ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور ان کے صاحب زادگانِ عالی مقام۔ یعنی مولانا شاہ عبدالعزیز' مولانا شاہ رفیع الدین' مولانا شاہ عبدالقادر دہلوی وغیرہ رحمہم اللہ علیہم۔

⑦ دو روشن ستارے (امامِ ربانی مجدد الف ثانی و شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہما اللہ)

اور ان کی مندرجہ ذیل کتابیں ان شاء اللہ العزیز جلد ہی زیورِ طباعت سے آراستہ ہوں گی۔

① حیاتِ نذیر (سید نذیر حسین دہلوی)

② مولانا ابوالکلام آزاد۔

③ تذکرہ حافظ عبدالمنان وزیر آبادی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

④ مولانا حافظ عبداللہ روپڑی۔

⑤ مولانا سید سلیمان ندوی۔

کاروانِ حدیث میں عراقی صاحب نے ۴۲ جلیل القدر محدثین عظام کے حالاتِ زندگی اور ان کے علمی کارناموں کا تذکرہ کیا ہے۔

شروع میں ایک جامع علمی مقدمہ لکھا ہے جس میں حجیت حدیث' تدوینِ حدیث اور کتابتِ حدیث پر مختصر روشنی ڈالی ہے اور اس کے ساتھ ستاون (۵۷) جامعینِ حدیث کی فہرست دی ہے جنہوں نے احادیث کے مجموعے مرتب فرمائے۔ اور یہ عراقی صاحب کی بڑی عمدہ علمی کاوش ہے۔

مجھے امید ہے کہ اہل علم اس کتاب کو پسندیدگی کی نگاہوں سے دیکھیں گے۔ اس کے ساتھ دعا ہے کہ اللہ تعالٰی جناب ملک عبدالرشید عراقی صاحب اور اس کتاب کے ناشران جناب مولانا ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور اور حافظ خالد محمود خضر کو توفیق دے کہ قرآن و حدیث کی خدمت میں کوشاں رہیں۔

پروفیسر حکیم راحت نسیم سوہدروی

ہمدرد دواخانہ

سکیم موڑ' ملتان روڈ' لاہور

۲۱/ نومبر ۱۹۹۹ء

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بو لہبی است

قرآنِ مجید اگرچہ ایک واضح اور کھلی ہوئی کتاب ہے اور اس میں کوئی غموض و اخفاء نہیں ہے' لیکن اس میں اسلام کی تعلیمات کی پوری تفصیل اور تمام جزئیات کا احاطہ نہیں ہو سکتا تھا' اس لیے بہت سے احکام مجمل یا کلیات کی شکل میں ہیں' جن کی وضاحت و تشریح اور کلیات سے جزئیات کی تفریع آنحضرت ﷺ نے اپنے قول و عمل سے فرمائی۔ آپ ﷺ کا کام محض کلامِ الٰہی کو لوگوں تک پہنچا دینا نہیں تھا' بلکہ اس کی تشریح و تفصیل بھی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴾ (النحل : ۴۴)

"اور ہم نے تمہاری طرف یہ ذکر (قرآنِ مجید) نازل کیا تاکہ لوگوں کے سامنے بیان کردے وہ چیز جو ان کے واسطے اتاری گئی ہے' شاید وہ اس پر غور و فکر کریں۔"

علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) لکھتے ہیں :

"علم القرآن اگر اسلامی علوم میں دل کی حیثیت رکھتا ہے تو علمِ حدیث شہ رگ کی۔ یہ شہ رگ اسلامی علوم کے تمام اعضاء و جوارح تک خون پہنچا کر ہر آن اُن کے لیے تازہ زندگی کا سامان پہنچاتی رہتی ہے۔ آیات کا شانِ نزول اور اُن کی تفسیر' احکام القرآن کی تشریح و تبیین' اجمال کی تفصیل' عموم کی تخصیص' مبہم کی تعیین سب علمِ حدیث کے ذریعہ معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح حاملِ قرآن محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ طیبہ اور اخلاق و عاداتِ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مبارکہ اور آپ ﷺ کے اقوال وافعال اور آپ ﷺ کے سنن ومستحبات اور احکام وارشادات ہی علم حدیث کے ذریعہ ہم تک پہنچے ہیں۔ اسی طرح خود اسلام کی تاریخ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے احوال اور ان کے اعمال واقوال اور اجتہادات ومستنبطات کا خزانہ بھی اسی کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے۔ اس بناء پر اگر یہ کہا جائے تو یہ صحیح ہے کہ اسلام کے اصلی پیکر کا صحیح مرقع اسی علم کی بدولت مسلمانوں میں ہمیشہ کیلئے موجود و قائم ہے اور ان شاء اللہ تا قیامت رہے گا"۔ (مقدمہ تدوینِ حدیث از مولانا مناظر احسن گیلانی)

حدیث کی اشاعت اور اس کے جمع و تدوین کی ابتداء کی تفصیل یہ ہے کہ چونکہ یہ علم احکام شرعیہ کی بنیاد اور اس کے اصول کی حیثیت رکھتا ہے اس لیے ثقہ علمائے کرام نے اس کی طرف زیادہ توجہ کی اور روایت و درایت کا سلسلہ شروع ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کے نزدیک اس علم سے زیادہ اور کوئی علم افضل نہیں۔ اس لیے انہوں نے اس کی طرف خاص توجہ کی اور صحابہ کرام اور تابعین نے اس علم کے حاصل کرنے کے لیے دور دراز کے سفر کیے۔ اور محدثین عظام نے طلب حدیث کے سلسلہ میں جو کوششیں کیں، دور دراز کے ممالک کے سفر کیے، صعوبتیں اور تکالیف برداشت کیں، اس سے تاریخ کا ایک طالب علم بخوبی واقف ہے۔ جب اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع ہو گیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مختلف شہروں میں جا بسے اور آہستہ آہستہ دنیا سے رخت سفر باندھنے لگے تو علماءِ اسلام نے تدوینِ حدیث کی طرف توجہ کی اور حدیث کے جمع و تدوین کا بیڑا اٹھایا۔

حجیتِ حدیث

منکرینِ حدیث، حدیثِ نبوی ﷺ کو حجت تسلیم نہیں کرتے، ان کا دعویٰ ہے کہ ہمیں قرآنِ مجید کافی ہے۔ ان کا یہ دعویٰ سراسر باطل ہے۔ حدیثِ نبوی ﷺ دینِ اسلام میں حجت ہے۔ علمائے اسلام نے لکھا ہے کہ:

"جب نبی ﷺ سے کسی حدیث کا صادر ہونا ثابت ہو جائے تو اس کے حجت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہونے میں کوئی شبہ نہیں' کیونکہ سند کی صحت کے بعد اگر حدیث کو حجت نہ مانا جائے تو اس سے پورے دین کا انکار لازم آئے گا۔"

(الاعتصام لاہور' ۲۹ اکتوبر ۱۹۹۹ء' ص ۱۳)

آنحضرت ﷺ کے ذمہ صرف آیاتِ قرآن کی تلاوت و تبلیغ نہیں تھی' بلکہ مسلمانوں کا تعلیم و تزکیہ بھی تھا۔ اور آپؐ ان کو کتاب اللہ کے ساتھ حکمت کی بھی تعلیم دیتے تھے۔ یہ حکمت اگرچہ قرآن مجید اور وحیِ خفی سے ماخوذ ہے' مگر اس سے الگ چیز ہے' اور وہ رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال ہیں۔ اس لیے کتاب اللہ کے ساتھ وہ بھی واجب العمل ہیں۔ یقیناً آنحضور ﷺ کی ذات اور آپ ﷺ کا ہر قول و فعل مسلمانوں کے لیے نمونۂ عمل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اس کی وضاحت فرمائی ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا۝﴾ (الاحزاب: ۲۱)

"تحقیق تمہارے لیے اللہ کے رسول کے طرزِ زندگی میں بہترین نمونہ ہے اس کے لیے جو امید رکھتا ہے اللہ کی اور آخرت کے دن کی اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کرتا ہے۔"

اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی بھی سخت تاکید کی ہے اور قرآنِ مجید میں متعدد مقامات پر "اَطِيْعُوا اللّٰهَ" کے ساتھ ساتھ "اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ" کا بھی حکم ہے۔

① ﴿وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۝﴾ (آل عمران: ۱۳۲)

"اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔"

② ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ۝﴾ (محمّد: ۳۳)

"مسلمانو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی' اور اپنے اعمال ضائع مت کرو!"

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۳) ﴿ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ﴾ (النساء: ۶۴)
"ہم نے جو بھی رسول بھیجا ہے وہ اسی لیے بھیجا ہے کہ اللہ کے حکم کے تحت اس کی اطاعت و فرماں برداری کی جائے۔"

(۴) ﴿ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ﴾ (النساء: ۸۰)
"جس نے رسول کی اطاعت کی گویا اس نے اللہ کی اطاعت کی۔"

رسول کی اطاعت کا حکم اس لیے ہے کہ:

﴿ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ○ ﴾
(النجم: ۳، ۴)

"وہ اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتا' یہ تو ایک وحی ہے جو اُس پر نازل کی جاتی ہے۔"

منکرینِ حدیث' حدیث کا انکار کرتے ہیں اور اس کو حجت تسلیم نہیں کرتے اور اپنے آپ کو "اہل قرآن" کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ یہ ان کی ہٹ دھرمی ہے اور کم علمی کا ثبوت ہے۔ ایک مغربی مستشرق "ٹامس کارلائل" اپنی کتاب "ہیرو اینڈ ہیرو زشپ" میں لکھتا ہے۔

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک سرگرم اور پرُجوش ریفارمر تھے' جن کو خدا نے گمراہوں کی ہدایت کے لیے مقرر کیا تھا۔ ایسے شخص کا کلام خود خدا کی آواز ہے۔ محمد (ﷺ) نے انتھک کوشش کے ساتھ حقانیت کی خواہش کی اور زندگی کے آخری لمحے تک اپنے مقدس مشن کی تبلیغ جاری رکھی۔"
(عصر جدید ۱۸ اگست ۱۹۲۹ء' بحوالہ ترغیب و ترہیب مترجم' ج ۱' ص ۹۲)

قرآنِ مجید باوجود اپنی جامعیت اور جملہ علومِ ضروریہ پر حاوی ہونے کے چونکہ زیادہ ایمان' عقائد اور اصولِ دین بیان کرتا ہے اس لیے اس کی حیثیت ایک بنیادی قانون اور دستورِ اساسی کی ہے۔ اب اسے تفصیلی شکل دینا اور اس کی دفعات کی وضاحت کرنا در اصل حدیث کا کام ہے۔ اور یہ کام رسول اللہ ﷺ کے سپرد خود اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ قرآنِ مجید میں آتا ہے:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

﴿وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ...﴾ (النحل : ۴۴)

"اور ہم نے آپ پر قرآن اتارا' تاکہ جو مضامین لوگوں کے پاس بھیجے گئے ہیں آپ انہیں وہ مضامین خوب سمجھادیں..."

جو متن اپنے بیان کے مطابق محتاج شرح ہے اگر اس کی شرح ضائع ہو جائے تو بلاشبہ وہ متن بھی' باوجود یکہ اس کا ایک ایک حرف محفوظ ہے' ضائع ہونے ہی کے برابر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے اسلام نے کبھی بھی قرآنِ مجید کو حدیث سے آزاد ہو کر نہیں دیکھا۔

امام اوزاعی نے امام مکحول سے نقل کیا ہے کہ :

"کتاب اللہ سنّت کی اس سے کہیں زیادہ محتاج ہے جتنی کہ سنّت کتاب اللہ کی محتاج ہے۔" (جامع بیان العلم' ج ۲' ص ۱۹)

علامہ شاطبیؒ فرماتے ہیں :

فكان السنة بمنزلة التفسير و الشرح لمعانى احكام الكتاب

"پس گویا سنّت کتاب اللہ کے احکام کے لیے بمنزلہ تفسیر اور شرح کے ہے۔" (الموافقات' ج ۴' ص ۱۰)

قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کا انسانوں کے نام ایک پیغام ہے۔ اس میں متعدد ایسے واقعات ہیں کہ بغیر حدیث کی مدد کے ان کا مفہوم و مطلب مبہم اور بڑی حد تک تشنہ رہ جائے گا۔ مثلاً

﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ٥﴾ (الحجر : ۸۷)

"ہم نے آپ کو سبع مثانی عطا کیں اور قرآنِ عظیم دیا۔"

یہ سبع مثانی کیا چیز ہے؟ حدیث نے اس کی طرف رہنمائی کی کہ سبع مثانی سورۃ الفاتحہ ہے۔ (صحیح بخاری و جامع ترمذی)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اہل زبان تھے اور قرآنِ مجید ان کی زبان (عربی) میں نازل ہوا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھا' لیکن قرآنِ مجید کی بہت سی آیات کا مطلب آنحضرت ﷺ کی رہنمائی کے بغیر نہیں سمجھ سکتے تھے۔ اس کی ایک مثال ملاحظہ فرمائیں کہ جب روزے کے احکام میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ﴾ (البقرة: ۱۸۷)

"اور کھاتے پیتے رہو (سحر میں) یہاں تک کہ تمہارے سامنے صبح کا سفید ڈورا سیاہ ڈورے سے ممتاز ہو جائے۔"

یہاں کالے ڈورے سے رات کی تاریکی اور سفید ڈورے سے صبح کا نور مراد تھا' لیکن حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ خود بیان کرتے ہیں کہ میں نے دو دھاگے' ایک سیاہ اور دوسرا سفید لیے' اور رات کو تکیہ کے نیچے رکھ کر سو گیا اور سحر کے وقت ان دونوں کو دیکھتا رہا' جب اتنی روشنی پھیل گئی کہ دونوں دھاگوں کا رنگ الگ الگ محسوس ہونے لگا تو میں کھانے پینے سے رک گیا' صبح دن چڑھے میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سب ماجرا سنایا' آپ ﷺ نے (مزاحیہ انداز میں) فرمایا: اچھا تمہارا تکیہ بڑا طویل و عریض ہے کہ شب کی تاریکی اور صبح کی روشنی کو محیط ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

"اس سے رات کا اندھیرا (صبح کاذب) اور دن کا اجالا (صبح صادق) مراد ہے"۔ (تفسیر ابن کثیر' ج ا ص ۲۲۱)

درحقیقت اسلام کی پوری عمارت قرآنِ مجید اور حدیث نبوی ﷺ پر قائم ہے۔ وہ کلامِ مجید کی تفسیر بھی ہے' اس کے اجمال کی تفصیل بھی' اس کے کلی احکام سے جزئیات کی تفریع بھی ہے اور اسلام کے قرنِ اول کی تاریخ بھی۔ اس کے بغیر اسلام کی تعلیم اور اس کی ابتدائی تاریخ کے بہت سے اوراق سادہ رہ جاتے ہیں۔ اسلام کے ارکانِ اربعہ نماز' روزہ' حج اور زکوٰۃ کے تفصیلی احکام بھی نہیں معلوم ہو سکتے اور نہ ان کو حدیث کی مدد کے بغیر ادا کیا جا سکتا ہے۔ ان کے صرف کلی احکام

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قرآنِ مجید میں ہیں' اس کی تفصیل حدیث و سنّت سے معلوم ہوتی ہے۔ یہی حال اکثر اوامر و نواہی اور حلال و حرام کا ہے۔

آنحضرت ﷺ کی بعثت' اسلام کا ظہور' اس کی تبلیغ' اس کی راہ کی صعوبتیں' غزوات' اسلام کا غلبہ و اقتدار' حکومت الٰہیہ کا قیام' اس کا نظام' رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ اور آپ ﷺ کی سیرت معلوم کرنے کا ذریعہ صرف حدیث ہے۔ اگر اس کو نظرانداز کر دیا جائے تو اسلام کی بہت سی تعلیمات اور تاریخ اسلام کے بہت سے گوشے مخفی رہ جائیں گے۔ اس لیے احادیثِ نبوی ﷺ اسلام اور اسلامی تاریخ کا بڑا قیمتی سرمایہ ہیں اور ان پر اس کی عمارت قائم ہے۔

اگر قرآنِ مجید کو تسلیم کیا جائے اور حدیث کا انکار کیا جائے تو یہ تو ایسا ہی ہے کہ کسی کلام کو تسلیم کر لیا جائے اور اس کے مفہوم کا انکار کیا جائے۔

اصلِ دین آمد کلام اللہ معظّم داشتن
پس حدیثِ مصطفیٰ برجاں مسلّم داشتن

تدوینِ حدیث

اہلِ اسلام نے جتنا اہتمام آنحضرت ﷺ کے کلام کی حفاظت کے لیے کیا ہے آج تک روئے زمین پر کسی دوسری قوم نے اپنے پیشوا کے کلام کی حفاظت کے لیے نہیں کیا۔ اپنے پیشوا کے کلام کی حفاظت تو دُور کی بات ہے وہ تو اپنے نبی پر نازل کردہ کتاب کی حفاظت نہ کر سکے۔ لیکن پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کے جاں نثاروں نے آپ ﷺ کے اقوال ہی نہیں بلکہ افعال بھی' حتیٰ کہ ہر حرکت و سکون' اندازِ گفتگو اور طرزِ تکلم کو اس طرح محفوظ کیا ہے کہ اس سے زیادہ حفاظت تصور میں نہیں آسکتی۔

منکرینِ حدیث کی طرف سے یہ اعتراض عام کیا جاتا ہے کہ تدوینِ حدیث کا کام زمانہ نبوی ﷺ کے ۱۵۰ سال بعد شروع ہوا' یہ اعتراض صحیح نہیں۔ آنحضرت ﷺ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے عہدِ مبارک میں کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حدیثِ نبویؐ کے کئی مجموعے تیار کر لیے تھے۔ علامہ سید سلیمان ندوی اپنے ایک مکتوب بنام مولانا عبدالماجد دریا آبادی میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"مسلمانوں کے اس فقرے کا معنی کہ حدیث کی تدوین ہجرت کے ڈیڑھ سو برس بعد ہوئی ہے' یہ ہے کہ تصنیف اور کتابت کی حیثیت میں' ورنہ محض تحریر و کتابت کی حیثیت سے زمانہ نبویؐ ہی میں اس کی جمع و تحریر کا آغاز ہو چکا تھا"۔ (مکتوباتِ سلیمانی' ص ۱۱۲' مکتوب نمبر ۸۱)

مولانا محمد اسحاق سندیلوی مصنف "اسلام کا سیاسی نظام" اور سابق استاذِ تفسیر "ندوة العلماء لکھنؤ" اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ:

"تحقیق یہ ہے کہ تدوین حدیث کا کام خود نبی اکرم ﷺ کے زمانہ سے شروع ہو چکا تھا' خلفائے راشدین کے دور میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا اور کوئی زمانہ ایسا نہیں گزرا جس میں یہ سلسلہ کلیتاً منقطع ہو گیا ہو"۔

(الفرقان لکھنؤ' ذی قعدہ ۱۳۷۵ھ' ص ۳۷)

حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۱ھ) نے اپنے زمانۂ خلافت میں تدوینِ حدیث کے سلسلہ میں قابل قدر خدمات انجام دیں۔ چنانچہ آپؒ نے اس سلسلہ میں گورنر مدینہ امام ابوبکر محمد بن عمر بن حزم کو لکھا:

انظر ما كان حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم فاكتبه' فاني خفتُ دروس العلم وذهاب العلماء' ولا يقبل الا حديث النبي صلى الله عليه وسلم.

"احادیثِ نبویہ کی تلاش کر کے ان کو جمع کر لو' کیونکہ مجھے علم کے مٹنے اور علماء کے فناء ہونے کا خوف محسوس ہوتا ہے۔ اور صرف رسول اللہ ﷺ کی احادیث قبول کی جائیں۔"

(صحيح البخاري' كتاب العلم' باب كيف كان يقبض العلم)

تدوینِ حدیث کا کام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عہد میں شروع ہو چکا تھا۔ حضرت عمر بن

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی طرف خاص توجہ کی اور اس کام کو آگے بڑھایا۔
مولانا عبدالسلام ندوی مرحوم لکھتے ہیں کہ :

"صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی کے زمانہ میں فن حدیث مدون ہو چکا تھا۔ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے انہی اجزائے پریشاں کو ایک مجموعے کی صورت میں جمع کیا"۔ (اسوۂ صحابہ' ج ۲' ص ۳۱۰)

مولانا عبدالحی لکھنوی اپنی کتاب "التعلیق الممجّد" کے مقدمہ میں حافظ ابو نعیم اصفہانی کی تاریخ اصفہان کے حوالے سے لکھتے ہیں :

"عمر بن عبدالعزیزؒ نے دور دور عاملوں کو یہ حکم لکھ بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیثوں کو تلاش کر کے جمع کر لو"۔ (مقدمہ التعلیق الممجّد' ص ۱۴)

چنانچہ ہر صوبہ کے عامل نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے حکم کی تعمیل کی۔ حافظ ابن عبدالبر قرطبی جامع بیان العلم میں لکھتے ہیں کہ سعد بن ابراہیم سے روایت ہے کہ :

"ہم کو عمر بن عبدالعزیز نے جمع حدیث کا حکم دیا اور ہم نے دفتر کی دفتر حدیثیں لکھیں۔ اور انہوں نے ایک ایک مجموعہ حدیث ہر جگہ' جہاں جہاں ان کی حکومت تھی' بھیجا"۔ (جامع بیان العلم بحوالہ سیرت عمر بن عبدالعزیز از مولانا عبدالسلام ندوی' ص ۱۴۱)

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا یہ کارنامہ تاریخ حدیث میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا کہ اُس وقت کے علمائے کرام نے آپ کے حکم کی تعمیل کر کے حدیثِ نبوی ﷺ کو' جو مسلمان قوم کا عظیم سرمایہ ہے' محفوظ کر دیا۔

کتابتِ حدیث

منکرینِ حدیث کی طرف سے یہ اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حدیث کی کتابت سے منع فرمایا تھا' حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے ایک موقع پر منع فرمایا تھا' لیکن بعد میں اس کی اجازت دے دی۔ آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں مکتوباتِ نبویؐ' معاہداتِ نبویؐ' مسائل نماز و زکوٰۃ اور حج و صدقات وغیرہ لکھے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جاتے تھے۔ حجّتہ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے جو خطبہ ارشاد فرمایا تھا وہ اسلام کے اساسی احکام پر مشتمل تھا۔ اس کے بارے میں ایک صحابی ابو شاہ یمنی نے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ مجھے یہ خطبہ لکھ کر دیا جائے۔ آپ ﷺ نے حکم دیا :

((اُكْتُبُوْا لِاَبِي شَاهٍ)) (بخاری و مسلم)

"ابی شاہ کے لیے یہ خطبہ لکھ کر اس کے حوالہ کرو۔"

آپ ﷺ کے اس حکم سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عہدِ رسالت میں گوناگوں مسائل کو تحریری شکل میں لایا جاتا تھا۔ علاوہ ازیں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے :

((فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ)) (بخاری و مسلم)

"یعنی جو لوگ اِس وقت موجود ہیں وہ ان لوگوں تک احکام پہنچادیں جو موجود نہیں ہیں۔"

اسی کا نام روایتِ حدیث ہے۔

مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی سابق رفیق دار المصنّفین اعظم گڑھ لکھتے ہیں :

"اس لیے عہدِ رسالت سے لے کر بعد کے ہر دَور میں حدیثِ نبوی کی نقل و روایت کا سلسلہ جاری رہا۔ یہ حدیثیں پوری دنیائے اسلام میں بکھری ہوئی تھیں۔ محدثین کرام کا یہ بڑا احسان ہے کہ انہوں نے اُس زمانہ میں 'جب کہ سفر کی سہولتیں نہ تھیں اور سفر ہم معنی سقر سمجھا جاتا تھا اور نہ نشر و اشاعت کے موجودہ سامان تھے' تعلیم بھی محدود تھی' دنیائے اسلام کا چپہ چپہ چھان کر رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال یعنی حدیث و سُنّت کو تحقیق و حدیث کے پورے اہتمام کے ساتھ جمع و مرتب کیا۔ ان کے ردّ و قبول اور صحت و سقم کے جانچنے اور رواۃ کی جرح و تعدیل کے اصول بنائے۔ اصولِ حدیث کا مستقل فن ایجاد کیا۔ نیز راویانِ حدیث کے حالات صحت و تحقیق کے ساتھ قلم بند کیے جو مسلمانوں کا بڑا قابل فخر کارنامہ ہے"۔

(مقدمہ تذکرۃ المحدثین' ج ۱' ص ۸)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عہدِ نبوی ؐ میں صحابہ کرام ؓ نے جو تحریری مجموعے مرتب فرمائے ان کی تفصیل یہ ہے:

① صحیفہ صادقہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ نے مرتب فرمایا تھا اور اس بارے میں وہ فرمایا کرتے تھے کہ:

"مجھے زندگی کی چاہت صرف اس صحیفہ صادقہ کی وجہ سے ہے۔"

② کتاب عمرو بن حزم: آنحضرت ﷺ نے ان کے ذریعہ سنن و فرائض کے کچھ مسائل لکھ کر اہل یمن کے پاس بھیجے تھے۔

③ حضرت انس بن مالک ؓ کے صحیفے

④ صحیفہ علی بن ابی طالب ؓ

⑤ صحیفہ وائل بن حجر ؓ

⑥ خطبہ حجۃ الوداع

⑦ کتاب الصدقہ

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں زکوٰۃ کے موضوع پر ایک کتاب لکھوائی تھی، جو مکمل ہو چکی تھی، لیکن عاملوں کے پاس بھیجنے سے پہلے آپ ﷺ نے رحلت فرمائی۔ حافظ ابن عبدالبر قرطبی فرماتے ہیں کہ:

"آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے زندگی بھر اس پر عمل کیا اور حضرت عمر فاروق ؓ نے بھی اس پر عمل کیا"۔

(جامع بیان العلم، ج ۱، ص ۷۱)

⑧ صحیفہ جابر بن عبداللہ ؓ

⑨ مسند ابی ہریرہ ؓ

⑩ صحیفہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ

⑪ صحیفہ سمرہ بن جندب ؓ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱۲) صحیفہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ

(۱۳) صحیفہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

(۱۴) صحیفہ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ

(۱۵) صحیفہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا

(۱۶) صحیفہ محمد بن سلمہ انصاری رضی اللہ عنہ

تابعین عظام نے بھی حدیث کے مجموعے مرتب فرمائے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے دو شاگردوں وہب بن مُنبّہ اور سلمان بن قیس نے حدیث کے مجموعے مرتب فرمائے تھے۔ (تدوین حدیث از مناظر احسن گیلانی، ص ۶۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہمام بن مُنبّہ نے ایک مجموعہ حدیث مرتب فرمایا تھا، جو "صحیفہ ہمام بن مُنبّہ" کے نام سے معروف ہوا۔ یہ صحیفہ مسند امام احمد بن حنبل میں (ج ۲، ص ۳۱۲ تا ۳۱۸) مکمل درج ہے۔

صحیفہ ہمام بن مُنبّہ علیحدہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ حیدر آبادی کی تحقیق، تصحیح، تعلیق اور تخریج سے شائع ہو چکا ہے۔ اس مجموعہ میں ۱۳۸ احادیث ہیں۔

صحیفہ ہمام بن مُنبّہ کا اُردو ترجمہ بھی کراچی سے شائع ہو چکا ہے۔

جامعینِ حدیث

محدثین کرام کی ایک طویل فہرست ہے جنھوں نے حدیث کی جمع و تدوین میں قابل قدر خدمات انجام دیں اور اپنے اپنے دور میں حدیث کے مجموعے مرتب فرمائے۔ یہاں صرف اٹھاون (۵۸) مشہور محدثین کرام کے نام درج کیے جاتے ہیں جنھوں نے حدیث کے مجموعے مرتب فرمائے۔

۱۔ ابنِ جریج (م ۱۵۰ ھ)

۲۔ ابنِ اسحاق۔ ۱۵۱ ھ میں مکہ میں حدیث کی تدوین کی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۳۔ معمر بن راشد (م ۱۵۳ھ)

۴۔ اوزاعی (م ۱۵۶ھ)

۵۔ سعید بن ابی عروبہ۔ ۱۵۶ھ میں مدینہ میں حدیث کی تدوین کی۔

۶۔ ربیع بن صبیح (م ۱۶۰ھ)

۷۔ شعبہ بن حجاج (م ۱۶۰ھ)

۸۔ سفیان ثوری (م ۱۶۱ھ)

۹۔ حماد بن مسلمہ (م ۱۶۷ھ)

۱۰۔ مالک بن انس (م ۱۷۹ھ)

۱۱۔ عبداللہ بن مبارک (م ۱۸۱ھ)

۱۲۔ جریر بن عبدالحمید (م ۱۸۸ھ)

۱۳۔ سفیان بن عیینہ (م ۱۹۸ھ)

۱۴۔ ابو داؤد طیالسی (م ۲۰۴ھ)

۱۵۔ عبدالرزاق بن ہمام (م ۲۱۱ھ)

۱۶۔ اسد بن موسیٰ (م ۲۱۲ھ)

۱۷۔ عبیداللہ بن موسیٰ (م ۲۱۳ھ)

۱۸۔ عبداللہ بن زبیر حمیدی (م ۲۱۹ھ)

۱۹۔ سعید بن منصور (م ۲۲۷ھ)

۲۰۔ یحییٰ بن عبدالحمید حمانی (م ۲۲۸ھ)

۲۱۔ نعیم بن حماد (م ۲۲۸ھ)

۲۲۔ ابوبکر بن ابی شیبہ (م ۲۳۵ھ)

۲۳۔ اسحاق بن راہویہ (م ۲۳۸ھ)

۲۴۔ احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ)

۲۵۔ عبد بن حمید (م ۲۴۹ھ)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۲۶۔ اسحاق بن بہلول (م ۲۵۲ھ)
۲۷۔ عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی (م ۲۵۵ھ)
۲۸۔ محمد بن اسماعیل بخاری (م ۲۵۶ھ)
۲۹۔ ابو مسعود رازی (م ۲۵۸ھ)
۳۰۔ مسلم بن حجاج (م ۲۶۱ھ)
۳۱۔ ابن ماجہ (م ۲۷۳ھ)
۳۲۔ ابوداؤد سجستانی (م ۲۷۵ھ)
۳۳۔ بقی بن مخلد قرطبی (م ۲۷۶ھ)
۳۴۔ محمد بن عیسیٰ ترمذی (م ۲۷۹ھ)
۳۵۔ احمد بن ابی عاصم نبیل (م ۲۸۷ھ)
۳۶۔ ابوبکر بزار (م ۲۹۲ھ)
۳۷۔ ابو مسلم کشی (م ۲۹۲ھ)
۳۸۔ محمد بن نصر مروزی (م ۲۹۴ھ)
۳۹۔ ابن جارود (م ۳۰۷ھ)
۴۰۔ ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی (م ۳۰۳ھ)
۴۱۔ ابو یعلیٰ موصلی (م ۳۰۷ھ)
۴۲۔ ابن خزیمہ (م ۳۱۱ھ)
۴۳۔ ابو عوانہ الاسفرائنی (م ۳۱۶ھ)
۴۴۔ ابن حبان (م ۳۵۴ھ)
۴۵۔ ابوالقاسم طبرانی (م ۳۶۰ھ)
۴۶۔ ابوالحسن دارقطنی (م ۳۸۵ھ)
۴۷۔ ابو عبداللہ حاکم (م ۴۰۵ھ)
۴۸۔ احمد بن حسین بیہقی (م ۴۵۸ھ)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴۹۔ ابو نصر محمد بن فتوح حمیدی (م ۴۸۸ ھ)

۵۰۔ حسین بن مسعود بغوی (م ۵۱۶ ھ)

۵۱۔ ابنِ اثیر جزری (م ۶۰۶ ھ)

۵۲۔ امام نووی (م ۶۷۶ ھ)

۵۳۔ ولی الدین خطیب تبریزی (م ۷۴۳ ھ)

۵۴۔ عبدالعظیم منذری (م ۶۵۶ ھ)

۵۵۔ حافظ ابنِ کثیر (م ۷۷۴ ھ)

۵۶۔ حافظ ابنِ حجر (م ۸۵۲ ء)

۵۷۔ عبدالسلام ابنِ تیمیہ (م ۶۵۲ ء)

ان محدثین کی خدماتِ حدیث اسلام کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھی جائیں گی جنہوں نے حدیث کی جمع و تدوین میں اپنی زندگیاں وقف کر رکھی تھیں اور ان کی سعی و کوشش اور محنت سے آنحضرت ﷺ کی حدیثیں کتابی صورت میں مرتب کی گئیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ ان محدثین کی یہ خدمات ان کی نجات کا ذریعہ بنیں۔

عبدالرشید عراقی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱)

امام مالک بن اَنس رحمۃ اللہ علیہ

(۹۳ھ — ۱۷۹ھ)

نام و نسب

مالک نام' ابو عبداللہ کنیت' امامِ دارالہجرۃ لقب' والد کا نام اَنس تھا۔ آپ کے پردادا ابو عامر مشرف باسلام ہوئے اور یمن سے آکر مدینۃ النبی میں سکونت اختیار کی تھی۔ ابو عامر کی ملاقات نبی ﷺ سے ثابت نہیں' مگر امام صاحب کے دادا مالک بن ابو عامر جلیل القدر تابعی تھے۔ آپ کی ولادت ۹۳ھ میں مدینہ طیبہ میں ہوئی۔(۱)

مدینہ طیبّہ

جس وقت امام صاحب کی پیدائش ہوئی اُس وقت مدینہ طیبہ علماء و فضلاء کا مخزن تھا۔ آنحضرت ﷺ کے انتقال کے بعد اگرچہ بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ سے نکل کر دوسرے مقامات پر آباد ہو گئے تھے' مگر مدینہ طیبہ کی علمی پوزیشن میں کسی قسم کا فرق نہ آیا تھا' بلکہ بدستور اسی طرح قائم رہی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی زمانہ تک مدینہ اسلام کا بڑا مرکز تھا' مگر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے بجائے کوفہ کو دارالحکومت بنایا تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کوفہ بھی مدینہ کی طرح اسلام کا علمی مرکز بن گیا۔ حضرت امام مالکؒ نے جب ہوش سنبھالا تو مدینہ کی علمی پوزیشن پہلے کی طرح قائم تھی۔ امام شاہ ولی اللہ (م ۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں:

"باید دانست کہ مدینہ مشرفہ در زمانِ اُو پیشتر از زمانِ متاخر بلاشبہ مرجع فضلاء و رجال علماء بودہ است"(۲)

"یعنی جاننا چاہیئے کہ مدینہ منورہ امام مالک رحمہ اللہ کے زمانے میں بعد کے فرود

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے پہلے بلاشبہ فضلاء کا مرجع اور اہل علم کی فرودگاہ تھا۔ البتہ امام مالکؒ کے بعد وہاں علمی انحطاط آگیا تھا۔"

اس بات میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں اور نہ اس سے انکار کیا جا سکتا ہے کہ مدینہ منورہ امام مالک کے زمانے تک علم و فضل کا گہوارہ تھا۔ اور امام مالکؒ مدینہ کے عمل کو مستقل حجت سمجھتے تھے۔ عمل اہل مدینہ پر حافظ ابن قیمؒ نے أعلام الموقعین میں بڑی دلچسپ بحث کی ہے جو قابل دید ہے۔

تحصیل علم

امام صاحب نے جب ہوش سنبھالا تو مدینہ باغ و بہار کا مرکز تھا۔ ان کا گھر خود علم کا مرجع تھا۔ امام صاحبؒ نے قرآنِ مجید کی سند و قراءت امام القراء نافع بن عبدالرحمٰن المتوفیٰ ۱۶۹ھ مولائے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے حاصل کی۔ حضرت نافع کے علاوہ امام صاحب نے دیگر شیوخ سے تحصیلِ علم کی۔ امام مالک نے طلبِ علم کے لیے مدینہ سے باہر قدم نہیں نکالا' کیونکہ مدینہ اُس وقت دار العلوم تھا اور تمام ممالک اسلامیہ کے شیوخ و اساتذہ خود آستانہ نبویؐ پر حاضر ہوتے تھے۔

امام صاحب رحمہ اللہ نے ان شیوخ و اساتذہ سے استفادہ کیا جو صدق و طہارت میں معروف اور حفظ و ضبط میں ممتاز تھے۔ امام صاحب نے جن شیوخ سے موطا میں روایت کی ہے ان کی تعداد ۹۵ ہے۔ یہ سب اساتذہ مدنی ہیں۔ اس طرح مدینہ کا علم جو مختلف سینوں میں منتشر تھا وہ اب ایک سینہ میں مجتمع ہو گیا۔ اسی وجہ سے "امام دار الہجرۃ" آپ کا لقب ہوا۔

مجلس درس

مدینہ منورہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بعد ان کی عملی درس گاہ کے جانشین حضرت نافع رحمہ اللہ تھے۔ امام مالک ۱۲ برس تک حضرت نافعؒ کے درس میں شریک رہے۔ حضرت نافع کے انتقال کے بعد امام مالکؒ ان کے جانشین ہوئے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام صاحب کی مجلس درس ہمیشہ پر تکلف فرش اور بیش قیمت قالینوں سے آراستہ رہتی تھی۔ جب حدیث کے املاء کا وقت آتا تھا تو پہلے وضو یا غسل کرتے، عمدہ اور بیش قیمت پوشاک زیب تن فرماتے' اس لیے کہ حضرت امام لباس کے معاملے میں بہت خوش ذوق تھے۔ یمن' مصر اور خراسان تک سے عمدہ عمدہ کپڑے منگواتے۔ عطر کا بہت شوق تھا۔ اس سے آپ کے ذہن کی پاکیزگی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ درس سے پہلے نیا جوڑا پہن کر اور خوشبو وغیرہ لگا کر مجلس علمی کی صدارت کے لیے مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لاتے۔

مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ (م ۱۳۷۳ھ) نے مجلس درس کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے:

"جاہ و جلال اور شان و شکوہ سے کاشانہ امامت پر بارگاہِ شاہی کا دھوکہ ہوتا تھا۔ طلبہ کا ہجوم' مستفتیوں کا اژدہام' امراء کا ورود' علماء کی تشریف آوری' سیاحوں کا گزر' حاضرین کی مؤدب نشست' در خانہ پر سواریوں کا انبوہ دیکھنے والوں پر رعب و وقار طاری کر دیتا تھا۔"[۳]

امام صاحب' صاحبِ حکومت نہ تھے' لیکن صاحبِ حکومت اس آستانہ پر جھکتے تھے۔ پوری دنیائے اسلام امام صاحب کی شہرت سے معمور ہو گئی تھی۔ ایشیا' افریقہ اور یورپ ہر سہ برّاعظم سے مسافرانِ علم کے کارواں بلاانقطاع مدینہ کا رخ کرتے تھے۔ اور اس طرح نبی اکرم ﷺ کی پیش گوئی پوری ہوئی۔

عن ابی هريرة رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم يوشك ان يضرب الناس اكباد الابل فلا يجدون احدًا اعلم من عالم المدينة[۴]

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: عنقریب وہ زمانہ آئے گا جب لوگ طلب علم کے لیے اونٹ ہنکائیں گے' لیکن مدینہ کے عالم سے زیادہ کسی کو صاحبِ علم نہ پائیں گے۔"

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سفیان بن عیینہؒ اور عبدالرزاقؒ نے اس پیش گوئی کا مصداق حضرت امام مالکؒ کو قرار دیا۔

حضرت امام مالکؒ جب درسِ حدیث کے لیے مجلس لگاتے تو اتنے ادب اور احترام کے ساتھ بیٹھتے کہ مجلس میں کسی قسم کی کوئی حرکت نہ ہو، جس سے سوئے ادب کا شائبہ ہو۔ سامعین بالکل خاموشی سے آپ کی بات سنتے۔ اور جیسا کہ مشہور واقعہ ہے اور تقریباً ہر سوانح نگار نے، جس نے امام صاحبؒ کی سیرت و سوانح لکھی ہے، اس کو اپنی کتاب میں درج کیا ہے کہ ایک دفعہ دورانِ درسِ حدیث ایک بچھو نے آپ کو کئی بار کاٹا، درد کی وجہ سے چہرے کا رنگ متغیر ہوا جاتا تھا، مگر آپ نے اُس وقت تک پہلو نہ بدلا جب تک حدیثِ پاک ختم نہ ہوئی۔

تلامذہ

امام صاحب کے تلامذہ کی فہرست بہت طویل ہے۔ حافظ ابنِ کثیرؒ اور امام ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ کے تلامذہ کا شمار ناممکن ہے۔ اس لیے کہ جس نے ۶۲ سال تک فقہ، فتاویٰ اور درس و تدریس میں گزارے ہوں اس کے شاگردوں کا احصاء بہت مشکل ہے۔ آپ کے مشہور تلامذہ میں امام شافعی اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ شامل ہیں۔

فقہ مالکؒ

حضرت امام مالکؒ کی فقہ کی بنیاد فقہاء صحابہ یعنی ابنِ عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور فقہاء سبعہ یعنی کبار تابعین حضرات کے اجتہادات پر ہے۔

۱۔ سعید بن المسیب (م ۱۰۱ھ)

۲۔ سالم بن عبداللہ (م ۱۰۶ھ)

۳۔ ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام (م ۹۴ھ)

۴۔ عبیداللہ بن عتبہ بن مسعود (م ۱۰۲ھ)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۵۔ قاسم بن محمد بن ابی بکر (م ۱۰۱ ھ)

۶۔ سلیمان بن یسار (م ۱۰۷ ھ)

۷۔ خارجہ بن زید (م ۹۹ ھ)

ان کے علاوہ صغار تابعین، مثلاً زہری وغیرہ کے اجتہادات بھی امام مالکؒ کے مذہب کی بنیاد ہیں۔

اخلاق و عادات

بہت خود دار تھے۔ حمام میں غسل کرنا اُس وقت ایک عام معمول تھا، مگر امام صاحب نے کبھی حمام میں غسل نہیں کیا۔ فرماتے کہ :

"حمام میں عام لوگوں سے مڈبھیڑ ہو جاتی ہے اور عامیانہ ذوق کی باتیں سننا پڑتی ہیں۔ اس لیے حمام میں نہانے سے احتراز کرتا ہوں۔"

اور فرمایا کرتے تھے کہ :

"میں کم علم و کم عقل اور جاہلوں کی صحبت سے ہمیشہ گریز کرتا ہوں۔"

اخلاقی انفرادیت کا اتنا اہتمام تھا کہ لوگوں کے سامنے کبھی کھانے پینے کی چیز استعمال نہ کرتے۔ یہ سب کچھ بتقاضائے وقار و تمکین تھا، ورنہ جن لوگوں سے سابقہ تھا ان کے حق میں نہایت درجہ شفیق تھے۔

توجہ الی اللہ کا یہ حال تھا کہ انگوٹھی کے نگینہ میں "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ" محض اس لیے کندہ کرا رکھا تھا کہ یہ مضمون ہر وقت مد نظر رہے۔ اسی طرح گھر کے دروازے پر "ماشاء اللہ" لکھوا رکھا تھا۔ اور فرماتے کہ یہ قرآن کی اس آیت سے ماخوذ ہے :

﴿وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ...﴾ (الکهف : ۳۹)

"جب تم اپنے باغ میں داخل ہوئے تو تم نے اس کی بہار دیکھ کر یہ کیوں نہ کہا کہ جو اللہ کو منظور ہے..."

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مدینہ سے محبّت

امام صاحب کو مدینہ سے غایت درجہ محبّت تھی۔ بجز سفر کبھی باہر نہیں نکلتے تھے اور آنحضرت ﷺ کا بے حد ادب و احترام کرتے تھے۔ اس کی مثال ملاحظہ فرمائیں کہ تمام زندگی مدینہ میں کبھی گھوڑے پر سوار ہو کر نہیں نکلے کہ اس میں ان کے خیال میں سوءِ ادب کا پہلو نکلتا تھا' فرماتے :

"جہاں آنحضرت ﷺ کا جسدِ مبارک دفن ہو وہاں میں کیسے گھوڑے پر سوار ہو سکتا ہوں۔"

امام صاحب مدینہ میں جس مکان میں رہتے تھے وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تھا۔ تمام زندگی اسی مکان میں گزار دی۔ آپ اس مکان کا کرایہ ادا کرتے رہے' اپنا ذاتی مکان نہیں بنایا۔ مسجد نبوی میں نشست اس جگہ کرتے تھے جہاں خلیفۂ ثانی امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نشست کرتے تھے۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں آنحضرت ﷺ کا اعتکاف کے وقت بسترِ مبارک بچھایا جاتا تھا۔ (۵)

ابتلاء

آپ کو ابتلاء و آزمائش سے بھی گزرنا پڑا' جس کی تفصیل یہ ہے :

ایک تو محمد ذوالنفس الزکیہ (م ۱۴۵ھ) نے مدینہ منورہ میں اور ان کے بھائی ابراہیم نے بصرہ میں حکومت کی زیادتیوں کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا تو امام صاحب نے ان کا ساتھ دیا' جس پر والیٔ مدینہ آپ کے خلاف ہو گیا۔

دوسرا واقعہ "جبری طلاق" کا مسئلہ تھا۔ امام صاحب کا فتویٰ تھا کہ جبری طلاق واقع نہیں ہوتی' اور ایسی طلاق کی کوئی اہمیت نہیں' اس لیے یہ طلاق نہیں ہو گی۔ والیٔ مدینہ نے اس مسئلہ کو اپنے وقار کا مسئلہ بنا لیا' چنانچہ امام صاحب زیرِ عتاب آ گئے۔ آپ کو گدھے پر سوار کر کے تمام مدینہ میں پھرایا گیا' اور ۷۰ کوڑے آپ کی پیٹھ پر مارے گئے۔ تمام پیٹھ خون آلود ہو گئی' دونوں ہاتھ مونڈھوں سے اتر گئے مگر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام صاحب جھکے نہیں۔ جب آپ کو گدھے پر سوار کر کے تمام شہر میں پھرایا گیا تو آپ فرماتے کہ :

"مجھ کو جو جانتا ہے وہ جانتا ہے 'جو نہیں جانتا وہ جان لے کہ میں مالک بن انس ہوں۔ فتویٰ دیتا ہوں کہ جبری طلاق درست نہیں"۔[۶]

۱۴۶ھ میں جب خلیفہ منصور مدینہ منورہ آیا تو اس نے جعفر والی مدینہ سے اس سلوک کا جو اس نے امام صاحب سے کیا تھا قصاص لینا چاہا 'مگر امام صاحب نے روک دیا اور فرمایا کہ جب کوڑا پڑتا تھا تو اسی وقت میں جعفر کو قرابت رسول ﷺ کی وجہ سے معاف کر دیتا تھا۔ ملاحظہ فرمایئے حضرت امام ؒ کی عالی ظرفی۔

تصنیفات

آپ کی تصنیفات کی تعداد گیارہ ہے' جیسا کہ مولانا سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) نے اپنی مایہ ناز کتاب امام مالکؒ میں لکھا ہے اور وہ حسب ذیل ہیں : موطا' رسالۃ مالک الی الرشید' احکام القرآن' المدونۃ الکبریٰ' رسالۃ مالک الی ابن مطرف' رسالۃ مالک الی ابن وھب' کتاب الاقضیۃ' کتاب المناسک' تفسیر غریب القرآن' کتاب المجالسات عن مالک' تفسیر القرآن۔[۷]

اب یہاں صرف آپؒ کی مشہور کتاب "موطا" کا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

موطا

موطا قرآن پاک کے بعد کتب خانہء اسلام کی دوسری کتاب ہے۔ اوّل کلامِ خدا ہے اور ثانی کلامِ رسول اللہ ﷺ۔ جیسا کہ محدثین کرام نے اس کی تصریح کی ہے کہ موطا ہی نقش اوّل اور بنیادی کتاب ہے۔ بخاری کی حیثیت تو اس باب میں نقش ثانی کی ہے۔ اور انہی دونوں کتابوں پر مسلم و ترمذی جیسے بعد کے مؤلفین نے اپنی کتابوں کی بناء رکھی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

موطا در حقیقت علوم مدینہ کا مجموعہ ہے جس کو امام دار الہجرۃ مالک بن انسؒ نے جمع کیا ہے۔ موطا ان تمام اکابر صحابہ و اعاظم تابعین جن کا مسکن مدینہ منورہ تھا' ان کی روایات و فتاویٰ پر مبنی ہے۔ اور بقول امام شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ)

"صحیح ترین 'موثق ترین اور کامل ترین احکام اسلامیہ کا مجموعہ ہے"۔[۸]

اور محی السنۃ نواب صدیق حسن خاں (م ۱۳۰۷ھ) اتحاف النبلاء میں ابو زرعہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

"وایں وثوق و اعتماد بر کتب دیگر نیست"[۹]

یعنی یہ مجموعہ وثوق و اعتماد میں دیگر تمام کتابوں پر فوقیت رکھتا ہے۔

زمانۂ تالیف

موطا امام مالک کی تالیف مدینہ منورہ میں ہوئی' اس لیے کہ امام صاحب تمام عمر مدینہ میں ہی رہے۔ زمانہ تالیف کے متعلق صحیح طور پر معلوم نہیں ہو سکا' لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ موطا کی تالیف کا زمانہ ۱۳۰ھ تا ۱۴۰ھ کے درمیان ہے۔ ۱۳۰ھ میں بنی امیہ کا زوال شروع ہوا۔ اس سے پہلے تالیف و تصنیف کا شغل نہ تھا۔ ۱۴۳ھ میں منصور نے آخری حج کیا۔ اُس وقت موطا منصۂ شہود پر آ چکی تھی۔ اس لیے موطا کا زمانۂ تالیف ان دونوں کا درمیانی زمانہ قرار دیا جا سکتا ہے۔[۱۰]

وجہ تسمیہ

لفظ "موطاً" توطیہ کا مفعول ہے۔ صاحب قاموس نے اس کے معنی روندنے' تیار کرنے اور نرم و سہل بنانے کے بیان کیے ہیں۔ "موطا" کے لغوی معنی "روندا ہوا' تیار کیا ہوا' نرم اور سہل بنایا ہوا" ہیں۔ یہ تمام معنی بطور استعارہ کے یہاں مراد لیے جا سکتے ہیں۔[۱۱]

امام شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں:

موطا کے لغوی معنی روندے ہوئے یا چلے ہوئے' اور مجازی معنی یہ ہیں کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جس پر عام ائمہ اور علماء اور اکابر چلے ہوں' اور جس کو ان سب کی رایوں نے روندا اور پامال کیا ہو۔ یعنی سب نے اس کے متعلق گفتگو کی ہو' اور اس سے اتفاق کیا ہو"۔ (۱۲)

اور مولانا سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) فرماتے ہیں :

"موطا اس راستہ کو کہتے ہیں جس پر لوگ بکثرت گزرتے ہیں۔ سنت کے معنی بھی راستے کے ہیں جس پر آنحضرت ﷺ گزرے اور تمام صحابہ گزرے' غرض موطا کا لفظ اپنی حقیقت کا آپ مفسر ہے کہ یہ ان مسائل پر مشتمل ہے جن پر صحابہ ؓ کا عمل رہا ہے' اور جمہور سلف جن پر چلے ہیں"۔ (۱۳)

ابو حاتم رازی سے دریافت کیا گیا کہ اس کا نام "موطا" کیوں رکھا گیا' تو انہوں نے جواب دیا کہ امام مالکؒ نے اس کو مرتب کرکے لوگوں کے لیے سہل بنا دیا ہے اور خود امام صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کو لکھ کر مدینہ کے فقہاء کے سامنے پیش کیا' سب نے مجھ سے اتفاق کیا۔

موطا کی غرض

موطا سے پہلے اور خود امام مالکؒ کے زمانے میں حدیث کے بہت سے مجموعے تیار ہو چکے تھے' مگر ان میں صحت کا اتنا التزام نہیں تھا جو موطا میں رکھا گیا ہے اور موطا کی صحت کے التزام کے سلسلے میں محدثین کرام نے اس کی نشان دہی کی ہے۔ (۱۴)

چنانچہ حافظ ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ) فرماتے ہیں :

"امام مالکؒ فقہائے مدینہ میں سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے رواۃ کے متعلق تحقیق سے کام لیا اور روایت حدیث میں جو ثقہ نہ ہوں ان کی روایت سے اعراض کیا۔ وہ صحیح روایت کے علاوہ نہ کوئی روایت نقل کرتے ہیں اور نہ کسی غیر ثقہ سے حدیث بیان کرتے ہیں"۔ (۱۵)

اور امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ (م ۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں :

"امام دار الہجرۃ مالک بن انس کے مذہب کی بنائے اول احادیث صحیحہ اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بنائے ثانی آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین ہیں۔"

شاہ صاحب فرماتے ہیں:

"جاننا چاہیے کہ آنحضرت ﷺ کی احادیث سے 'خواہ مسند ہوں یا مرسل' نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اثر اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے عمل سے استدلال کرنا اور صحابہؓ و تابعینؒ کے فتاویٰ سے اخذ کرنا' خصوصاً جب کہ ان تابعین کی ایک جماعت کسی مسئلہ پر متفق ہو' امام مالکؒ کے مذہب کا اصول ہے"۔ (۱۶)

موطأ کا کتبِ حدیث میں مقام

جمہور علماء کرام نے طبقاتِ کتب حدیث میں موطا کو طبقۂ اولیٰ میں شمار کیا ہے۔ امام ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتب حدیث کے پانچ طبقات قائم کیے ہیں اور "موطا" کو طبقۂ اولیٰ میں شمار کیا ہے۔

طبقۂ اولیٰ میں صرف وہ تصانیف ہیں جن کے مصنفین حدیث کے امام اور فن کے نقاد تھے اور جن کی تصانیف صحت' جودتِ اسناد اور قبولِ محدثین کے لحاظ سے سب سے مقدم ہیں اور جن کے رجال ثبوت' حفظ' وثوق اور شہرت میں معروف ہیں۔ طبقۂ ثانیہ میں اس سے کم درجہ وعلیٰ ہذا الترتیب۔

طبقہ اولیٰ میں موطا' بخاری اور مسلم داخل ہیں جبکہ طبقہ ثانیہ میں ترمذی' نسائی اور ابوداؤد شامل ہیں۔

امام ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

واتفق اهل الحديث على انّ جميع ما فيه صحيح على رأى مالك ومن وافقه' واما على رأى غيره ليس فيه مرسل ولا منقطع الا وقد اتصل السنة به من طرق اخرى فلا جرم انها صحيحة من هذا الوجه (۱۷)

"محدثین کا اتفاق ہے کہ اس کتاب کی تمام روایات مالکؒ اور ان کے موافقین کی رائے میں صحیح ہیں۔ اور دوسروں کی رائے بھی اس سلسلہ میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہی ہے کہ موطا کی مرسل و منقطع روایات کی سند دوسرے طرق سے متصل ہے۔ پس اس میں کوئی شبہ نہ رہا کہ اس اعتبار سے وہ سب صحیح ہیں۔"

امام شافعیؒ کی شہادت

امام شافعیؒ (م ۲۰۴ھ) جو امام مالکؒ کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں' موطا کے بارے میں فرماتے ہیں:

ما علی ظهر الأرض من کتاب الله اصح من کتاب مالک[۱۸]

"روئے زمین پر کتاب اللہ کے بعد موطا امام مالک سے زیادہ صحیح کوئی کتاب نہیں۔"

موطا کی مقبولیت

امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ (م ۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ کی حیات ہی میں یہ کتاب پوری دنیائے اسلام میں مشہور ہو گئی تھی۔ جتنا زمانہ گزرتا گیا اس کی شہرت میں اضافہ ہوتا گیا اور لوگوں نے اس کی طرف زیادہ توجہ کی۔ اس مقدس کتاب کی منفرد خصوصیت یہ ہے کہ سلاطین زمانہ' مہدی' ہادی' رشید' مامون اور امین جیسے مشاہیر خلفاءِ اسلام نے عراق سے حجاز تک اس کی پذیرائی کی۔[۱۹]

روایات کی تعداد

ابتداءً موطا میں دس ہزار احادیث تھیں' مگر امام صاحب نے سب کو قلم زد کر دیا۔ اب ۱۷۲۰ احادیث باقی ہیں' جن کی تفصیل یہ ہے :

مسند مرفوع	۶۶۰
مرسل	۲۲۲
موقوف	۶۱۳
تابعین کے اقوال و فتاویٰ	۲۸۵
میزان	۱۷۲۰[۲۰]

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

موطا کی شروح، تعلیقات، تجریدیں، اسناد، رجال وغیرہ

موطا کی مقبولیت و ہردلعزیزی کا یہ عالم ہے کہ اس کو شارحین اور معلقین و محشین کی ایک بڑی جماعت ہاتھ آئی ہے۔ علماء مالکیہ کے علاوہ دوسرے حضرات نے بھی موطا کی خدمت کی ہے۔ قاضی عیاض نے ان کی تعداد ۹۹ بتائی ہے اور اس کے بعد بھی اس میں اضافہ ہوتا رہا۔ یہاں موطا کی شروح و تعلیقات کا تعارف مقصود نہیں، صرف موطا کی مقبولیت کی نشان دہی کرنا مقصود ہے۔

مولانا سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) نے حیات امام مالکؒ میں بحوالہ کشف الظنون لفظ موطا اور مدارک قاضی عیاض سے بواسطہ تزئین الممالک سیوطی، ص ۵۲ تا ۵۸ سے شروح موطا کی ایک فہرست دی ہے جس کی تفصیل یہ ہے:

شروح موطا	۲۹
تجرید و اسناد موطا	۱۶
اختلاف موطآت	۲
رجال الموطا	۵
غریب الموطا	۴
روایت الموطا عن المالک	۳
متفرق مباحث	۷
میزان	۶۶

صفات کے مسئلہ میں امام مالکؒ کا مسلک

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ صحبت نبوی کے فیوض جس درجہ کم تر ہوتے گئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم ایک ایک کر کے جس انداز سے دنیا سے رخصت ہوئے ایقان و سیرت کے درخشاں نمونوں کی تجلیات اسی نسبت سے گھٹتی چلی گئیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دوسری صدی کے اوائل میں عقلی شکوک و شبہات نے دلوں میں راہ پائی۔ کیونکہ جس طرح

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

طبیعیات کا یہ اصول ہے کہ خلا محال ہے' اسی طرح قلب و دماغ کی معموری کا بھی یہی حال ہے' اس کا خالی رہنا بھی ناممکن ہے۔ اگر ایمان کی معموریاں اس کو رونق نہیں بخشیں گی تو پھر الحاد و زندقہ کا اس میں دخل ہو جائے گا۔

امام صاحبؒ کے زمانہ میں کچھ لوگوں نے صفاتِ باری تعالیٰ کے مسئلوں پر موشگافیاں شروع کر دی تھیں۔ حضرت امام صاحبؒ نے جب پہلی دفعہ یہ سوال سنا کہ "استواء علی العرش" کے کیا معنی ہیں؟ تو انہیں اس اندازِ فکر سے سخت ملال ہوا۔ دیر تک گردن جھکائے سوچتے رہے' پیشانی پسینے سے تر ہو گئی' بالآخر جواب میں ایسے جامع کلمات ارشاد فرمائے جو آئندہ چل کر علم کلام میں ایک مستقل مدرسہ قرار پائے۔ فرمایا:

الاستواء معلوم' والکیف مجھول' والایمان واجب' والسؤال عنہ بدعۃ۔

"اللہ کا عرش پر مستوی ہونا معلوم ہے' کیف نہیں جانتے' ماننا ضروری ہے اور اس میں مین میخ نکالنا بدعت ہے۔"

وفات

امام صاحب کی عمر ۸۶ سال کی ہو چکی تھی۔ نہایت ضعیف اور ناتواں ہو گئے تھے۔ اس کے باوجود درس و افتاء کا سلسلہ جاری رکھا۔ اتوار کے روز بیمار ہوئے اور تقریباً تین ہفتہ بیمار رہے۔ مرض کی شدت میں کوئی تخفیف نہ ہوئی۔ بالآخر ۱۱/ ربیع الاول ۱۷۹ھ کو انتقال فرمایا۔ ۱۱۷ھ میں مسندِ درس پر قدم رکھا اور ۶۲ سال تک علم اور دین کی خدمت سرانجام دی۔

جنازہ میں ایک خلقت کا ہجوم تھا۔ والی مدینہ عبد اللہ بن محمد ہاشمی خود پیادہ پا شریک تھا اور نعش اٹھانے والوں میں شامل تھا۔ جنت البقیع ایک مشہور مقام ہے۔ یہاں صرف وہ لوگ بستے ہیں جو حیاتِ اولیٰ کے منازل طے کر چکے ہیں۔ اسلام کے ارکانِ عظام امیر المؤمنین حضرت عثمان' اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ' سیدۃ نساء

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اہل الجنۃ حضرت فاطمۃ الزہرا' حضرت امام حسن اور ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور دیگر علمائے اسلام اسی خاک میں مدفون ہیں۔ امامِ مدینہ کا جسدِ خاکی بھی اسی خاک کو سپرد ہوا۔ (۲۱)

☆ ☆ ☆

حواشی

(۱) الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ' ج ۴' ص ۷۹۔
(۲) مصفٰی شرح موطا۔
(۳) حیاتِ امام مالک' ص ۳۱۔
(۴) جامع الترمذی' ج ۲' ص ۹۳۔
(۵) مدارک از قاضی عیاض۔
(۶) ماخوذ از حیاتِ امام مالکؒ' سید سلیمان ندوی۔
(۷) ایضاً' ص ۷۹۔
(۸) مقدمۃ مسوّی' شرح موطا از امام ولی اللہ دہلوی۔
(۹) اتحاف النبلاء' ص ۱۶۵۔
(۱۰) حیاتِ امام مالک' ص ۸۴۔
(۱۱) قاموس' ج ۱' ص ۲۲۔
(۱۲) حیاتِ امام مالک' ص ۸۷۔
(۱۳) ایضاً' ص ۸۷۔
(۱۴) تہذیب التہذیب امام ابن حجر عسقلانی' ترجمۃ امام مالک۔
(۱۵) کتاب الثقات ابن حبان (م ۳۵۴ ھ)
(۱۶) مصفٰی شرح موطا' ج ۱ ص ۱۷۔
(۱۷) حجۃ اللہ البالغۃ' ج ۱' ص ۱۳۳۔
(۱۸) تزیین الممالک' ص ۴۳۔
(۱۹) مسوّی شرح موطا (مقدمۃ)۔
(۲۰) مقدمۃ اوجز المسالک الی موطا امام مالک' ص ۲۸۔
(۲۱) بستان المحدثین' ص ۳۔

✪ ✪ ✪

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

—(۲)—

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

(۱۶۴ھ — ۲۴۱ھ)

نام و نسب

نام احمد بن محمد بن حنبل، کنیت ابو عبد اللہ۔ ۱۶۴ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے۔ تین سال کے تھے کہ والدہ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔

تحصیل علم

بچپن میں قرآنِ مجید حفظ کیا۔ بغداد، جسے حضرت امام کے مولد و مدفن ہونے کا شرف حاصل ہے، وہیں سب سے پہلے آپ نے تعلیم حاصل کی۔ بغداد خلافت عباسیہ میں علم و فن کا بہت بڑا مرکز تھا۔ اس کے بارے میں محدث حاکم نیشاپوری فرماتے ہیں: "بغداد مدینۃ العلم اور موسم العلماء والافاضل ہے۔"(۱)

بغداد میں آپ کے استاد حضرت امام ابو یوسف اور امامِ حدیث ہیثم بن بشیر بن ابو حازم الواسطیؒ (م ۱۸۳ھ) تھے۔ ان کے علاوہ دیگر محدثین کرام سے بھی استفادہ کیا۔ بغداد سے فارغ ہو کر کوفہ، بصرہ، مکہ، مدینہ، یمن، شام اور جزیرہ کا سفر کیا اور ہر جگہ کے نامور محدثین سے علم حاصل کیا۔(۲)

۱۸۷ھ میں حجاز کے پہلے سفر میں حضرت امام احمد بن حنبلؒ کی ملاقات حضرت امام شافعیؒ (م ۲۰۴ھ) سے ہوئی۔ امام احمد اُس وقت پختہ کار ہو چکے تھے۔ امام شافعیؒ حدیث کے صحت و سقم کے بارے میں اکثر اُن پر اعتماد کرتے، فرماتے کہ اگر محدثین کے یہاں حدیثیں صحیح ہوں تو تم مجھے بتلا دیا کرو، میں ان کو اختیار کروں گا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا حافظہ قوی تھا۔ دس لاکھ احادیث یاد تھیں۔ اس وسعت علم اور کثرتِ حفظ کے باوجود حضرت امام شافعیؒ کی شخصیت سے متاثر تھے اور کہتے تھے مَا رَأَتْ عَیْنَایَ مِثْلَهٗ یعنی میری آنکھوں نے ان جیسا آدمی نہیں دیکھا۔ اور حضرت امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ کے بارے میں فرماتے ہیں:

خرجتُ من بغداد وما خلفتُ بها اتقى ولا افقه من احمد بن حنبل [۳]

"میں بغداد کو چھوڑ کر جا رہا ہوں' اس حالت میں کہ وہاں احمد بن حنبلؒ سے بڑھ کر نہ کوئی متقی ہے' نہ کوئی فقیہہ۔"

مجلس درس

چالیس سال کی عمر (غالباً ۲۰۴ھ) میں انہوں نے حدیث کا درس دینا شروع کیا۔ یہ بھی ان کا کمالِ اتباعِ سنت تھا کہ انہوں نے عمر کے چالیسویں سال' جو سن نبوت ہے' علمِ نبوت کی اشاعت شروع کی۔ ابتداء ہی سے ان کے درس میں سامعین و طالبین کا اژدہام ہوتا تھا۔ بعض راویوں کا بیان ہے کہ ان کے درس کے سامعین کی تعداد پانچ پانچ ہزار ہوتی تھی۔ ان میں پانچ پانچ سو صرف لکھنے والے ہوتے تھے۔ ان کی مجلس درس بڑی سنجیدہ اور باوقار ہوتی تھی۔ [۴]

زہد و تقویٰ

امام صاحب کی زندگی زہد و توکل میں یکتائے روزگار تھی۔ انہوں نے کبھی بھی سلاطین و امراء کے تحائف قبول نہیں کیے۔ مامون' معتصم اور واثق کا دور اُن کے لیے اس حیثیت سے آزمائش تھا کہ یہ تینوں ان کے درپئے آزار رہے۔ ان کے بعد متوکل کا دور اس لیے آزمائش تھا کہ وہ ان کا نہایت عقیدت مند اور قدر دان تھا۔ امام صاحب نے متوکل کے حکم سے اس کے لشکر میں قیام فرمایا۔ اس عرصہ میں شاہی مہمان تھے' روزانہ پُر تکلف کھانا آتا' مگر امام صاحب نے اس کھانے کو کسی روز بھی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نہیں چکھا۔ وہ مسلسل روزہ رکھتے یہاں تک کہ اتنے ضعیف اور کمزور ہو گئے کہ اگر ان کو رخصت نہ ملتی تو شاید زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتے۔[۵۹]

ایک مرتبہ مصر کے ایک کرم فرما نے ہزاروں دینار یہ کہہ کر بھیجے کہ یہ بالکل حلال ترکہ، میراث ہے، اس کو قبول فرمائیے اور اپنے بچوں پر خرچ کیجیے۔ آپ نے فرمایا مجھے اس کی قطعاً ضرورت نہیں۔

گرچہ گرد آلود فقرم شرم باز از ہم تم
گر بآب چشمۂ خورشید دامن تر کنم

تواضع و مسکنت

مسئلہ خلق قرآن میں ان کی ثابت قدمی کی وجہ سے تمام عالم اسلام ان کی شہرت سے معمور ہو گیا اور ہر طرف ان کی تعریف اور مدح کا غلغلہ تھا، مگر وہ برابر اللہ سے خائف رہتے۔

امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں:

"میں نے امام احمدؒ جیسا نہیں دیکھا۔ میں پچاس برس ان کے ساتھ رہا۔ انھوں نے کبھی ہمارے سامنے اپنی اصلاح وخیر پر فخر نہیں کیا۔"[۶۰]

شیوخ و تلامذہ

حافظ ابن جوزی نے آپ کے شیوخ کی تعداد سو سے زیادہ بتائی ہے۔ مثلاً امام ابو یوسفؒ، ہیثم بن بشیر بن حازم، وکیع، یحییٰ بن سعید قطان، سفیان بن عیینہ، امام شافعیؒ وغیرہم۔

ان کے تلامذہ کے متعلق حافظ ذہبی نے تذکرہ (ج ۵، ص ۸) میں لکھا ہے کہ:

"بخاری، مسلم، ابو داؤد، ابو زرعہ، مطین و عبداللہ بن احمد و خلق عظیم"

خلق عظیم (یعنی کثیر التعداد خلقت) کے الفاظ سے ان کے تلامذہ کی کثرتِ تعداد کا تصور کیا جا سکتا ہے۔ ان میں بڑے بڑے ائمہ فن شامل ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابتلاء و امتحان

ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں ان کے ابتلاء کی داستان تفصیل سے بیان کی ہے، کیونکہ خلق قرآن کے مسئلہ میں انہوں نے غیر معمولی استقامت کا ثبوت دیا۔ بات یہ تھی کہ اس زمانہ میں معتزلہ کا زور تھا اور معتزلہ نے اس مسئلے کو کفر و ایمان کا معیار بنا دیا تھا۔ وقت کا فرمانروا مامون بھی اس مسئلہ کا پرجوش داعی بن گیا اور اس کے ساتھ قاضی احمد بن داؤد بھی شامل ہو گیا۔

ابتداء میں بہت سے علماء کرام نے نظریہ خلق قرآن کی مخالفت کی۔ اس کا حکومت کی طرف سے سختی سے نوٹس لیا گیا۔ کئی علماء حکومت کی سختی برداشت نہ کر سکے اور انہوں نے حکومت کی بات مان لی مگر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ آخر تک ٹس سے مس نہ ہوئے۔ جب حکومت نے ہر قسم کے ہتھکنڈے استعمال کر لئے اور اس کو کسی قسم کی کامیابی حاصل نہ ہوئی تو پھر وہ انتہائی تشدد پر اتر آئی۔

حضرت امام کو دربار کے حکم سے کوڑے لگائے گئے۔ ایک تازہ دم جلاد صرف دو کوڑے لگاتا، پھر دوسرا جلاد بلایا جاتا۔ امام احمدؒ ہر کوڑے پر فرماتے:

> انتونی بشی ء من کتاب اللّٰہ و سنّۃ رسولہ حتی اقول بہ
>
> "میرے سامنے اللہ کی کتاب یا اس کے رسول کی سنت میں سے کوئی دلیل پیش کرو تاکہ میں اس کو مان لوں۔"

امام احمد کو ۲۸ ہفتے قید خانے میں رکھا گیا اور اس عرصہ میں ان کو ۳۴ کوڑے لگائے گئے۔(۷) امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا کہ امام احمد بن حنبلؒ کو ایسے کوڑے لگائے گئے کہ اگر ایک کوڑا ہاتھی کو لگتا تو چیخ مار کر بھاگتا۔ امام احمد کی بے نظیر ثابت قدمی اور استقامت سے یہ مسئلہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا اور امت اسلامیہ ایک بہت بڑے دینی خطرے سے محفوظ ہو گئی۔ ان کی عالم گیر مقبولیت و محبوبیت اور عظمت و امامت کا اصل راز دین کی حفاظت کے لیے اپنے وقت کی سب سے بڑی بادشاہت کا تنہا مقابلہ کرنا ہے۔(۸)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت امام علی بن مدینی جو مشہور محدث اور امام بخاری رحمہ اللہ کے مایہ ناز استاذ ہیں' انہوں نے اس فتنہ کی عالم آشوبی دیکھی تھی۔ فرماتے ہیں :

ان اللّٰہ اعز ھذا الدین برجلین لیس لہ ثالث۔ ابوبکر الصدیق یوم الردۃ و احمد بن حنبل یوم المحنۃ۔

"اللہ تعالیٰ نے اس دین کے غلبہ و حفاظت کا کام دو شخصوں سے لیا' جن کا تیسرا ہمسر نظر نہیں آتا' ارتداد کے موقعہ پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور فتنہ خلق قرآن کے سلسلہ میں امام احمد بن حنبل"۔ (۹)

تصنیفات

صاحب کشف الظنون نے امام صاحب کی درج ذیل تصانیف کا ذکر کیا ہے:

(۱)کتاب الزھد (۲)کتاب الناسخ والمنسوخ (۳)کتاب المنسک الکبیر (۴)کتاب المنسک الصغیر (۵)کتاب حدیث شعبہ (۶)کتاب فضائل الصحابہ (۷)مناقب صدیق اکبر و حسنین (۸)کتاب الاشربہ (۹)تاریخ تفسیر (۱۰)مسند احمد بن حنبل۔

یہ تصانیف ان کا بہت بڑا علمی و تصنیفی کارنامہ ہے۔

مسند احمد کی تالیف

مسند آپ کی زیادہ مشہور کتاب ہے۔ آپ نے ۱۸۰ھ میں اپنی تصنیف کا آغاز کیا اور آخر زندگی تک اس کی تصنیف میں مشغول رہے۔ مسند میں تقریباً ۷۰۰ صحابہ کی روایات ہیں۔ روایات کی تعداد تیس ہزار بتائی گئی ہے۔ عبداللہ کی زوائد کا شمار کیا جائے تو تعداد چالیس ہزار بن جاتی ہے۔ جتنا بڑا حدیث کا یہ ذخیرہ ہے اس سے بڑا کوئی دوسرا ذخیرہ نہیں۔ (۱۰)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اجتہاد اور فتویٰ کے بارے میں امام احمد بن حنبل کا نقطۂ نظر

اجتہاد و فتویٰ کے بارے میں ان کے سامنے پانچ بنیادی اصول رہے :

۱) جب نص صحیح موجود ہو تو پھر بڑے سے بڑے صحابی کے اختلاف کے باوجود نص پر عمل کیا جائے۔ چنانچہ کئی مسائل میں انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اختلاف کرنا پڑا۔ جیسے مہر کا معاملہ ہے۔ اس میں فاطمہ بنت قیس کی روایت واضح ہے۔ اسی طرح جنبی کے تیمم کے باب میں وہ عمار بن یاسر کی روایت کردہ حدیث کو ترجیح دیتے ہیں۔ اسی طرح یہ مسئلہ کہ محرم نے اگر احرام تک سے پہلے خوشبو استعمال کی ہے اور اس کے اثرات قائم رہتے ہیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں' کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان معنوں میں حدیث موجود ہے۔ اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس فتوے سے انہوں نے اختلاف کیا کہ حاملہ' جس کا خاوند مرچکا ہو' اس کی عدت اقصی الاجلین ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک سبعیۃ السلمیۃ کی حدیث زیادہ قابل اعتبار ہے۔ ٹھیک اسی نہج کی مخالفت توریث مسلم از کافر کے باب میں انہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ یہ دونوں بزرگ اس کے قائل نہیں۔ اور امام احمد چونکہ اس حدیث کو صحیح مانتے ہیں جس میں ان کی مخالفت کا تذکرہ ہے اس لیے اس کے قائل نہیں ہو سکتے۔ غرض نص صریح کے ہوتے ہوئے امام صاحب نے کبھی مختلف آراء کو نظر اٹھا کے نہیں دیکھا۔ حدیث کے مقابلے میں قیاسات و آراء کو اہمیت نہیں دی' اگرچہ عام لوگ انہیں اجماعِ اُمت سے تعبیر کریں۔ کیونکہ اس میں حقیقت صرف اتنی ہوتی ہے کہ ہمیں اختلاف کا علم نہیں ہو پاتا۔ یعنی ہم جو کچھ جانتے ہیں وہ صرف اس قدر ہوتا ہے کہ ہمیں ان لوگوں کے متعلق کوئی علم نہیں ہوتا جنہوں نے اختلاف رائے کیا ہو' لہٰذا نصوص کے ہوتے ہوئے ہمیں دوسرے کی رائے کو نہیں دیکھنا چاہیے۔

۲) انہیں جب کسی صحابی کی رائے معلوم ہوتی' اور یہ نہ معلوم ہو پاتا کہ کون

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کون اس کا مخالف ہے' تو صرف اس قدر فرماتے کہ اس مسئلہ میں فلاں صحابی یا صحابہ کی رائے یہ ہے' اس کی مخالفت معلوم نہیں۔ اس پر اجماع کا دعویٰ نہ کرتے۔ پھر اس کو ہر رائے اور قیاس پر مقدم ٹھہراتے۔

۳) جب مختلف صحابہ کی آراء سامنے آتیں تو ان میں سے جو کتاب وسنت کے اقرب رائے ہوتی اسے قبول فرماتے۔ ہر آئینہ اپنے کو صحابہ کے اقوال میں محصور رکھتے' پھر اگر کسی مسئلہ میں موافقت واضح نہ ہوتی تو احتیاط سے کام لیتے۔ اور کسی قول کو قطعی نہ سمجھتے۔

۴) مرسل کو حجت گردانتے۔ اسی طرح ضعیف حدیث سے بھی استدلال کرتے' جب کہ کوئی اور مانع نہ ہو۔ اسے قیاس پر مقدم ٹھہراتے۔ یہ ملحوظ رہنا چاہئے کہ امام کے نزدیک ضعیف حدیث سے مراد منکر یا باطل نہیں ہے' بلکہ وہ قریب قریب حسن کے مترادف ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک احادیث کی تقسیم یوں ہے کہ یا تو وہ صحیح ہیں یا ضعیف۔ درمیانی مراتب مفقود ہیں۔ اس لیے جو مرتبہ علیا کی حدیث ہے وہ صحیح ہے اور جو مرتبے میں اس سے کم ہے وہ ضعیف ہے۔ وہ اس کو اس شرط کے ساتھ حجت مانتے ہیں کہ اس کی مخالفت میں کسی صحابی کا قول یا اثر نہ ہو۔

اس باب میں دوسرے ائمہ نے بھی یہی مسلک اختیار کیا ہے۔ جیسے امام ابوحنیفہؒ کہ انہوں نے بعض مقامات پر ان ضعاف سے استدلال فرمایا ہے جن کے ضعف پر ائمہ حدیث متفق ہیں' جیسے القهقهة في الصلوٰة کی حدیث' یا نبیذ تمر سے وضو کی حدیث یا مثلاً ایام حیض کی تحدید کے متعلق یہ تصریح کہ: "اكثر المحيض عشرة ايّام" (بیشتر مدتِ حیض دس دن ہوتی ہے۔) یا مہر کے تعین کے متعلق یہ حدیث کہ: "لا مهر اقل من عشرة دراهم" (دس درہم سے کم تر مہر نہیں۔)

۵) قیاس و اجتہاد کو اس وقت کام میں لاتے جب یہ دیکھتے کہ اب اس کے سوا چارہ نہیں ہے۔ یعنی پہلے نصوص کو ٹٹولتے اور پھر صحابہ ‌رضی اللہ عنہم کے اقوال کی جستجو ہوتی۔ مرسلات وضعاف تک کو قیاس پر مرجح سمجھتے۔ پھر جب دیکھتے کہ بغیر قیاس د

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رائے کے اب مسئلہ نہیں سمجھتا تو پھر اس کو استعمال کرتے۔ اکثر فرماتے کہ میں اس معاملے میں شافعی رحمہ اللہ کا پیرو ہوں۔ ان سے جب دریافت کیا گیا کہ قیاس و رائے استعمال کرنا چاہیئے تو انہوں نے فرمایا : "انما یصار الیہ عند الضرورۃ" یعنی جب اور کوئی صورت باقی نہ رہے تب اس کی طرف رجوع ہونا چاہیئے۔(۱۱)

مناقب

حضرت امام کے مناقب پر علماء نے بڑی بڑی کتابیں لکھیں۔ آپ ایک بلند پایہ فقیہہ 'محدث' مجاہد' زاہد مرتاض اور رعامل سُنّتِ نبوی ﷺ تھے۔

مسلک

ان کا مسلک کتاب و سنّت کے نقطۂ نظر سے اتنا قرب' اتنا صحیح اور قیاس و رائے کو اتنا کم لیے ہوئے ہے جس کی مثال دوسروں میں نہیں ملتی۔

دوسری خصوصیت ان کی بے نظیر عزیمت ہے کہ مسئلہ خلق قرآن میں باوجود جلالت قدر کے تذلیل و تعذیب کی تمام صورتوں کو گوارا کیا۔ لیکن جس کو حق سمجھتے تھے اس پر جمے رہے۔ اس سے دست کش نہیں ہوئے۔

وفات

۱۲ ربیع الاوّل ۲۴۱ھ کو امامِ سنّت نے انتقال کیا۔ آپ کی نماز جنازہ پڑھنے والوں کی تعداد کا اندازہ یہ ہے کہ آٹھ لاکھ مرد اور ساٹھ ہزار عورتیں تھیں۔ اور ان کی وفات کے موقع پر بیس ہزار غیر مسلم اسلام کی چوکھٹ پر جھک گئے۔(۱۲)

☆ ☆ ☆

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حواشی

(۱) معرفة علوم الحدیث' ص ۱۹۴۔
(۲) مناقب الامام احمد لابن جوزی' ص ۲۲
(۳) تذکرۃ الحفاظ' ج ۲' ص ۱۸۔
(۴) حلیۃ الاولیاء' ج ۹ ص ۱۶۵۔
(۵) طبقات الحنابلۃ' ص ۶۔
(۶) حلیۃ الاولیاء' ج ۹ ص ۱۸۱۔
(۷) البدایۃ والنہایۃ' ج ۱۰' ص ۳۳۶۔ تاریخ دعوت و عزیمت بحوالہ تاریخ اسلام از امام ذہبی۔
(۸) تاریخ بغداد' ج ۴' ص ۴۱۸۔
(۹) ایضاً۔
(۱۰) تدریب الراوی' ص ۴۰' طبقات الشافعیۃ الکبریٰ' ج ۱' ص ۲۰۲۔
(۱۱) ملخص از امام احمد بن حنبل ابو زہرہ مصری۔
(۱۲) وفیات الاعیان' ج ۱' ص ۴۸۔

✪ ✪ ✪

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

—(۳)—

امام ابو داؤد طیالسی رحمہ اللہ

(۱۳۳ھ — ۲۰۴ھ)

امام ابو داؤد سلیمان بن داؤد بن جارود ۱۳۳ھ میں پیدا ہوئے۔ آبائی وطن فارس تھا، مگر بصرہ میں بود و باش اختیار کرلی۔[1]

اساتذہ

دوسری صدی ہجری کا زمانہ علم و فضل کے اعتبار سے خیر القرون میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس لیے امام ابو داؤد کو برگزیدہ علمائے اسلام کی صحبت میسر آئی اور ان کو بڑے جلیل القدر اساتذہ و محدثین سے استفادہ کا موقع ملا۔ امام ابو داؤد خود بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایک ہزار اساتذۂ حدیث سے حدیثیں لکھنے کا شرف حاصل ہوا۔[2]

تلامذہ

امام ابو داؤدؒ کے تلامذہ کی فہرست بھی طویل ہے۔ حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں آپ کے تلامذہ کی فہرست درج کی ہے۔[3]

فضل و کمال

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فضل و کمال کے اعتبار سے مرتبۂ امامت پر فائز تھے۔ حدیث میں ان کی ژرف نگاہی کا علماءِ اسلام نے اعتراف کیا ہے۔ حفظ و ضبط، عدالت و ثقاہت اور امانت و دیانت میں بھی اونچے مرتبہ پر فائز تھے اور اپنے معاصرین میں ممتاز تھے[4]۔ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ فرماتے ہیں:

یحییٰ بن معین و ابن مدینی و قدوس و وکیع و دیگر علمائے رجال و تعدیل و توثیق

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مفرط نمودہ اند[۵]

معرفت حدیث میں ان کو کمال حاصل تھا۔ امام عبدالرحمن بن مہدی' امام ابو حاتم اور امام احمد بن حنبل نے معرفت حدیث میں ان کے صاحب کمال ہونے کا اعتراف کیا ہے۔[۶]

وفات

امام ابو داؤد نے تقریباً ۷۲ سال کی عمر میں ۲۰۴ھ میں بصرہ میں انتقال کیا۔[۷]

مسند طیالسی

مسانید کے جو مجموعے ہیں ان میں مسند ابو داؤد طیالسی بھی ہے اور اس کی اہمیت اس لیے زیادہ ہے کہ یہ مسند بہت قدیم ہے۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اسے طبقاتِ کتب حدیث کے تیسرے درجہ میں شامل کیا ہے۔[۸] اس مسند کی اکثر روایات مشہور کتب حدیث میں شامل ہیں۔ اور اس میں کہیں کہیں آثارِ صحابہؓ بھی نقل کیے گئے ہیں۔

یہ مسند پہلی مرتبہ دائرۃ المعارف عثمانیہ حیدر آباد دکن میں ۱۳۲۱ھ میں شائع ہوئی۔ صفحات کی تعداد ۳۹۲ ہے۔[۹]

☆ ☆ ☆

حواشی

(۱) تاریخ بغداد' ج۹' ص ۲۴
(۲) ایضاً
(۳) تہذیب التہذیب' ج۴' ص۱۸۶
(۴) میزان الاعتدال' ج۱' ص ۴۱۳
(۵) بستان المحدثین' ص۳۱
(۶) تاریخ بغداد ج۹' ص۲۷-۲۹
(۷) ایضاً' ص۲۹
(۸) حجۃ اللہ البالغۃ' ج۱' ص۱۰۷
(۹) تذکرۃ المحدثین' ج۱' ص۶۱

✪ ✪ ✪

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۴)

امام عبدالرزاق بن ہمام رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲۶ھ — ۲۱۱ھ)

امام عبدالرزاق بن ہمام یمن کے شہر صنعاء میں ۱۲۶ھ میں پیدا ہوئے۔ (۱)

اساتذہ

امام عبدالرزاق بن ہمام نے نامور محدثین کرام سے اکتسابِ فیض کیا۔ ان کے اساتذہ میں امام احمد' ابنِ جریج' امام اوزاعی' امام سفیان ثوری' امام سفیان بن عیینہ اور امام مالک بن انس جیسے ائمہ فن اور کبار محدثین شامل ہیں۔ (۲)

تلامذہ

ان کے تلامذہ میں مشہور محدثین اور ائمہ محدثین شامل ہیں۔ مثلاً امام احمد بن حنبل' امام اسحاق بن راہویہ' امام علی بن مدینی اور امام یحییٰ بن معین وغیرہم۔ (۳)

رحلت و سفر

مؤرخین اور اربابِ سیر نے امام عبدالرزاق بن ہمام کا طلب حدیث کے لیے دوسرے اسلامی ممالک کے سفر کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ امام صاحب نے مکہ معظمہ اور شام وغیرہ کا سفر کیا۔ (۴)

فضل و کمال

امام عبدالرزاق بن ہمام کے علم و فضل' عدالت و ثقاہت' حفظ و ضبط' ذکاوت و فطانت' زہد و ورع' تقویٰ و طہارت اور علم میں ان کے تبحر علمی کا اعتراف کیا گیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ علمائے سیر نے ان کو "مخزنِ علم" کے لقب سے یاد کیا ہے۔
مؤرخ یافعی ان کے بارے میں لکھتے ہیں: "المرتحل الیہ من الآفاق" یعنی وہ شخص جس کے پاس لوگ اطراف واکنافِ عالم سے آتے تھے[۵]۔ علمائے اسلام نے ان کے ثقہ وثابت ہونے پر اتفاق کیا ہے۔ شعروسخن سے بھی دلچسپی رکھتے تھے اور اس کا بڑا عمدہ ذوق پایا تھا۔ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

فذاك زمانٌ لعبنا به
وهذا زمانٌ بنا يلعب

"ایک وہ زمانہ تھا جس سے ہم کھیلتے تھے اور اب یہ زمانہ ہے جو ہم سے کھیل رہا ہے"۔[۶]

وفات

امام عبدالرزاق نے ۸۵ سال کی عمر میں شوال ۲۱۱ھ میں وفات پائی۔[۷]

تصانیف

امام عبدالرزاق بن ہمامؒ نے بے شمار کتابیں لکھیں، لیکن ان کی کتابیں قدماء مصنّفین کی طرح معدوم ہیں۔ صرف ان کی درج ذیل کتابوں کے نام تاریخ نے محفوظ کیے ہیں:

۱) جامع یا سنن عبدالرزاق
۲) کتاب السنن فی الفقہ
۳) کتاب المغازی
۴) کتاب التفسیر
۵) مصنف عبدالرزاق۔[۸]

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مصنف عبدالرزاق

یہ امام صاحب کی بہت مشہور اور شہرۂ آفاق کتاب ہے۔ اس کو فقہی ابواب پر مرتب کیا گیا ہے اور مصنف ابنِ ابی شیبہ کے بعد مصنف عبدالرزاق کا نمبر ہے۔ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے طبقاتِ کتب حدیث میں اس کو تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔ یہ کتاب ابھی تک طبع نہیں ہوئی۔ اس کے قلمی نسخے جرمنی اور حجاز کے کتب خانوں میں موجود ہیں۔ (۹)

امام عبدالرزاق بن ہمام پر شیعیت کا الزام

بعض مؤرخین نے ان کی نسبت شیعیت کی طرف کی ہے، لیکن اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔ مولانا ضیاء الدین اصلاحی تذکرۃ المحدثین میں لکھتے ہیں:

امام عبدالرزاق کا بیان ہے کہ:

"مجھے اس بات پر کبھی شرح صدر نہیں ہوا کہ جناب امیر کو شیخین (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) سے افضل قرار دوں"۔ سلمہ بن شعیب ان کا قول نقل کرتے ہیں کہ:

"حضرت ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم پر خدا کی رحمت ہو۔ جس شخص کے دل میں ان بزرگوں کی محبت نہ ہو وہ مؤمن نہیں۔ مجھ کو اپنے اعمال میں سب سے زیادہ بھروسہ ان حضرات کی محبت ہی پر ہے"۔ (۱۰)

حواشی

(۱) ابنِ خلکان، تاریخ ابنِ خلکان۔ ج ۱، ص ۵۴۳

(۲) ابنِ حجر، تهذیب التهذیب۔ ج ۲، ص ۳۱۴

(۳) ایضًا

(۴) ذهبی، تذکرة الحفاظ۔ ج ۱، ص ۳۳۳

(۵) یافعی، مرآة الجنان۔ ج ۲، ص ۵۲

(۶) ضیاء الدین اصلاحی، تذکرة المحدثین۔ ج ۲، ص ۶۷

(۷) ایضًا (۸) ایضًا، ص ۶۸ (۹) ایضًا (۱۰) ایضًا

✪ ✪ ✪

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۵)

امام ابوبکر بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ

(۱۵۹ھ — ۲۳۵ھ)

امام ابوبکر بن ابی شیبہؒ' جن کا نام عبداللہ بن محمد ہے' ۱۵۹ھ میں شہر واسط میں پیدا ہوئے اور ۷۶ سال کی عمر پاکر ۲۳۵ھ میں انتقال کیا۔[۱] امام ابن شیبہؒ کے اساتذہ اور تلامذہ کی فہرست بہت طویل ہے۔ آپ کے تلامذہ میں ممتاز محدثین کرام کے نام ملتے ہیں۔ مثلاً امام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ)' امام ابو حاتم رازی (م ۲۶۴ھ)' امام ابو زرعہ (م ۲۶۴ھ)' امام بقی بن مخلد (م ۲۷۶ھ)' امام محمد بن اسمٰعیل بخاری (م ۲۵۶ھ)' امام مسلم بن حجاج (م ۲۶۱ھ)' امام ابن ماجہ قزوینی (م ۲۷۳ھ) اور امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی (م ۳۰۳ھ)۔[۲]

امام ابن شیبہ کے حفظ و ضبط' وسعت مطالعہ' تبحر علمی اور فضل و کمال کا ارباب سیر نے اعتراف کیا ہے۔ امام ابو عبید قاسم بن سلام (م ۲۲۴ھ) کا ایک قول حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) نے نقل کیا ہے کہ علم حدیث چار آدمیوں پر تمام ہو گیا۔ امام ابوبکر بن ابی شیبہ (م ۲۳۵ھ) حسن ادا' خوش شیفتگی اور حفظ مذاکرہ میں' امام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) فقہ و معرفت حدیث میں' امام یحیٰی بن معین (م ۲۳۳ھ) جامعیت و کثرت روایت میں' اور امام علی بن مدینی (م ۲۳۴ھ) حدیث کے مخارج و علل میں واقفیت رکھتے تھے۔[۳]

مصنف ابن ابی شیبہ

یہ آپ کی مشہور و معروف کتاب ہے۔ اس کی وجہ سے امام صاحب کو شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی۔ اس کا شمار حدیث کی اہم کتابوں میں ہوتا ہے۔ اس کتاب کو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام صاحب نے محدثین کرام کے طریقہ کے مطابق سندوں کے ساتھ فقہی کتابوں کی طرح ابواب پر مرتب کیا ہے۔ محدثین کرام نے اس کی افادیت کا اعتراف کیا ہے۔ حافظ ابنِ کثیر(م ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں: "امام ابو بکر بن ابی شیبہ لاجواب کتاب اور عدیم المثال مصنف کے مرتب ہیں۔ ان سے پہلے اور بعد کسی زمانہ میں ایسی کتاب نہیں لکھی گئی"۔ [۴] حضرت شاہ ولی اللہ نے اس کو طبقاتِ حدیث کے تیسرے طبقہ میں شمار کیا۔ [۵] حافظ ذہبی (م ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں کہ امام ابنِ حزم اندلسی(م ۴۵۶ھ) مصنف ابنِ شیبہ کو موطا امام مالکؒ سے بالاتر سمجھتے تھے۔ [۶]

☆ ☆ ☆

حواشی

(۱) شاہ عبدالعزیز 'بستان المحدثین' ص ۴۹۔

(۲) خطیب بغدادی تاریخ بغداد' ج ۱۱' ص ۶۶۔ ابنِ حجر عسقلانی' تہذیب التہذیب' ج ۶' ص ۲' ۳۔

(۳) ابنِ حجر 'تہذیب التہذیب' ج ۶' ص ۲' ۳۔

(۴) ابنِ کثیر 'البدایۃ والنہایۃ' ج ۱' ص ۳۱۵۔

(۵) شاہ ولی اللہ الدہلوی 'حجۃ اللہ البالغۃ' ج ۱ ص ۱۰۲۔

(۶) ذہبی 'تذکرۃ الحفاظ' ج ۳' ص ۳۴۷۔

✪ ✪ ✪

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

—(۶)—

امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۸۱ھ — ۲۵۵ھ)

امام ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمیؒ کا شمار بلند پایہ محدثین کرام میں ہوتا ہے۔ ان کی ثقاہت و عدالت پر علمائے دین اور ارباب کمال کا اتفاق ہے اور ان کو ثقہ و صدوق لوگوں میں شمار کیا گیا ہے۔ (۱)

امام دارمیؒ احادیث کی معرفت و تمیز میں بہت مشہور تھے۔ روایت اور درایت میں ان کا مقام بلند تھا۔ ارباب سیر نے لکھا ہے کہ حدیث پر امام دارمی کی واقفیت غیر معمولی اور نظر بڑی وسیع اور گہری تھی اور محدثین کرام ان کے حافظہ کی طرح ان کی معرفت و بصیرت کے بھی معترف تھے۔ (۲)

حدیث کی مکمل دسترس حاصل ہونے کے علاوہ امام دارمیؒ دوسرے علوم اسلامی، یعنی تفسیر و فقہ میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے ان کو باکمال مفسر اور صاحب علم فقیہہ لکھا ہے۔ (۳)

اللہ تعالیٰ نے امام دارمیؒ کو عقل و دانش، فہم و بصیرت اور حکمت و فراست سے خاص طور پر بہرہ ور کیا تھا۔ ارباب سیر نے متفقہ طور پر ان کے بارے میں لکھا ہے: "وکان علی غایۃ العقل و نہایۃ الفضل" یعنی وہ نہایت عاقل اور فاضل شخص تھے۔ (۴)

امام دارمیؒ علم و عمل دونوں کے جامع تھے، عبادت و ریاضت، تقویٰ و طہارت، زہد و ورع میں بہت اعلیٰ و ارفع تھے۔ عبادت اور اطاعت الٰہی میں انہیں بڑا انہماک تھا۔ ارباب سیر لکھتے ہیں کہ وہ ان اوصاف میں عظیم اور برتر تھے۔ (۵)

امام دارمیؒ نے ساری زندگی دنیاوی عیش و تنعم سے کوئی سروکار نہیں رکھا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قناعت اور سادگی سے زندگی بسر کی۔ دُنیوی جاہ و منصب سے بھی کوئی سروکار نہ رکھا۔ حکومت نے قضاء کا منصب پیش کیا' لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ جب حکومت کا اصرار بڑھا تو چند دنوں کے لیے قبول کر لیا اور جلد ہی اس سے سبکدوش ہو گئے۔ (۶)

ولادت

امام عبداللہ بن عبدالرحمٰنؒ ۱۸۱ھ میں خراسان کے مشہور شہر سمرقند میں پیدا ہوئے۔ قبیلہ تمیم کی شاخ دارم سے تعلق رکھنے کی بنا پر دارمی مشہور ہوئے۔ (۷)

اساتذہ

امام دارمیؒ نے جن اساتذہ سے تعلیم حاصل کی ان کے نام خطیب بغدادی اور حافظ ابنِ حجر نے اپنی اپنی کتابوں میں درج کیے ہیں۔ (۸)

تلامذہ

امام دارمیؒ کے تلامذہ کا حلقہ بڑا وسیع ہے۔ محدثین صحاحِ ستہ میں امام ابنِ ماجہ کے سوا باقی پانچ ائمہ صحاح یعنی امام بخاری' مسلم' ترمذی' ابو داؤد' نسائی کو ان سے شرفِ تلمذ حاصل ہے۔ ان کے علاوہ علمائے نقد و جرح میں امام ابو زرعہ اور ابو حاتم بھی ان کے شاگرد ہیں۔ (۹)

رحلت و سفر

امام دارمیؒ نے اس زمانہ کے دستور کے مطابق طلب حدیث کے لیے مختلف ممالک اسلامیہ کا سفر کیا۔ چنانچہ کتب تاریخ میں ان کے شام' بغداد' مصر' عراق' خراسان' مکہ اور مدینہ جانے کی تصریح موجود ہے۔ اور مؤرخین نے لکھا ہے کہ امام دارمیؒ اُن محدثین کرام میں شامل تھے جو حدیث کیلئے بہت زیادہ سفر کرتے تھے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی لکھتے ہیں:

"صاحب رحلت و اسفارات اکثر بلاد اسلام را گشتہ و علم حدیث را از بلدان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بعیدہ جمع کرد"

"کثرت سے سفر کرتے تھے' اکثر بلادِ اسلام کا سفر کیا اور دور دراز شہروں میں گشت کرکے علم حدیث جمع کیا"۔ (۱۰)

حفظ و ضبط

قدرت نے ان کو غیر معمولی حفظ و ضبط کا ملکہ عطا کیا تھا اور ان کا شمار ان حفاظ محدثین کرام میں ہوتا تھا جو احادیث کے حفظ و جمع میں مشہور تھے۔ (۱۱)

سنّت و حدیث کی مدافعت

امام عبداللہ دارمیؒ کا سب سے بڑا علمی کارنامہ حدیث کی خدمت و اشاعت اور اس کی حمایت و مدافعت ہے۔ مولانا ضیاء الدین اصلاحی لکھتے ہیں:

"امام دارمیؒ نے حدیث کی خدمت و اشاعت اور اس کی حمایت و مدافعت بھی کی۔ اور مخالفین حدیث کا مقابلہ کرکے ان کا زور توڑ دیا اور احادیث کے متعلق شکوک و اعتراضات کا جواب اور کذب و دروغ کی آمیزشوں سے ان کو پاک کرکے عوام و خواص سب کے دلوں میں ان کی اہمیت و عظمت اور رسول ﷺ کی محبت بٹھادی۔ اور اس طرح مختلف حیثیتوں سے انہوں نے علم حدیث و آثار کو فروغ بخشا۔ علمائے رجال لکھتے ہیں:

"اپنے وطن سمرقند میں حدیث و سنّت کا بول بالا کرکے لوگوں کو اس کی جانب مائل کیا اور مخالفین حدیث کا قلع قمع کردیا"۔ (۱۲)

فقہی مذہب و مسلک

مولانا ضیاء الدین اصلاحی نے لکھا ہے کہ کتابوں میں ان کے فقہی مسلک کی تصریح موجود نہیں' لیکن ان کی سنن کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی ایک امام کے مسلک سے وابستہ نہ تھے' بلکہ اپنے اجتہاد و تفقہ کے مطابق حدیث و قرآن کی پیروی کرتے تھے۔ (۱۳)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فضل و کمال

امام دارمیؒ علم و فضل کے اعتبار سے بہت بلند و ارفع تھے' اور اپنے علم و فضل کی وجہ سے ان کی ذات مرجع خلائق تھی۔ حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں ابو حامد بن شرقی کا یہ قول نقل کیا ہے:

"خراسان میں پندرہ ائمہ حدیث پیدا ہوئے۔ اُن میں ایک امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے"۔ (۱۴)

وفات

امام دارمیؒ نے ۷۵ سال کی عمر میں ۸ ذی الحجہ ۲۵۵ھ پنج شنبہ کے دن نماز عصر کے بعد انتقال کیا اور عرفہ کے دن جمعہ کو سپردِ خاک ہوئے۔

امام بخاریؒ کو جب امام دارمیؒ کے انتقال کی خبر ملی تو فرطِ غم سے سر جھکا کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا' آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور یہ شعر پڑھا:

(ترجمہ): "اگر تو زندہ ہوتا تو احباب کی مفارقت کے صدمے برداشت کرتا۔ تیرا صفحہ ہستی سے معدوم ہونا سب سے دردناک سانحہ ہے"۔ (۱۵)

تصنیفات

امام دارمیؒ کی جانب حسب ذیل تصنیفات منسوب ہیں:

۱۔ کتاب التفسیر

۲۔ کتاب الجامع (یہ فقہ و احکام کی کتاب ہے۔)

۳۔ سنن دارمی' یہ حدیث کی مشہور اور اہم کتاب ہے۔ صحاح ستہ کے بعد حدیث کی جو اہم کتابیں زیادہ معتبر سمجھی جاتی ہیں ان میں سنن دارمیؒ بھی شامل ہے۔ علمائے کرام نے اس کتاب کی تعریف و توصیف کی ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں ص ۱۱۲ پر لکھتے ہیں:

"کتاب اُو از حسن کتب حدیث است"

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ نے طبقاتِ کتب حدیث میں سنن دارمی کو تیسرے طبقہ میں شامل کیا ہے۔ علماءِ حدیث نے سنن دارمی کی بہت سی خصوصیات بیان کی ہیں اور لکھا ہے کہ سنن دارمی کی سندیں نہایت عالی اور مایہ ناز ہیں۔ سنن دارمی کا ایک قلمی نسخہ ۷۳۵ھ کا لکھا ہوا ۲۵۵ اوراق پر مشتمل کتب خانہ مصر میں موجود ہے۔ ۱۲۸۶ھ میں مولانا سید نواب صدیق حسن خاں جب حج بیت اللہ کیلئے مکہ معظمہ تشریف لے گئے تو ان کو وہاں شاہ ولی اللہ دہلوی کے ذخیرۂ کتب میں ان کا ایک نسخہ دستیاب ہوا اور انہوں نے اس کو نقل کر ڈالا۔ اسی نقل کو ۱۲۹۳ھ میں مولانا عبدالرشید بن محمد شاہ کشمیری نے دو اور نسخوں سے 'جن میں ایک ۸۰۰ھ کا لکھا ہوا تھا اور اس کی تصحیح صاحب حصن حصین علامہ جزری نے کی تھی 'مقابلہ و تصحیح کے ساتھ مطبع نظامی کانپور سے شائع کیا۔ (۱۶)

☆ ☆ ☆

حواشی

(۱) تهذیب التهذیب 'ج ۵'ص ۲۹۶
(۲) تاریخ بغداد 'ج ۱۰'ص ۳۱
(۳) ایضاً 'ج ۵'ص ۲۵۹
(۴) تذکرة الحفاظ 'ج ۲'ص ۱۱۱
(۵) تاریخ بغداد 'ج ۱۰'ص ۲۹
(۶) تذکرة الحفاظ 'ج ۲'ص ۱۱۶
(۷) کتاب الانساب 'ورق ۲۱۸
(۸) تاریخ بغداد 'ج ۱۰'ص ۲۹
(۹) شذرات الذهب 'ج ۲'ص ۱۳۰
(۱۰) بستان المحدثین 'ص ۷۸
(۱۱) تذکرة الحفاظ 'ج ۲'ص ۱۱۶
(۱۲) تذکرة المحدثین '۱/ ۱۹۳
(۱۳) ایضاً
(۱۴) تذکرة الحفاظ 'ج ۲'ص ۱۱۶
(۱۵) تذکرة المحدثین 'ج ۱'ص ۱۹۳
(۱۶) ایضاً 'ص ۱۹۹

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

—(۷)—

امام محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(۱۹۴ھ — ۲۵۶ھ)

مؤلفینِ صحاحِ ستہ میں امام محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا نام سب سے پہلے آتا ہے۔ آپ کو امام المحدثین اور امیرالمؤمنین فی الحدیث کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کا سلسلۂ نسب اس طرح ہے: محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزبہ۔(۱)

امام صاحب کے جد امجد مغیرہ نے اسلام قبول کیا اور وہ میر بخارا یمان جعفی کے ہاتھ پر اسلام لائے تھے۔ اس کی نسبت سے جعفی مشہور ہوئے۔ اور امام بخاریؒ بھی جعفی کے لقب سے مشہور ہوئے۔(۲)

پیدائش اور ابتدائی حالات

امام بخاریؒ ۱۳ شوال ۱۹۴ھ بعد نماز جمعہ بخارا میں پیدا ہوئے۔ صغر سنی میں امام صاحب کی آنکھیں خراب ہوگئیں اور بصارت جاتی رہی۔ اس کے ساتھ ہی ان کے والد امام اسمٰعیل کا بھی انتقال ہوگیا تھا۔ امام صاحب کی والدہ بہت عابدہ اور صاحب کرامات تھیں۔ ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تو آپ فرما رہے تھے کہ تمہاری کثرتِ دعا سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے بیٹے کی آنکھیں درست کردی ہیں۔ اسی خواب کی صبح امام صاحب کی آنکھیں درست ہوگئیں۔(۳)

تحصیل علم

امام بخاریؒ کے والد کا انتقال امام صاحب کی صغر سنی میں ہوگیا تھا۔ اس لیے آپ کی تعلیم و تربیت کا انتظام آپ کی والدہ نے کیا۔ ۱۶ سال کی عمر میں امام صاحب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے عبداللہ بن مبارک اور امام وکیع کی کتابوں کو حفظ کر لیا تھا۔ اس کے بعد آپ کی والدہ امام صاحب اور آپ کے بڑے بھائی احمد بن اسمٰعیل کو ساتھ لے کر مکہ مکرمہ چلی آئیں جہاں پر امام صاحب نے دو سال تک تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد آپ کی والدہ اور بڑے بھائی بخارا واپس چلے گئے اور امام بخاریؒ مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے روضۂ نبوی کے پاس چاندنی راتوں میں اپنی دو کتابیں "قضايا الصحابة والتابعين" اور تاریخ الکبیر تصنیف کیں۔(۴)

سماعِ حدیث کے لیے سفر

امام بخاریؒ نے سماعِ حدیث کے لیے سفر کا آغاز ۲۱۰ھ میں کیا اور آپ نے شام، مصر، جزیرہ، حجاز مقدس، کوفہ، نیشاپور، بغداد، بصرہ، بلخ اور رے کا سفر کیا اور کئی مقامات پر آپ کئی بار تشریف لے گئے۔ بصرہ چار دفعہ گئے۔ بغداد اُس زمانے میں علم کا گہوارہ تھا۔ ابن کثیر کی روایت کے مطابق آپ آٹھ مرتبہ بغداد گئے، اور جب بھی بغداد تشریف لے جاتے امام احمد بن حنبلؒ ان سے بغداد کے قیام پر اصرار کرتے۔(۵)

اساتذہ و شیوخ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ و شیوخ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان کا اپنا بیان ہے:

"كتبتُ على الف و ثمانين نفسا ليس فيهم الا صاحب الحديث"۔(۶)

(میں نے ۱۰۸۰ آدمیوں سے حدیثیں لکھیں جو سب کے سب محدث تھے۔)

لیکن امام بخاریؒ نے سب سے زیادہ اکتسابِ فیض امام اسحاق بن راہویہؒ اور امام علی بن مدینیؒ سے کیا۔(۷)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تلامذہ

امام بخاریؒ کے تلامذہ اور مستفیدین کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ دنیائے اسلام کے مختلف گوشوں سے لوگ آپ کے درس میں شریک ہوتے تھے۔ امام صاحب سے براہِ راست ۹۰ ہزار آدمیوں نے الجامع الصحیح کو سنا۔(۸) آپ کے تلامذہ میں ارکانِ صحاحِ ستہ میں سے امام مسلم بن حجاج' امام ابو عیسیٰ ترمذی اور امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی شامل ہیں۔ ان کے علاوہ امام ابو زرعہ' ابو حاتم' ابنِ خزیمہ اور محمد بن نصر مروزی وغیرہ شامل ہیں۔(۹)

غیر معمولی قوّتِ حافظہ

امام بخاریؒ فطرتاً نہایت قوی الحافظہ تھے۔ فطرت کی اس فیاضی سے انہوں نے فنِ حدیث کی تحصیل میں بہت زیادہ فائدہ اٹھایا۔ وہ جس کتاب پر نظر ڈالتے تھے وہ حافظہ میں محفوظ ہو جاتی تھی۔ ان کا حافظہ لاکھوں حدیثوں کا نشیمن تھا اور خود فرمایا کرتے تھے:

> "مجھے ایک لاکھ صحیح اور دو لاکھ غیر صحیح احادیث یاد ہیں۔ اور جامع صحیح بخاری کو میں نے چھ لاکھ احادیث سے منتخب کیا ہے"۔(۱۰)

امام صاحب کے غیر معمولی حافظہ کے بہت سے واقعات اربابِ سیر نے اپنی اپنی کتابوں میں درج کیے ہیں۔ یہاں صرف آپ کے حافظہ کا ایک واقعہ درج کیا جاتا ہے' جس کو حافظ ابنِ حجر نے مقدمہ فتح الباری میں نقل کیا ہے۔

> "جب آپ بغداد تشریف لائے تو وہاں ان دنوں علمِ حدیث کا بہت چرچا تھا۔ وہاں کے علمائے کرام اور محدثین عظام نے ان کا امتحان لینے کا منصوبہ بنایا۔ چنانچہ ایک سو حدیث کے متون اور اسانید کو الٹ پھیر کر دس آدمیوں کے حوالہ کیا کہ ہر شخص ان میں سے ان دس احادیث کو امام صاحب کے سامنے پیش کرے۔ چنانچہ یہ سو احادیث امام صاحب کے سامنے پیش کی گئیں اور آپ نے ہر حدیث کے بارے میں فرمایا: لَا اَدْرِیْ (میں نہیں جانتا) جب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تمام لوگ احادیث سنا چکے تو امام صاحب نے ہر حدیث کو اس کی اصل سند اور متن کے ساتھ ملحق کر کے ترتیب وار سنایا۔ لوگ یہ سن کر دنگ رہ گئے اور ان کو آپ کے علم و فضل کا لوہا ماننا پڑا۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"تعجب اس پر نہیں کہ صحیح و غلط میں امتیاز کر دیا' کمال یہ ہے کہ ان لوگوں نے جس ترتیب سے روایات کو غلط شکل میں پیش کیا تھا اس کو بھی بیان کیا"۔ (۱۱)

امام بخاریؒ کا زہد و تقویٰ

امام صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی دولت بھی عطا فرمائی تھی۔ آپ کے والد نے کافی دولت چھوڑی تھی' جو آپ نے ساری غرباء و مساکین میں تقسیم کر دی اور خود نانِ خشک اور آبِ خنک سے گزارا کیا۔ ایک دفعہ آپ سخت بیمار ہو گئے' آپ کا قارورہ اطباء کو دکھایا گیا تو انہوں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سالن استعمال نہیں کرتے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ چالیس سال سے سالن استعمال کرنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ (۱۲)

امام صاحب کی نماز میں بہت خشوع و خضوع ہوتا اور بھڑ کے کاٹنے کے باوجود نماز میں یکسوئی رہتی۔ مزاج میں بہت احتیاط تھی' غیبت سے ہمیشہ کنارہ کش رہے۔ فرمایا کرتے تھے کہ جب سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ غیبت کرنا حرام ہے اس وقت سے کسی کی غیبت نہیں کی۔ آپ فرمایا کرتے تھے:

"مجھے توقع ہے کہ میرے اعمال نامہ میں ایک گناہ بالکل نہیں ہو گا اور وہ غیبت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ میرا اس بارے میں محاسبہ نہیں فرمائے گا"۔ (۱۳)

امام بخاریؒ کے بارے میں ان کے شیوخ اور معاصرین کا اعتراف

حافظ ابنِ حجر فرماتے ہیں کہ امام صاحب کی مدح میں اگر متاخرین کے اقوال

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نقل کیے جائیں تو کاغذ اور روشنائی ختم ہو جائے۔ فذلک بحر لا ساحل له۔ ع
"سفینہ چاہیے اس بحرِ بیکراں کے لیے"۔ ان کے شیوخ و معاصرین سب ان کے علم و فضل، جلالت علمی اور زہد و ورع کے معترف تھے۔ امام مسلم نے ایک دفعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر فرمایا:

"اشھد انه لیس فی الدنیا مثلک"

"میں گواہی دیتا ہوں کہ دنیا میں تیرے جیسا اور کوئی انسان پیدا نہیں ہوا۔"

اور امام ابنِ خزیمہؒ فرماتے ہیں کہ:

"آسمان کے نیچے امام بخاری (ح ۱) سے بڑھ کر میں نے کسی عالمِ حدیث کو نہیں دیکھا"۔ (۱۴)

امام بخاریؒ کا مسلک

امام بخاری رحمہ اللہ کے مسلک کے بارے میں علمائے کرام میں اختلاف ہے۔ کبار محدثین کے بارے میں ہمیشہ یہی معاملہ رہا ہے کہ مختلف مسالک کے پیروکاروں نے انہیں اپنے اپنے مسلک کا پیرو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ علامہ تقی الدین سبکی نے ان کو شافعی لکھا ہے۔ نواب صدیق حسن خان نے بھی علامہ سبکی کی تائید میں ان کو شافعی مسلک کا پیرو قرار دیا ہے۔ حافظ ابنِ حجر کی بھی یہی رائے ہے کہ امام بخاری شافعی مسلک کے تھے۔ حافظ ابنِ قیم کی تحقیق کے مطابق امام بخاری حنبلی المذہب تھے۔ علامہ طاہر الجزائری کی تحقیق یہ ہے کہ امام بخاری مجتہد مطلق تھے۔ مولانا سید انور شاہ کاشمیری نے بھی علامہ طاہر الجزائری کی تحقیق سے اتفاق کیا ہے۔ (۱۵)

تصانیف

امام بخاریؒ کی تمام تصنیفات ایک علمی و تحقیقی ذخیرہ ہیں۔ ان کی مجمل فہرست مندرجہ ذیل ہے:

(۱) الجامع الصحیح (صحیح البخاری) (۲) الادب المفرد (۳) التاریخ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الکبیر (۴) التاریخ الاوسط (۵) التاریخ الصغیر (۶) خلق افعال العباد (۷) جزء رفع الیدین (۸) قراءۃ خلف الامام (۹) برّ الوالدین (۱۰) کتاب الضعفاء (۱۱) الجامع الکبیر (۱۲) التفسیر الکبیر (۱۳) کتاب الاشربۃ (۱۴) کتاب الھبۃ (۱۵) کتاب المبسوط (۱۶) کتاب الکنی (۱۷) کتاب العلل (۱۸) کتاب الفوائد (۱۹) کتاب المناقب (۲۰) اسامی الصحابۃ (۲۱) کتاب الوجدان (۲۲) قضایا الصحابۃ والتابعین (۲۳) کتاب الرقاق[۱۶]

امام بخاری کی وفات

امام بخاری کو حاکم بخارا خالد بن احمد ذہلی نے اس بات پر آمادہ کرنا چاہا کہ آپ میرے بچوں کو گھر آکر درس دیں' امام صاحب نے فرمایا ایسا نہیں ہو سکتا' آپ اپنے بچوں کو میرے درس میں بھیجا کریں۔ حاکم بخارا نے دوبارہ آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ اس طرح کرلیں کہ جب میرے بچے آپ سے سبق پڑھیں کوئی دوسرا طالب علم وہاں موجود نہ ہو۔ امام صاحب نے فرمایا ایسا نہیں ہو سکتا' سب طالب علموں کے ساتھ آپ کے بچے بھی درس لیں۔ حاکم بخارا نے اس کو اپنی توہین سمجھا اور آپ کے خلاف ہو گیا۔ چنانچہ اس نے آپ کے خلاف سازش کی اور آپ پر یہ الزام لگایا کہ آپ قرآن کے مخلوق ہونے کے قائل ہیں' چنانچہ اس غلط الزام کی تشہیر کی گئی اور بخارا میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ حاکم بخارا نے آپ کی جلاوطنی کا حکم دے دیا۔ چنانچہ امام صاحب بخارا سے نکل کر سمرقند پہنچے۔ یہاں آپ نے شوال ۲۵۶ھ میں چاندرات کو انتقال کیا۔ انتقال کے وقت آپ کی عمر ۶۲ سال تھی۔[۱۷]

صحیح بخاری

امام بخاری کی تصنیفات میں الجامع الصحیح یعنی صحیح بخاری سب سے مہتم بالشان تصنیف ہے۔ اس کتاب کا پورا نام "الجامع المسند الصحیح من امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ وایامہ" ہے۔ اس کتاب کی تصنیف سے امام

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بخاریؒ کو امام المحدثین اور امیر المؤمنین فی الحدیث کے القاب دیے گئے۔ اس تصنیف سے امام صاحب کو جو مقبولیت اور قدر و منزلت حاصل ہوئی وہ کسی اور محدث اور امام کو ان کی اپنی کسی تصنیف سے حاصل نہیں ہوئی۔ امام صاحب نے یہ مقدس کتاب ۱۶ سال میں مکمل کی اور جس وقت امام صاحب نے اس کتاب کی تالیف کا آغاز کیا تھا اُس وقت آپ کی عمر ۲۳ سال تھی۔[۱۸]

صحیح بخاری کی تالیف میں اہتمام

امام بخاری نے اس کتاب کی تالیف میں سولہ سال صرف کیے اور اس کو مسجد حرام میں تصنیف کیا۔ اس مبارک کتاب کو آپ نے چھ لاکھ احادیث سے انتخاب کیا۔[۱۹]

صحیح بخاری کی مقبولیت

صحیح بخاری کو جو مقبولیت حاصل ہوئی اس کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔ حافظ ابنِ صلاح فرماتے ہیں کہ:

> "کتاب اللہ کے بعد ان دونوں کتابوں (بخاری و مسلم) کا درجہ ہے۔ پھر صحیح بخاری کا مرتبہ صحت اور کثرتِ فوائد کے لحاظ سے ممتاز و مقدم ہے"۔[۲۰]

امام شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "جو شخص اس کتاب کی عظمت کا قائل نہ ہو وہ مبتدع ہے اور مسلمانوں کی راہ کے خلاف چلتا ہے"۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ صحیح بخاری کو جو مقبولیت و شہرت حاصل ہوئی اس سے زیادہ کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا۔[۲۱]

صحیح بخاری کا مقصد و مقصودِ اعظم

صحیح بخاری صرف حدیث ہی کی کتاب نہیں بلکہ اس میں تفسیر بھی ہے، فقہ و استدلال کے عمدہ نمونے بھی ہیں اور دقیق متکلمانہ بصیرت بھی۔ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"امام بخاری نے پوری کتاب میں صحت کا التزام رکھا ہے اور اس میں صرف احادیث صحیحہ لائے ہیں اور اس کے ساتھ فقہی مسائل اور حکیمانہ نکتوں کا بھی لحاظ رکھا ہے۔ متون احادیث سے بہت سے معانی استنباط فرماتے ہیں' جو مناسب طریقہ سے پوری کتاب میں موجود ہیں' آیاتِ احکام کی طرف پوری توجہ دیتے ہیں اور اس میں عجیب و غریب معانی کی طرف اشارہ کرتے ہیں"۔ (۴۲)

اور حکیم الامت شاہ ولی اللہ دہلوی ؒ لکھتے ہیں :

"امام بخاری کی اصل غرض و غایت احادیث کے ذخیرے میں سے صحیح و مستفیض و متصل کا انتخاب ہے اور فقہ و سیرت اور تفسیر کو بھی استنباط کیا ہے۔ اور اخذ حدیث میں انہوں نے جو شرائط مقرر کی ہیں وہ بدرجہ کمال پوری کی ہیں"۔ (۴۳)

کتبِ احادیث میں صحیح بخاری کا مقام و مرتبہ

جمہور علمائے حدیث کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صحیح بخاری کو صحاح ستہ اور تمام کتبِ احادیث پر فوقیت اور ترجیح حاصل ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں کہ علمائے اسلام کا اتفاق ہے کہ صحیح بخاری صحت اور دیگر شواہد کے لحاظ سے صحیح مسلم پر فائق ہے۔ حافظ ابنِ کثیر لکھتے ہیں کہ صحیح بخاری کا صحیح مسلم یا کوئی اور کتاب مقابلہ نہیں کر سکتی۔ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ بخاری و مسلم اور مؤطا امام مالک کی احادیث نہایت صحیح ہیں اور مؤطا کی اکثر روایاتِ مرفوعہ صحیح بخاری میں موجود ہیں۔ امام دار قطنی فرماتے ہیں : "اگر بخاری نہ ہوتے تو مسلم کا وجود نہ ہوتا"۔ (۴۴)

تعدادِ روایات

علامہ نووی اور ابنِ صلاح کے نزدیک صحیح بخاری کی روایات کی تعداد تکرار کے ساتھ ۷۲۷۵ ہے اور عدمِ تکرار کے ساتھ ۴۰۰۰۔ اور حافظ ابنِ حجر کے نزدیک روایاتِ مرفوعہ کی تعداد ۷۳۹۷' متابعات و تعلیقات کی تعداد ۱۳۴۱ ہے' موقوفاتِ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحابہ و مقطوعاتِ تابعین کی تعداد ۳۴ ہے۔ (۲۵)

صحیح بخاری کے حواشی و شروح

صحیح بخاری کی اہمیت و مقبولیت کی بناء پر ہر دور کے علماء نے اس کے شروح و حواشی لکھے اور اس سے صحیح بخاری کے جلیل القدر اور بلند پایہ ہونے کا اندازہ بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ صحیح بخاری کی شروح کی ایک فہرست مولانا عبد السلام مبارک پوری نے اپنی کتاب سیرۃ البخاری میں درج کی ہے، جس کی تعداد ۱۴۵ ہے اور یہ فہرست بھی نامکمل ہے۔ تاہم صحیح بخاری کی مشہور شروح حسب ذیل ہیں:

(۱) فتح الباری، شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی
(۲) عمدۃ القاری، علامہ بدر الدین عینی
(۳) ارشاد الساری، علامہ احمد بن محمد خطیب قسطلانی
(۴) عون الباری، محی السنۃ مولانا نواب صدیق حسن خان قنوجی
(۵) فیض الباری، مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری
(۶) تیسیر الباری، مولانا وحید الزمان حیدر آبادی
(۷) فضل الباری، مولانا ابو الحسن محمد سیال کوٹی
(۸) حاشیہ صحیح بخاری، مولانا احمد علی سہارن پوری
(۹) حاشیہ صحیح بخاری، مولانا عزیز زبیدی

مختصر تعارف فتح الباری

فتح الباری حافظ ابنِ حجر عسقلانی کی تصنیف ہے۔ اور اس شرح کے بارے میں مشہور مقولہ "لا ھجرۃ بعد الفتح" بولا جاتا ہے۔ علامہ ابنِ خلدون نے لکھا ہے کہ بخاری کی شرح کا دین (قرض) امت پر باقی ہے، حالانکہ علامہ ابنِ خلدون کے عہد تک کئی شروح بخاری کے لیے جا چکے تھے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ صحیح بخاری کے وہ نکات جو فنِ حدیث اور رجال کے متعلق ہیں یا وہ تدقیقاتِ تعیبہ جو تراجم ابواب سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تعلق رکھتے ہیں ان پر آج تک کسی نے محققانہ بحث نہیں کی۔ اس شرح کے بعد حافظ سخاوی لکھتے ہیں کہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری لکھ کر امت پر جو قرض تھا وہ ادا کر دیا ہے۔ فتح الباری میں حافظ ابن حجر نے ان نکات پر جو فن رجال یا تراجم ابواب کی تدقیقات سے متعلق ہیں' محققانہ بحث کی ہے اور حدیث کے مختلف طرق کو جمع کیا ہے جس سے حدیث کے کسی ایک احتمال یا اعراب کی تعیین ہو جاتی ہے۔ اور کسی نے یہ صحیح کہا ہے کہ "کل من جاء بعده فهو عياله" یعنی جو بھی ان کے بعد آیا انہی کی تحقیقات کا خوشہ چیں رہا۔[۲۶]

☆ ☆ ☆

حواشی

(۱) ابن حجر' تهذيب التهذيب' ج۸' ص ۱۵۰۔

(۲) ابن حجر' مقدمة فتح الباری' ص ۴۴۸۔

(۳) ابن السبکی' طبقات الشافعية الكبرى' ج ۲' ص ۴۔

(۴) ابن حجر' مقدمة فتح الباری' ص ۴۷۸۔

(۵) قسطلانی' ارشاد الساری (مقدمة)' ص ۳۱۔

(۶) ابن حجر' مقدمة فتح الباری' ص ۴۷۹۔

(۷) ابن حجر' تهذيب التهذيب' ج ۸' ص ۱۵۰۔

(۸) قسطلانی' مقدمة ارشاد الساری' ص ۳۳۔

(۹) ذهبی' تذكرة الحفاظ' ج ۲' ص ۱۲۴۔

(۱۰) قسطلانی' مقدمة ارشاد الساری' ص ۲۹۔

(۱۱) ابن حجر' مقدمة فتح الباری' ص ۵۷۳۔

(۱۲) عبدالسلام مبارک پوری' سیرة البخاری' ص ۷۷۔

(۱۳) ابن حجر' مقدمة فتح الباری' ص ۵۷۳۔

(۱۴) ابن حجر' تهذيب التهذيب' ج ۱' ص ۴۷۰۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱۵) ابن السبکی ' طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ' ج ۳ ' ص ۴۔ صدیق حسن خان ' ابجد العلوم ' ص ۸۱۰۔ ابن قیم ' اعلام الموقعین ' ج ۱ ' ص ۲۲۶۔ طاہر الجزائری ' توجیہ النظر ' ص ۱۸۵۔ انور شاہ کشمیری ' فیض الباری ' ج ۱ ' ص ۵۸۔

(۱۶) ضیاء الدین اصلاحی ' تذکرۃ المحدثین ' ج ۱ ' ص ۲۱۲۔

(۱۷) ابن حجر ' مقدمۃ فتح الباری ' ص ۴۹۴۔

(۱۸) ابن خلکان۔ وفیات الاعیان ' ج ۲ ' ص ۳۳۵۔

(۱۹) عبدالسلام مبارک پوری ' سیرۃ البخاری ' ص ۱۸۶۔

(۲۰) ابن صلاح ' مقدمۃ ابن صلاح۔ بحوالہ محدثین عظام کے علمی کارنامے ' ص ۱۳۸۔

(۲۱) شاہ ولی اللہ ' حجۃ اللہ البالغۃ ' ج ۱ ' ص ۲۹۷۔

(۲۲) ابن حجر۔ مقدمۃ فتح الباری ' ص ۴۹۳۔

(۲۳) شاہ ولی اللہ ' حجۃ اللہ البالغۃ ' ج ۲ ' ص ۲۱۵۔

(۲۴) نووی ' مقدمۃ شرح صحیح مسلم ' ص ۱۱۔ ابن کثیر ' البدایۃ والنہایۃ ' ج ۱۱ ' ص ۲۸۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی ' عجالۃ نافعۃ ' ص ۶۔ شبیر احمد عثمانی ' مقدمہ فتح الملہم۔ بحوالہ محدثین عظام اور ان کے علمی کارنامے ' ص ۱۵۱۔

(۲۵) سیوطی ' تدریب الراوی ' ص ۳۰۔ ابن حجر ' مقدمۃ فتح الباری ' ص ۴۶۵۔

(۲۶) عبدالسلام مبارک پوری ' سیرۃ البخاری ' ص ۲۰۵۔ ابن خلدون ' مقدمۃ ابن خلدون۔ حافظ سخاوی ' الضوء اللامع ' ص ۱۲۔ خطیب قسطلانی ' ارشاد الساری ' ص ۳۶۔

✪ ✪ ✪

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

—(۸)—

امام مسلم بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ

(۲۰۴ھ — ۲۶۱ھ)

محدثین صحاحِ ستہ میں امام محمد بن اسماعیل بخاری کے بعد دوسرے نمبر پر امام مسلم بن حجاج کا نام آتا ہے۔ آپ کا لقب عساکر الدین اور کنیت ابو الحسین تھی۔ آپ ۲۰۴ھ میں خراسان کے شہر نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ (۱)

جس دور میں آپ پید ہوئے اس دور میں علمِ حدیث صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ کے سینوں سے نکل کر مستقل فن کی حیثیت اختیار کر چکا تھا۔ اور محدثین کرام کی ایک کثیر تعداد صفحۂ ہستی پر موجود تھی۔ نیشاپور اُن دنوں علم و فن کا مرکز اور محدثین کرام کا مسکن تھا۔ علامہ سبکی فرماتے ہیں:

"نیشاپور اس قدر بڑے عظیم الشان شہروں میں سے تھا کہ بغداد کے بعد اس کی نظیر نہ تھی"۔ (۲)

ابتدائی تعلیم

امام مسلم نے ابتداءً امام اسحاق بن راھویہ (م ۲۳۸ھ) سے نیشاپور میں استفادہ کیا۔ (۳)

سماعِ حدیث کے لیے سفر

نیشاپور میں امام اسحاق بن راھویہ سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد امام مسلم نے سماعِ حدیث کے لیے عراق، حجاز، مصر اور شام کے سفر کیے اور ہر جگہ اساطین فن سے اکتسابِ فیض کیا۔ آپ بغداد متعدد بار تشریف لے گئے اور یہاں کا آخری سفر آپ نے ۲۵۹ھ میں کیا، جس کے دو سال بعد ۲۶۱ھ میں آپ انتقال فرما گئے۔ (۴)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اساتذہ و تلامذہ

آپ کے اساتذہ میں امام اسحاق بن راہویہ' امام محمد بن اسمٰعیل بخاری' امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ جیسے کبار محدثین شامل ہیں۔ اور تلامذہ میں امام ابو عیسیٰ ترمذی' امام ابنِ خزیمہ اور امام ابو حاتم رازی رحمہم اللہ جیسے اکابر محدثین شامل ہیں۔ (۵)

امام مسلم کے علم و فضل کا اعتراف

امام مسلم کے علم و فضل' عدالت و ثقاہت' زہد و ورع اور امانت و دیانت کا اعتراف آپ کے معاصرین ہی نے نہیں بلکہ آپ کے اساتذہ کرام نے بھی کیا ہے۔ آپ کے استاد امام اسحاق بن راہویہ نے یہ پیشین گوئی فرمائی تھی کہ :

"ای رجلٍ یکون ھذا!" "خدا جانے کس پائے کا یہ شخص ہو گا!" (۶)

امام نووی (م ۶۷۶ ھ) لکھتے ہیں :

"امام مسلم کی جلالت و عظمت شان اور امامت پیشوائے فن ہونے پر امت مسلمہ کا اجماع و اتفاق ہے"۔ (۷)

اخلاق و عادات

امام مسلم نے پوری زندگی نہ کسی کی غیبت کی اور نہ سب و شتم کیا۔ (۸) اپنے اساتذہ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ خاص طور پر امام محمد بن اسمٰعیل بخاری کے علم و فضل اور ان کے زہد و ورع کے بہت معترف تھے۔ ایک دفعہ آپ امام بخاری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا : "میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ کی مثل اس دنیا میں کوئی نہیں"۔ (۹)

آپ امام بخاری کے بارے میں کوئی معمولی سی بات بھی' جو امام صاحب کی مخالفت میں جاتی ہو' سننا گوارا نہیں کرتے تھے۔ حافظ ابنِ کثیر لکھتے ہیں :

"جب نیشاپور میں امام بخاری پر مسئلہ خلق قرآن کے سلسلہ میں ہجوم ہونے لگا تو حاسدین نے حسد کیا۔ اور مخالفت میں امام ذہبی بھی شامل ہو گئے اور اپنی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مجلس میں اعلان کردیا:

"الا من کان یقول بقول البخاری فی مسئلة اللفظ بالقرآن فلیعتزل مجلسنا"

(خبردار! جو کوئی مسئلہ خلق قرآن میں امام بخاری کے قول سے متفق ہے وہ ہماری مجلس سے اٹھ جائے۔)

تو امام مسلم فوراً امام ذہلی کی مجلس سے اٹھے اور ان سے مسموعہ روایات کے تمام مسودے ان کو واپس کردیئے اور ان سے روایت کرنا بالکلیہ ترک کردیا۔[۱۰]

امام مسلم کا مسلک

امام مسلم کے مسلک کے بارے میں علمائے کرام میں اختلاف ہے۔ مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ (م ۱۳۵۱ھ) لکھتے ہیں کہ:

"امام مسلم اور امام ابن ماجہ کا مذہب معلوم نہیں ہے' اس لیے کہ انہوں نے صحیح مسلم کے ابواب خود قائم کیے ہیں۔ اس سے ان کے مذہب کا صحیح اندازہ نہیں کیا جاسکتا"۔[۱۱]

مولانا سید نواب صدیق حسن خان (م ۱۳۰۷ھ) نے امام مسلم کا مسلک شافعی لکھا ہے۔[۱۲]

مولانا عبدالرشید نعمانی نے آپ کو مالکی مذہب میں شمار کیا ہے۔[۱۳] علامہ طاہر الجزائری کہتے ہیں کہ:

"امام مسلم اصولی طور پر شافعی تھے' انہوں نے امام شافعی سے بہت کم اختلاف کیا ہے"۔[۱۴]

وفات

امام مسلم کی پوری زندگی میں ان کی وفات کا واقعہ حیرت انگیز ہے۔ ایک دن مجلس درس میں ایک حدیث کے بارے میں ان سے دریافت کیا گیا جو اُس وقت امام

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صاحب کو یاد نہ تھی۔ گھر آکر اس حدیث کو تلاش کرنے لگے اور اس کے ساتھ ساتھ سامنے رکھے ہوئے تھیلے میں خرمے اٹھا اٹھا کر کھانے لگے۔ حدیث کی تلاش میں اس قدر محو ہوئے کہ آہستہ آہستہ تمام خرمے کھا گئے اور حدیث بھی مل گئی۔ خرموں کے کھانے کا منفی اثر ہوا، جو آپ کی موت کا سبب ہوا۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۵۷ سال تھی۔(۱۵)

تصانیف

امام مسلم نے جو کتابیں تصنیف کیں وہ حسب ذیل ہیں:

المسند الکبیر' کتاب الاسماء والکنی' الجامع الکبیر' کتاب العلل' کتاب الوحدان' کتاب الاقران' کتاب سوالات لاحمد' کتاب حدیث عمرو بن شعیب' کتاب الانتفاع باھب السباع' کتاب مشائخ مالک' کتاب مشائخ الثوری' کتاب مشائخ شعبہ' کتاب من لیس لہ الا راد واحد' کتاب المخضرمین' کتاب اولاد الصحابۃ' کتاب اوھام المحدثین' کتاب الطبقات' کتاب افراد الشامین' کتاب رواۃ الاعتبار' الجامع الصحیح المسلم۔(۱۶)

مختصر تعارف الجامع صحیح مسلم

امام مسلم کی تصانیف میں سب سے زیادہ شہرت و مقبولیت الجامع صحیح مسلم کو حاصل ہوئی۔ احادیث کے سلسلہ میں سب سے پہلے امام بخاری (م ۲۵۶ ھ) نے الجامع الصحیح کے نام سے ایک مجموعہ مرتب فرمایا۔ اس کو دیکھ کر امام مسلم نے بھی احادیث صحیحہ کا ایک مجموعہ مرتب فرمایا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ امام مسلم امام بخاری کے شاگرد تھے اور امام بخاری سے امام مسلم نے بہت کچھ استفادہ کیا تھا۔ امام بخاری نے صحیح بخاری کو مرتب کرتے وقت احادیث مرفوعہ کی تخریج کو پیش نظر رکھا اور اس کے ساتھ انہوں نے موقوف و معلق' صحابہ و تابعین کے فتاویٰ بھی نقل کیے۔ لیکن

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام مسلم نے اپنی کتاب میں صرف صحیح احادیث کو جمع کیا ہے اور صرف وہ احادیث جن کی صحت پر مشائخ وقت کا اتفاق تھا۔ چنانچہ امام مسلم فرماتے ہیں:

"ہر وہ حدیث جو صرف میرے نزدیک صحیح تھی اس کو میں نے یہاں درج نہیں کیا' میں نے یہاں صرف ان احادیث کو درج کیا ہے جن کی صحت پر شیوخ وقت کا اجماع ہے"۔ (۱۷)

امام مسلم نے اپنی یہ مایہ ناز کتاب ۱۵ سال میں مکمل کی۔ (۱۸)

تعدادِ روایات

امام مسلم نے تین لاکھ صحیح احادیث سے انتخاب کر کے اپنی صحیح کو مرتب فرمایا۔ صحیح مسلم میں احادیث کی تعداد چار ہزار ہے۔ (۱۹)

صحیح مسلم کا مرتبہ و مقام

کتب احادیث میں صحیح مسلم کا مرتبہ و مقام کیا ہے' اس کے بارے میں امام نووی فرماتے ہیں:

"کتاب اللہ کے بعد صحیحین (بخاری و مسلم) کا مرتبہ ہے۔ اور امت نے ان دونوں کتابوں کی تلقی بالقبول کی ہے' البتہ صحیح بخاری دیگر فوائد و معارف کے لحاظ سے سب سے فائق اور ممتاز ہے"۔ (۲۰)

مولانا شبیر احمد عثمانی ؒ (م ۱۹۴۹ء) لکھتے ہیں:

"صحیح بخاری کا امام مسلم کی کتاب پر من حیث الصحة راجح و مقدم ہونا ایک ایسی حقیقت ہے جس کا اعتراف بڑے بڑے ناقدین فن نے کیا ہے"۔ (۲۱)

محی السنہ مولانا سید نواب صدیق حسن خانؒ (م ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں:

"واقع است اجماع بر تلقی ایں ہر دو کتاب بالقبول و تسلیم زیرا کہ شیخین مقدم اند بر ائمہ عصر مابعد در معرفت علل و غوامض ایں"۔ (۲۲)

(صحیح بخاری و مسلم کی صحت پر تلقی بالقبول اور تسلیم عام حاصل ہے' کیونکہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری و مسلم اپنے زمانے اور مابعد کے ائمہ پر احادیث کے علل اور اس کی باریکیوں کی معرفت و تمیز میں سب پر مقدم و فائق تھے۔"

حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۸ ھ) کا ایک قول مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے "فتح الملهم" کے مقدمہ میں درج کیا ہے کہ :

"حسن ترتیب کے لحاظ سے صحیح مسلم کا مقام بہت بلند ہے یہاں تک کہ بعض لوگوں نے اسے صحیح بخاری پر بھی اچھالا ہے"۔ [۲۳]

مقدمہ صحیح مسلم

صحیح مسلم کا سب سے زیادہ قابل قدر اس کا مقدمہ ہے۔ اس مقدمہ میں وجہ تالیف کے علاوہ فن روایت کے بہت سے اصول اور فوائد بیان کیے گئے ہیں۔ تفسیر، فقہ، اصولِ فقہ، ادب، نحو، یہ سب مسلمانوں کے مذہبی علوم ہیں۔ اس لیے مسلمانوں نے ان سب میں کمال پیدا کیا۔ تاہم علمِ حدیث چونکہ مذہب کا سب سے زیادہ ضروری عنصر تھا اس لیے یہ مقدس فن ایک مدت تک مسلمانوں کے دل و دماغ کی جولان گاہ بنا رہا۔ مگر نااہل اور خود غرض لوگوں کی ایک جماعت نے اس فن کو نام و نمود کا ذریعہ قرار دے کر موضوع اور غیر معتبر روایات کا ایک طومار کھڑا کر دیا۔ چنانچہ محدثین کرام نے اس سلسلہ میں کافی محنت کی اور غیر معتبر روایات اور موضوع احادیث کو الگ کر دیا۔ اہل علم نے مقدمہ صحیح مسلم کی متعدد شرحیں لکھی ہیں۔ مولانا شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ) اور مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری (م ۱۳۳۷ھ) نے مقدمہ صحیح مسلم کی شرحیں لکھی تھیں، مگر یہ دونوں شرحیں طبع نہیں ہو سکیں۔ [۲۴]

صحیح مسلم کی شروح

صحیح مسلم کی بہت سی شروح و حواشی اور مستخرجات لکھے گئے۔ تاہم چند مشہور شروح حسب ذیل ہیں:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱) المنہاج فی شرح صحیح مسلم بن حجاج' از نوویؒ

(۲) اکمال المعلم فی شرح صحیح مسلم' از قاضی عیاض مالکیؒ۔

(۳) الدیباج علی صحیح مسلم بن حجاج' از علامہ سیوطیؒ

(۴) السراج الوہاج' از مولانا نواب صدیق حسن خانؒ

(۵) مختصر صحیح مسلم' از عبدالعظیم منذریؒ

(۶) فتح الملہم' از مولانا شبیر احمد عثمانیؒ' و مولانا محمد تقی عثمانی مدیر ابلاغ کراچی۔

(۷) المعلم فی شرح صحیح مسلم' از مولانا وحید الزمان حیدر آبادی۔

مختصر تعارف شرح امام نووی

امام نوویؒ کی شرح کا نام المنہاج فی شرح صحیح مسلم بن حجاج ہے۔ اس شرح کے بارے میں امام نووی (م ۶۷۶ ھ) فرماتے ہیں:

"اگر لوگوں کی ہمتیں پست نہ ہوتیں تو اس شرح کو ایک سو جلدوں میں مکمل کرتا' لیکن تین جلدوں میں ختم کر دیا"۔ [۲۵]

اس شرح کے شروع میں ایک مقدمہ طالبان حدیث کے لیے بہت مفید ہے۔

امام نوویؒ کی اس شرح کو بہت شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی۔ یہ شرح نہ تو مطول و مفصل ہے اور نہ بہت مختصر و مجمل' بلکہ متوسط ہے۔ اس کے شروع میں ایک مقدمہ ہے۔ اس میں صحیحین خصوصاً صحیح مسلم کی اہمیت و خصوصیت' امام مسلم کی حدیث میں عظمت و برتری' غیر معمولی احتیاط و کاوش اور دقت نظر کے علاوہ اصولِ روایت' اور فن حدیث کے علاوہ اصولِ حدیث فقہ و احکام' تفسیر و تاریخ' کلام و عقائد' سیر و تراجم' رجال و انساب' لغت و ادب' صرف و نحو' اعراب و املای اور قراءت و تجوید کے مسائل و مباحث بھی تحریر کیے گئے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہر فن کی کتابوں کے حوالے بھی دیئے گئے ہیں۔ [۲۶]

امام نووی شافعی المذہب تھے' اور بعض علمائے کرام نے یہ تصریح کی ہے کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ان کو شافعیت میں غلو تھا۔ اس لیے وہ مذہب شافعی کو شرح میں زیادہ اہتمام سے نقل کرتے ہیں اور اس کو قوی اور راجح قرار دیتے ہیں' لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔

محی السنۃ مولانا نواب صدیق حسن خان (م ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں:

"ومنزہ بود از تعصب شافعیت ومتصف بانصاف ونقل می کرد در کتب خود از اقوالِ ابو حنیفہ"(۴۷)

"شافعی مذہب کی عصبیت سے پاک اور انصاف پسند تھے۔ اور اپنی کتابوں میں امام ابو حنیفہؒ کے اقوال بھی نقل کرتے تھے۔"

برعظیم پاک وہند میں صحیح مسلم کا جو نسخہ متداول ہے وہ شرح نووی کے ساتھ ہی طبع ہوتا ہے۔

☆ ☆ ☆

حواشی

(۱) ذھبی 'تذکرۃ الحفاظ' ج ۲' ص ۱۶۵۔
(۲) سبکی 'طبقات الشافعیۃ' ج ۱' ص ۱۷۳۔
(۳) ابن خلکان 'وفیات الاعیان' ج ۲' ص ۱۳۵۔
(۴) ابن خلکان 'وفیات الاعیان' ج ۲' ص ۱۳۵۔
(۵) ذھبی 'تذکرۃ الحفاظ' ج ۲' ص ۱۶۵۔
(۶) ابن کثیر 'البدایۃ والنھایۃ' ج ۱۱' ص ۳۵۔
(۷) نووی 'تھذیب الاسماء' ج ۲' ص ۹۰۔
(۸) ذھبی 'تذکرۃ الحفاظ' ج ۲' ص ۱۲۶۔
(۹) ابن حجر 'مقدمۃ فتح الباری' ص ۴۸۵۔
(۱۰) ابن کثیر 'البدایۃ والنھایۃ' ج ۱۱' ص ۳۴۔
(۱۱) محمد انور کاشمیری 'فیض الباری' ج ۱' ص ۱۸۳۔
(۱۲) صدیق حسن خان 'الحطۃ فی ذکر الصحاح الستۃ' ص ۹۸۔
(۱۳) عبدالرشید نعمانی 'ماتمس الیہ الحاجۃ' ص ۳۶۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۴) طاہر الجزائری 'توجیہ النظر' ص ۱۸۵۔
(۱۵) ابن خلکان 'وفیات الاعیان' ج ۲' ص ۱۲۷۔
(۱۶) شبیر احمد عثمانی 'مقدمہ فتح الملہم' ص ۱۰۰۔
(۱۷) امام مسلم 'صحیح مسلم' باب التشہد۔
(۱۸) نووی 'مقدمہ نووی۔
(۱۹) شبیر احمد عثمانی 'مقدمہ فتح الملہم' ص ۹۔
(۲۰) نووی 'مقدمہ نووی' ص ۱۳۔
(۲۱) شبیر احمد عثمانی 'مقدمہ فتح الملہم' ص ۹۶۔
(۲۲) صدیق حسن خان 'اتحاف النبلاء' ص ۳۸۔
(۲۳) شبیر احمد عثمانی 'مقدمہ فتح الملہم' ص ۹۹۔
(۲۴) عبدالسلام مبارک پوری 'سیرت البخاری' ص ۳۱۴۔
(۲۵) عبدالسلام مبارک پوری 'سیرت البخاری' ص ۳۱۵
(۲۶) ضیاء الدین اصلاحی 'تذکرۃ المحدثین' ج ۲' ص ۳۳۹۔
(۲۷) صدیق حسن خان 'اتحاف النبلاء' ص ۵۰۔

✪ ✪ ✪

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

—⑨—

امام ابنِ ماجہ رحمۃ اللہ علیہ

(۲۰۹ھ — ۲۷۳ھ)

امام ابنِ ماجہؒ بھی صحاحِ ستہ کے رکن ہیں اور صحاحِ ستہ میں ان کا نمبر سب سے آخر میں آتا ہے۔ امام ابنِ ماجہ کا تعلق ایران کے شہر قزوین سے تھا اور اسی شہر کو امام صاحب کے مولد و مسکن ہونے کا شرف حاصل ہے۔

امام ابنِ ماجہ کا نام محمد بن یزید بن عبداللہ ہے اور ابو عبداللہ کنیت۔ ماجہ آپ کے والد کا لقب تھا۔ ماجہ کو بعض لوگوں نے آپ کے دادا اور بعض نے والدہ کا نام بتایا ہے' لیکن حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ (م ۱۲۳۹ھ) فرماتے ہیں:

"ماجہ لقب پدر ابو عبداللہ است نہ لقب جد او نہ نام مادر او"۔ (۱)

(یعنی ماجہ ابو عبداللہ کے والد کا لقب تھا۔ یہ نہ تو آپ کے دادا کا لقب تھا اور نہ ہی آپ کی والدہ کا نام۔)

ولادت وابتدائی حالات

امام ابنِ ماجہ ۲۰۹ھ میں قزوین میں پیدا ہوئے۔ علامہ ابنِ خلکان (م ۶۸۱ھ) نے وفیات الاعیان میں لکھا ہے کہ خود امام ابنِ ماجہ کا بیان ہے کہ میں ۲۰۹ھ میں قزوین میں پیدا ہوا۔ (۲) اور علامہ محمد بن طاہر مقدسی (م ۵۰۷ھ) نے بھی اپنی کتاب "شروط الائمۃ الستۃ" میں امام ابنِ ماجہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ "میری پیدائش ۲۰۹ھ میں ایران کے شہر قزوین میں ہوئی"۔ (۳)

ابتدائی تعلیم

امام ابنِ ماجہ نے جب ہوش سنبھالا تو قزوین علماء و فضلاء کا مرکز تھا۔ چنانچہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آپ نے ابتدائی تعلیم قزوین کے علمائے کرام سے حاصل کی۔ امام صاحب نے قزوین میں جن علمائے کرام سے استفادہ کیا ان کے نام یہ ہیں: امام علی بن محمد ابوالحسن طنافسی (م ۲۳۳ھ)، امام عمرو بن رافع ابو حجر بجلی (م ۲۳۷ھ)، امام اسماعیل بن ابو سہیل قزوینی (م ۲۳۷ھ)، امام ہارون بن موسیٰ تمیمی (م ۲۴۸ھ) اور امام محمد بن ابی خالد قزوینی۔ (۴)

امام ابنِ ماجہ ۲۱ سال کی عمر تک قزوین میں مقیم رہے، اور اہل علم سے اکتسابِ فیض کرتے رہے۔

سماعِ حدیث کے لیے سفر

امام ابنِ ماجہ کے زمانہ میں محدثین کرام اطرافِ عالم میں پھیلے ہوئے تھے۔ اس لیے انہوں نے حصولِ حدیث کے لیے مختلف ممالک کا سفر کیا۔ اس زمانہ میں علم حدیث انتہائی عروج پر تھا۔ مؤرخ ابنِ خلکان (م ۶۸۱ھ) لکھتے ہیں:

"ارتحل الى العراق والبصرة والكوفة وبغداد ومكة والشام ومصر والرے لكتب الحديث"۔ (۵)

"حدیث لکھنے کے لیے انہوں نے عراق، بصرہ، کوفہ، بغداد، مکہ، شام، مصر اور رے کا سفر کیا۔"

حافظ ابنِ حجر عسقلانی" (م ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

"سمع بخراسان والعراق والحجاز ومصر والشام وغيرها من البلاد"۔ (۶)

(آپ نے خراسان، عراق، حجاز، مصر و شام اور دیگر بلاد میں سماعِ حدیث کیا۔)

"وغیرھا من البلاد" سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے علاوہ اور شہروں کا سفر بھی کیا تھا، جس کا ثبوت ان کے شیوخ کی فہرست سے ملتا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اساتذہ و تلامذہ

حافظ ابنِ حجر اور حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ ھ) نے امام ابنِ ماجہ کے اساتذہ کی فہرست اپنی اپنی کتابوں میں درج کی ہے۔ تاہم آپ کے مشہور اساتذہ ہیں: امام ابراہیم بن منذر حزامی (م ۲۳۶ ھ)، امام ابوبکر بن ابی شیبہ (م ۲۳۵ ھ)، امام جبارہ بن مغلس (م ۲۴۱ ھ)، امام داؤد بن رشید (م ۲۳۹ ھ)، امام عبد اللہ بن معاویہ (م ۲۴۳ ھ) اور امام ہشام بن عمار (۲۴۵ ھ)۔ (۷)

امام ابنِ ماجہ کے تلامذہ کی فہرست بھی حافظ ابنِ حجر نے تہذیب التہذیب میں درج کی ہے۔ (۸)

حدیث میں امتیاز و کمال

امام ابنِ ماجہ کے دور میں علمِ حدیث انتہائی عروج پر تھا اور ہر طرف حدیث کے درس و تدریس اور اس کی کتابت و تحریر کا کام سرگرمی سے جاری تھا اور اس کی طلب و تحکیل کو فضیلت و کمال کا اصلی معیار خیال کیا جاتا تھا۔ اس لیے امام ابنِ ماجہ کی توجہ کا مرکز بھی علمِ حدیث بنا اور اس فن میں آپ نے اتنا امتیاز و کمال حاصل کیا کہ ان کی علمی جلالت و شہرت کا سکہ بیٹھ گیا، اور جلیل القدر علمائے کرام نے ان کے علمی تبحر اور فضل و کمال کا اعتراف کیا۔ حافظ ابو یعلیٰ خلیلی فرماتے ہیں:

"ابن ماجه ثقة كبير متفق عليه محتج به له معرفة بالحديث وحفظه" (۹)

(ابنِ ماجہ ایک بلند پایہ، معتبر اور لائق حجت محدث تھے۔ ان کی عظمت و ثقاہت پر اتفاق ہے۔)

مؤرخ ابنِ خلکان (م ۶۸۱ ھ) کا بیان ہے:

كان اماما في الحديث عارفا بعلومه وجميع ما يتعلق (۱۰)

"آپؒ فنِ حدیث کے امام تھے اور اس کے متعلقات پر عبور رکھتے تھے۔"

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حافظ شمس الدین ذہبی (م ۷۴۸ ھ) لکھتے ہیں:

"ابن ماجہ عظیم الشان حافظ وضابط، حاذق العقول اور وسیع العلم تھے"۔[۱۱]

حافظ ابنِ حجر عسقلانی (م ۸۵۲ ھ) فرماتے ہیں:

"امام ابنِ ماجہ صاحب سنن، حافظ حدیث اور امامِ فن تھے"۔[۱۲]

علامہ ابنِ اثیر (م ۶۰۶ ھ) رقم طراز ہیں کہ:

"امام ابنِ ماجہ ذی عقل، صاحب علم، اور امام حدیث تھے"۔[۱۳]

امام ابنِ ماجہ کا فقہی مسلک

امام ابنِ ماجہ کے فقہی مسلک کے بارے میں علمائے کرام میں اختلاف ہے۔

علامہ طاہر الجزائری (م ۱۳۳۸ھ) فرماتے ہیں:

"ابن ماجہ وغیرہ علمائے حدیث ائمہ مجتہدین میں سے کسی کے مقلد نہ تھے۔ البتہ فقہاء محدثین امام شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ وغیرہ کے قول کی طرف میلان رکھتے تھے"۔[۱۴]

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں کہ امام ابن ماجہ کا میلان حنبلی مسلک کی طرف تھا۔[۱۵]

اخلاق وعادات

امام ابنِ ماجہ کے حالاتِ زندگی پردۂ اخفاء میں ہیں۔ اس لیے ان کے اعمال و اخلاق کے بارے میں تفصیل نہیں ملتی۔ حافظ ابنِ کثیر (م ۷۷۴ ھ) نے صرف اس قدر لکھا ہے:

"امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ علم وفضل کی طرح دین اور تقویٰ اور زہد وصلاح کے بھی جامع تھے۔ احکامِ شریعت کی شدت سے پابندی کرتے تھے اور اصول وفروع میں پورے طور پر متبع سنت تھے۔ اس پر خود ان کی سنن شاہد ہے"۔[۱۶]

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وفات

امام ابنِ ماجہ نے ٦۴ سال کی عمر میں ۲۲ رمضان المبارک ۲۷۳ھ کو قزوین میں انتقال کیا۔ (۱۷)

تصانیف

امام ابنِ ماجہ کی صرف تین تصانیف مشہور ہیں : (۱) تفسیر (۲) تاریخ اور (۳) سننِ ابنِ ماجہ۔

تفسیر

امام ابنِ ماجہ کی تفسیر کا اندازہ حافظ ابنِ کثیر (م ۷۷۴ھ) کے اس بیان سے ہوتا ہے:

ولابنِ ماجة تفسير حافل (۱۸)

"ابنِ ماجہ کی ایک ضخیم و جامع تفسیر ہے"۔

امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) نے اس تفسیر کا ذکر ابنِ جریر کے ساتھ کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ایک اہم ماثوری اور منقولی تفسیر تھی۔ اور تفسیر ابنِ جریر کی طرح اس میں احادیث و آثارِ صحابہ و تابعین کو بالاسناد نقل کیا گیا ہوگا۔ (۱۹)

تاریخ

امام ابنِ ماجہ کو تاریخ پر بھی کامل عبور تھا۔ علامہ ابنِ خلکان (م ٦۸۱ھ) نے اپنی کتاب وفیات الاعیان میں حافظ ابو زرعہ (م ۲٦۴ھ) کا یہ قول نقل کیا ہے کہ :

"قزوین میں میری نظر سے ابنِ ماجہ کی تاریخ گزری تھی۔ یہ دراصل عہدِ صحابہؓ سے لے کر مصنف کے زمانہ تک کی تاریخ اور بلادِ اسلامیہ اور راویانِ حدیث کے حالات پر مشتمل ہے"۔ (۲۰)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سنن ابنِ ماجہ

امام ابنِ ماجہ کا سب سے بڑا علمی و تصنیفی کارنامہ ان کی شہرۂ آفاق تصنیف "سنن ابنِ ماجہ" ہے۔ اسی کتاب کی بدولت ان کو بڑی شہرت حاصل ہوئی۔ یہ کتاب صحاحِ ستہ میں شامل ہے۔ اس کی ترتیب فقہی طرز پر ہے اور یہ ۳۲ کتب' ۱۵۰۰ ابواب اور ۴۰۰۰ احادیث پر مشتمل ہے۔(۲۱)

سنن ابنِ ماجہ کی خصوصیات

سنن ابنِ ماجہ اسلامیات کی عظیم ترین اور احادیث کی اُمہاتِ کتب میں شامل ہے۔ حافظ ابنِ کثیر (م ۷۷۴ ھ) فرماتے ہیں کہ:

"یہ کتاب نہایت مفید ہے اور مسائلِ فقہ کے لحاظ سے اس کی ترتیب و تبویب ہے۔ اور اس کے مطالعہ سے ابنِ ماجہ کے علمی تبحر اور کثرت معلومات کا پتہ چلتا ہے"۔(۲۲)

حافظ ابنِ حجر عسقلانی (م ۸۵۲ ھ) لکھتے ہیں کہ:

"و کتابهُ في السُّنن جامع جيِّد"(۲۳)

"ان کی کتاب سنن (احکام) میں ایک عمدہ جامع ہے۔"

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (م ۱۲۳۹ ھ) فرماتے ہیں:

"وفی الواقع از حسن ترتیب و سرد احادیث بے تکرار و اختصار آنچہ ایں کتاب دارد' ہیچ یک از کتب ندارد"۔(۲۴)

(فی الحقیقت وہ احادیث کو بلا تکرار بیان کرتے ہیں اور حسن ترتیب و اختصار کے لحاظ سے کوئی کتاب اس کی ہمسر نہیں ہے۔)

سنن ابنِ ماجہ کی اس عظمت و اہمیت کی بناء پر اس کو ہر زمانہ میں نہایت مستند اور قابلِ حجت خیال کیا گیا ہے۔ حافظ ابو زرعہ رازی (م ۲۶۴ ھ) جن کے بارے میں علامہ ذہبی (م ۷۴۸ ھ) لکھتے ہیں:

"امام ابو زرعہ رازی حفظِ حدیث' ذکاوت' دین داری اور علم و عمل کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لحاظ سے ان لوگوں میں سے تھے جو یکتائے زمانہ ہوئے"۔ (۲۵)

انہوں نے سنن ابنِ ماجہ کو دیکھ کر یہ سند عطا فرمائی تھی کہ:

"اگر یہ کتاب لوگوں کے ہاتھ میں پہنچ گئی تو فن حدیث کی اکثر جوامع اور تصنیفات بے کار اور معطل ہو کر رہ جائیں گی"۔ (۲۶)

حافظ ابنِ کثیر (م ۷۷۴ھ) اپنی تاریخ "البدایہ والنہایہ" میں لکھتے ہیں:

"سنن ابنِ ماجہ سنن و احکام کی حیثیت سے بہت عمدہ اور جامع ہے"۔ (۲۷)

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) فرماتے ہیں:

"اگر کسی شخص کو بہت زیادہ متون پر مشتمل کتاب کی تلاش ہو تو اس کو سنن ابنِ ماجہ کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اس وصف میں دوسری کتب احادیث سے منفرد و ممتاز ہے"۔ (۲۸)

کیا سنن ابنِ ماجہ صحاحِ ستہ میں شامل نہیں ہے؟

سنن ابنِ ماجہ جمہور علمائے کرام کے نزدیک صحاحِ ستہ میں شامل ہے اور بعض علمائے کرام اس کی بجائے موطا امامِ مالک اور سنن دارمی کو صحاحِ ستہ میں شامل کرتے ہیں۔ لیکن جمہور علمائے کرام کی رائے کے مطابق سنن ابنِ ماجہ صحاحِ ستہ میں شامل ہے' اور اس کا درجہ سب سے آخر میں ہے' یعنی:

(۱) صحیح بخاری (۲) صحیح مسلم (۳) سنن ابی داؤد (۴) جامع ترمذی (۵) سنن نسائی (۶) سنن ابنِ ماجہ۔ سنن ابنِ ماجہ کے صحاحِ ستہ میں شامل ہونے یا نہ ہونے پر علامہ حافظ ابوالفضل محمد بن طاہر مقدسی (م ۵۱۷ھ)' حافظ امام عبدالغنی مقدسی (م ۶۰۰ھ)' شیخ ابنِ صلاح (م ۶۴۳ھ)' امام نووی (م ۶۷۶ھ)' حافظ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) اور محی السنہ مولانا سید نواب صدیق حسن خان (م ۱۳۰۷ھ) نے کافی بحث کی ہے' جو ان کی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔ (۲۹)

مولانا ضیاء الدین اصلاحی نے تذکرۃ المحدثین میں موطا امام مالک اور سنن ابنِ ماجہ کو صحاحِ ستہ میں شامل کرنے پر بہت عمدہ اور جامع تبصرہ فرمایا ہے۔ مولانا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ضیاء الدین اصلاحی لکھتے ہیں:

"اہل مشرق کے نزدیک چھٹی کتاب سنن ابن ماجہ اور اہل مغرب کے نزدیک امام مالک کی موطا ہے اور سنن ابن ماجہ کے مقابلہ میں موطا کے ماننے والوں کی تعداد بہت کم ہے۔ اس لیے یہ قول مرجوح سمجھا جائے گا۔ لیکن جہاں تک موطا کی صحت وجودت اور اہمیت و عظمت کا سوال ہے اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ وہ حدیث کی طرح فقہ و آثار اور فتاویٰ صحابہ و تابعین سب کا مجموعہ ہے اور مرفوع، موقوف، مرسل و مسند ہر قسم کی روایتوں پر مشتمل ہے۔ اس لیے اس کی موجودہ شکل و صورت میں اس کا حدیث کی مروّج و متداول کتابوں سے مقابلہ کرنا مناسب نہیں ہے۔ اس کا جو مقام و مرتبہ ہے اس میں حدیث کی کوئی کتاب بھی اس کی ہمسری نہیں کر سکتی۔ اس کی قدامت، عظمت اور صحت کی وجہ سے اکثر محققین علماء نے صحیحین پر اس کو فوقیت دی ہے۔ خطیب کے نزدیک وہ تمام جوامع و مسانید سے بڑھ کر ہے (تدریب الراوی ص ۳۶) اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کا بھی یہی خیال ہے۔ محی السنّۃ نواب صدیق حسن خان صاحب فرماتے ہیں:

"شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور ان لوگوں کے نزدیک جو ان کے ہمنوا ہیں، حدیث و فقہ میں صحیح ترین کتاب موطا امام مالک ہے، پھر بخاری، پھر مسلم۔ شاہ ولی اللہ نے شرح موطا یعنی مصفّٰی (فارسی) کے شروع میں روئے زمین کی تمام کتابوں پر موطا کو ترجیح کے مسئلہ میں بڑی لمبی بحث کی ہے اور یہی صحیح ہے"۔

(مسک الختام، ص ۱۸)

سنن ابن ماجہ کو موطا پر مقدم کرنے کی وجہ اس کی مزید افادیت ہے، جو بہت سی زائد حدیثوں کے درج کرنے سے اس میں پیدا ہو گئی ہے، ورنہ صحت و قوت کے اعتبار سے سنن ابن ماجہ تو کیا صحاح ستہ کی کوئی کتاب بھی موطا کے مقابلہ میں پیش نہیں کی جا سکتی۔

رہا سنن دارمی کا معاملہ تو اس کے قائل صرف حافظ صلاح الدین خلیلی علائی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(م ۲۷۱ ھ) ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اس میں ضعیف رواۃ اور شاذ و منکر روایتیں بہت کم ہیں۔ اس لیے سنن ابن ماجہ کی بجائے اس کو صحاح کی چھٹی کتاب قرار دینا بہتر ہے۔ بہر حال سنن دارمی کو خواہ صحت و قوت کے لحاظ سے ابن ماجہ کی سنن پر فوقیت کیوں نہ حاصل ہو لیکن تنہا اس خصوصیت کی بناء پر اس کو ابن ماجہ کی جگہ صحاح ستہ میں نہیں رکھا جا سکتا اور نہ علائی کے ایک منفرد خیال کی وجہ سے جمہور کی رائے کو مسترد کیا جا سکتا ہے"۔ (۳۰)

شروح و تعلیقات

سنن ابن ماجہ کے ساتھ علمائے کرام نے بڑا اعتناء کیا ہے' اس کے متعدد حواشی و شروح لکھے جن کی تعداد سنن نسائی سے زیادہ ہے۔

(۱) شرح سنن ابن ماجة: امام علاؤالدین مغلطائی (م ۷۶۲ ھ) (نامکمل)

(۲) ما تمس الیه الحاجة علی سنن ابن ماجة: علامہ شیخ سراج الدین علی بن ملقن (م ۸۰۴ ھ)

(۳) شرح سنن ابن ماجة: علامہ ابن رجب حنبلی (م ۷۹۵ ھ)

(۴) الدیباجة فی شرح سنن ابن ماجة: شیخ کمال محمد بن موسیٰ دمیری (م ۸۰۸ ھ)

(۵) مصباح الزجاجة (حاشیہ): علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ ھ)

(۶) شرح سنن ابن ماجة (حاشیہ): علامہ ابو الحسن محمد بن عبد الہادی سندھی (م ۱۱۳۸ ھ)

(۷) انجاح الحاجة شرح سنن ابن ماجة (تعلیق): شیخ عبد الغنی بن ابی سعید مجددی (م ۱۲۹۵ ھ)

(۸) مفتاح الحاجة (حاشیہ): علامہ شیخ محمد علوی (م ۱۳۶۶ ھ)

(۹) رفع العجابة عن ترجمة سنن ابن ماجة (اردو شرح): مولانا وحید

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الزمان حیدر آبادی (م ۱۳۳۸ھ)[۳۱]

(۱۰) شرح سنن ابنِ ماجۃ (عربی): شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز

مختصر تعارف شرح سنن ابنِ ماجہ

مولانا محمد علی جانباز (شیخ الحدیث جامعہ ابراہیمیہ سیالکوٹ) نے شیخ الحدیث مولانا محمد عطاء اللہ حنیف (م ۱۴۰۸ھ) کی تحریک پر ۱۹۸۵ء میں سنن ابنِ ماجہ کی شرح لکھنی شروع کی۔ سنن ابنِ ماجہ میں احادیث کی تعداد چار ہزار ہے۔ اور یہ شرح اللہ کے فضل و کرم سے ۸ جلدوں میں مکمل ہو گئی ہے۔ پہلی جلد میں انہوں نے امام ابنِ ماجہ کے حالاتِ زندگی، راویانِ سنن ابنِ ماجہ کے حالات اور حجیت حدیث، تدوینِ حدیث، کتابت حدیث پر بڑی عالمانہ بحث کی ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے موضوعات جن کا تعلق حدیث سے ہے ان پر بھی بڑی علمی و تحقیقی اور جامع گفتگو کی ہے۔ اس شرح کی پہلی دو جلدیں زیر طبع ہیں۔

☆ ☆ ☆

حواشی

(۱) شاہ عبدالعزیز دہلوی، عجالہ نافعہ، ص ۲۸۔
(۲) ابنِ خلکان، وفیات الاعیان، ج ۲، ص ۲۸۴۔
(۳) محمد بن طاہر مقدسی، شروط الائمہ الستہ، ص ۹۔
(۴) ابنِ حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب، ج ۹، ص ۵۳۱۔
(۵) ابنِ خلکان، وفیات الاعیان، ج ۲، ص ۲۸۴۔
(۶) ابنِ حجر، تہذیب التہذیب، ج ۹، ص ۴۳۱۔
(۷) ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج ۲، ص ۲۱۵۔
(۸) ابنِ حجر، تہذیب التہذیب، ج ۹، ص ۵۳۱۔
(۹) ابنِ حجر، تہذیب التہذیب، ج ۹، ص ۵۳۱۔
(۱۰) ابنِ خلکان، وفیات الاعیان، ج ۳، ص ۳۰۸۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱۱) ذہبی 'سیر العلام النبلاء' ص ۱۱۔
(۱۲) ابن حجر 'تہذیب التہذیب' ج ۹' ص ۵۳۱۔
(۱۳) ابن اثیر 'کامل ابن اثیر' ج ۷' ص ۲۹۸۔
(۱۴) طاہر الجزائری 'توجیہ النظر' ص ۱۸۵۔
(۱۵) شاہ ولی اللہ دہلوی 'الانصاف فی بیان سبب الاختلاف' ص ۸۱۔
(۱۶) ابن کثیر 'البدایۃ والنہایۃ' ج ۱۱' ص ۱۵۲۔
(۱۷) محمد بن طاہر مقدسی 'شروط الائمۃ الستۃ' ص ۹۔
(۱۸) ابن کثیر 'البدایۃ والنہایۃ' ج ۱۱' ص ۵۲۔
(۱۹) ضیاء الدین اصلاحی 'تذکرۃ المحدثین' ج ۱' ص ۲۷۰۔
(۲۰) ابن خلکان' وفیات الاعیان' ج ۲' ص ۲۸۳' ابن کثیر' البدایۃ والنہایۃ' ج ۱۱' ص ۵۲۔
(۲۱) ذہبی 'تذکرۃ الحفاظ' ج ۲' ص ۲۱۰' شاہ عبدالعزیز دہلوی 'بستان المحدثین' ص ۱۱۲۔
(۲۲) ابن کثیر 'الباعث الحثیث' ص ۹۰
(۲۳) ابن حجر 'تہذیب التہذیب' ج ۹' ص ۵۳۱۔
(۲۴) شاہ عبدالعزیز دہلوی 'بستان المحدثین ص ۱۲۵۔
(۲۵) ذہبی 'تذکرۃ الحفاظ' ج ۲' ص ۳۰۔
(۲۶) شاہ عبدالعزیز دہلوی 'بستان المحدثین' ص ۱۲۵۔
(۲۷) ابن کثیر 'البدایۃ والنہایۃ' ج ۱۱' ص ۵۳۔
(۲۸) ضیاء الدین اصلاحی 'تذکرۃ المحدثین' ج ۱' ص ۲۷۳۔
(۲۹) محمد بن طاہر مقدسی' شروط الائمۃ الستۃ' ص ۹' سیوطی' تدریب الراوی' ص ۳۰' نواب صدیق حسن خان' الحطۃ فی ذکر الصحاح الستۃ' ص ۱۱۰۔
(۳۰) ضیاء الدین اصلاحی 'تذکرۃ المحدثین' ج ۱' ص ۲۷۶۔۲۷۸۔
(۳۱) ضیاء الدین اصلاحی 'تذکرۃ المحدثین' ج ۱' ص ۲۸۱' ۲۸۲۔

○ ○ ○

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

—⑩—

امام ابوداؤد سجستانی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۰۲ھ — ۲۷۵ھ)

محدثین صحاحِ ستہ میں امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کے بعد تیسرے نمبر پر امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث کا نام آتا ہے۔ ان کا شجرہ نسب اس طرح ہے: سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو بن عمران۔[1]

حافظ ابنِ حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں کہ امام کے جدِ اعلیٰ عمران جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج میں شامل تھے اور اسی میں ان کی شہادت ہوئی۔[2]

امام ابوداؤد سجستان کے رہنے والے تھے۔ سجستان کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ کس ملک کا شہر ہے۔ علامہ ابن خلکان (م ۶۸۱ھ) نے اس کو بصرہ کے اطراف کا ایک دیہات بتایا ہے[3] لیکن حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (م ۱۲۳۹ھ) نے لکھا ہے کہ سجستان ہرات و سندھ کے درمیان ایک مشہور شہر ہے۔[4] مؤرخ یاقوت حموی (م ۶۲۶ھ) نے اسے خراسان کا شہر بتایا ہے۔[5]

پیدائش

امام ابوداؤد ۲۰۲ھ میں سجستان میں پیدا ہوئے' لیکن ان کی زندگی کا ایک بڑا حصہ بغداد میں گزرا۔ آپ نے اپنی مشہور کتاب سنن ابی داؤد بغداد ہی میں تالیف کی۔[6]

تحصیل علم کے لیے سفر

امام ابوداؤد نے جس زمانہ میں آنکھ کھولی اس وقت علمِ حدیث کا حلقہ بہت وسیع ہو چکا تھا۔ آپ سجستان سے بصرہ تشریف لائے۔ بصرہ بھی ان دنوں علم و فن اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

محدثین وفقہاء کا مرکز تھا۔ چنانچہ آپ نے بصرہ میں کبار محدثین کرام سے استفادہ کیا اور اس کے بعد آپ تحصیل حدیث کے لیے بغداد' خراسان' مصر' شام' جزیرہ اور نیشاپور تشریف لے گئے اور ہر جگہ اربابِ فضل و کمال سے مستفیض ہوئے۔(۷)

اساتذہ و تلامذہ

امام ابو داؤد کے اساتذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) نے تین سو سے زائد بتائی ہے(۸) تاہم مشاہیر اساتذہ میں امام یحییٰ بن معین (م ۲۳۳ھ) اور امام ابو بکر بن شیبہ (۲۳۵ھ) شامل ہیں۔

آپ کے تلامذہ کا حلقہ بھی بہت وسیع ہے۔ صحاحِ ستہ کے دو رکن امام ابو عیسیٰ ترمذی (م ۲۷۹ھ) اور امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی (م ۳۰۳ھ) آپ کے تلامذہ میں سے ہیں۔(۹)

امام ابو داؤد کا حدیث میں کمال

امام ابو داؤد کے حدیث میں کمال اور تبحر علمی کا اعتراف اساطین فن نے کیا ہے اور علمائے کرام نے ان کے حدیث میں کمال اور تبحر علمی کے اعتراف میں بے شمار کلمات کہے ہیں۔ امام ابو عبداللہ حاکم (م ۴۰۵ھ) فرماتے ہیں:

"امام اهل الحديث في عصره بلا مدافعة"(۱۰)

(امام ابو داؤد بلاشک و ریب اپنے زمانے میں محدثین کرام کے امام تھے۔)

جرح و تعدیل

امام ابو داؤد حفظ و ضبط' عدالت و ثقاہت اور جرح و تعدیل میں بلند مرتبہ کے حامل تھے۔ صحیح و سقیم' قوی و ضعیف' مشہور و منکر اور حسن و شاذ ہر قسم کی روایات کے پرکھنے میں ان کو پورا ملکہ حاصل تھا۔ ان کی قوتِ تمیز' نقد و نظر اور ثقاہت و عدالت پر اساطینِ فن کا اتفاق ہے۔(۱۱)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

زہد و تقویٰ

امام ابو داؤد فقہ و علم' حفظ حدیث' زہد و عبادت اور یقین و توکل میں یکتائے روزگار تھے۔ ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ ھ) نے لکھا ہے کہ امام ابو داؤد عفّت و عبادت میں اونچے مقام پر فائز تھے۔ [۱۲] مولانا سید نواب صدیق حسن خان (م ۱۳۰۷ ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو داؤد زہد و عبادت 'یقین و توکّل اور فقہ و حدیث میں یکتائے روزگار تھے۔ [۱۳] امام شمس الدین ذہبی (م ۷۴۸ ھ) نے آپ کو سید الحفاظ کے لقب سے یاد کیا ہے۔ [۱۴]

امام ابو داؤد کا مسلک

امام ابو داؤد کے مسلک کے بارے میں علمائے کرام میں اختلاف ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) نے بھی لکھا ہے کہ امام ابو داؤد کے مسلک کے بارے میں اختلاف ہے [۱۵]۔ مولانا سید صدیق حسن خان (م ۱۳۰۷ ھ) نے ان کو شافعی شمار کیا ہے [۱۶]۔ مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری (م ۱۳۵۱ ھ) نے علامہ ابنِ تیمیہ کے حوالہ سے ان کو حنبلی لکھا ہے [۱۷]۔ مولانا تقی الدین ندوی لکھتے ہیں :

> "امام ابو داؤد کی سنن کے مطالعہ کے بعد یہ بات بالکل آشکارا ہو جاتی ہے کہ امام ابو داؤد حنبلی المسلک ہی تھے۔ ان کی سنن کے مزاج پر غور کرنے کے بعد اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ امام موصوف نے اپنی سنن میں بہت سے مقامات پر دوسری ثابت و معروف روایات کے مقابلہ میں ان احادیث کو ترجیح دی ہے جن سے امام احمد کے مسلک کی تائید ہوتی ہے۔" [۱۸]

تصنیفات

امام ابو داؤد کی تصنیفات درج ذیل ہیں :

کتاب الرد علی اهل القدر' کتاب الناسخ والمنسوخ' کتاب المسائل' مسند مالک' کتاب المراسیل' کتاب البعث والنشور' کتاب التفسیر'

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب المصاحف' کتاب المصابیح' کتاب نظم القرآن' کتاب فضائل القرآن' کتاب شریعة التفسیر' کتاب شریعة المقاری' کتاب فضائل الانصار' کتاب ما تفرد به اهل الابصار' کتاب معرفة الاوقات والاخوة' کتاب بدء الوحی' سنن ابی داؤد۔ (۱۹)

وفات

امام ابو داؤد نے اپنی ساری زندگی بغداد ہی میں گزاری۔ لیکن ۲۷۱ھ میں بغداد سے بصرہ منتقل ہو گئے' جہاں آپ نے ۷۲ سال کی عمر میں ۱۶ شوال ۲۷۵ھ کو انتقال کیا۔ (۲۰)

سنن ابی داؤد

کتاب السنن (سنن ابی داؤد) امام ابو داؤد نے بغداد میں تالیف کی اور اس کا زمانہ تالیف ۲۴۱ھ سے پہلے کا ہے۔ امام ابو داؤد سے پہلے حدیث پر جو کتابیں مدون ہوئیں ان کا تعلق جوامع و مسانید سے ہے' لیکن امام ابو داؤد نے اپنی راہ سب سے الگ نکالی۔ ان کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ انہوں نے صرف سنن و احکام کی روایات اپنے مجموعہ میں درج کی ہیں۔ جیسا کہ اپنے رسالہ (اہل مکہ کے نام) میں لکھتے ہیں:

> "میں نے سنن میں صرف احکامی روایات جمع کی ہیں۔ زہد اور فضائل اعمال وغیرہ کی حدیثیں اس میں شامل نہیں ہیں۔ اس کی جملہ چار ہزار احادیث احکام و مسائل سے متعلق ہیں"۔ (۲۱)

امام ابو داؤد نے اپنے دور میں ضرورت محسوس کی کہ فن حدیث پر نئے انداز میں کتاب تالیف کی جائے جس میں حدیث کا استیعاب ہو اور اس کے ساتھ ائمہ کرام نے اپنے مذاہب پر استدلال کیا ہو۔ حافظ ابن قیم (م ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

> "حفاظت حدیث میں ایک ایسی جماعت تھی جس نے ضبط و حفظ میں پوری توجہ کی' لیکن اس نے نہ تو مسائل کے استنباط کی طرف توجہ کی اور نہ ان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خزانوں سے احکام نکالنے کی کوشش کی جو اس نے محفوظ کر رکھا تھا۔ اور اس کے بالمقابل ایک جماعت ایسی تھی جس نے اپنی توجہ استنباطِ مسائل اور اس کے غور و فکر کی طرف رکھی تھی"۔ (۲۲)

امام ابو داؤد نے سنن ابی داؤد کی تالیف ۲۴۱ھ سے پہلے کی۔ اس لیے کہ امام ابو داؤد نے اپنی سنن مکمل کر کے امام احمد بن حنبل کی خدمت میں پیش کی' انہوں نے اس کو پسند فرمایا۔ امام احمد بن حنبل کا انتقال ۲۴۱ھ میں ہوا۔ اس لیے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ سنن ابی داؤد کی تکمیل ۲۴۱ھ سے پہلے ہوئی۔ (۲۳)

سنن ابی داؤد کی اہمیت

سنن ابی داؤد کا شمار حدیث کی امہات الکتب میں ہو تا ہے۔ اکثر علمائے اسلام نے صحیحین (بخاری و مسلم) کے بعد اس کو سب سے اہم بتایا ہے۔ علامہ خطیب بغدادی (م ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں کہ امام ابو داؤد خود فرماتے ہیں:

"کتاب اللہ کے بعد اس سے زیادہ کسی اور چیز کا علم ضروری نہیں۔ اگر کسی شخص کو ان دونوں کے علاوہ کسی اور چیز سے واقفیت نہ ہو تو اس کو نقصان نہ ہو گا"۔ (۲۴)

حافظ ابنِ کثیر (م ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

"سنن ابی داؤد علماء کے درمیان مشہور و متداول اور مقبول تصنیف خیال کی جاتی ہے۔"

ابو العلاء محن کا بیان ہے کہ انہوں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

"مَنْ اَرَادَ اَنْ یَسْتَمْسِكَ بِالسُّنَنِ فَلْیَقْرَءْ سُنَنَ اَبِیْ دَاوُد" (سنن کی اتباع کی آرزو رکھنے والوں کو سنن ابی داؤد کا مطالعہ کرنا چاہیے۔) (۲۵)

سنن ابی داؤد کی خصوصیات

سنن ابی داؤد کی خصوصیات جو علمائے کرام نے بیان فرمائی ہیں ان سے اندازہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے کہ سنن ابی داؤد جامع خصوصیات کی حامل ہے اور علمائے اُمّت نے کتابُ اللہ کے بعد دوسری کتابوں کے مقابلہ میں اس کی تعلیم کو زیادہ ضروری قرار دیا ہے۔ اس لیے علمائے کرام نے لکھا ہے کہ فقہ و استنباطِ احکام و مسائل کے لحاظ سے یہ بلند پایہ کتاب ہے' کیونکہ صاحب سنن فقہ و اجتہاد میں بلند مرتبہ کے حامل تھے۔ سنن ابی داؤد کی خاص خوبی یہ ہے کہ اس میں اخبار و قصص عام مسانید کی طرح نہیں' بلکہ صرف اصولِ سنن اور احکام ہیں۔ اس کی ساری احادیث حسب تصریح امام ابو داؤد صحیح یا مشابہ صحیح ہیں۔ سنن ابی داؤد کی طرح علم دین کے بارے میں کوئی اور کتاب نہیں لکھی گئی۔ (۲۶)

حافظ ابنِ قیم فرماتے ہیں:

"امام ابو داؤد نے ایسی کتاب لکھی ہے جو مسلمانوں کے درمیان حکم ثابت ہوئی اور اختلافی مسائل میں فیصلہ کن ثابت ہوئی"۔ (۲۷)

سنن ابی داؤد کے بارے میں امام ابو داؤدؒ کی وضاحت

سنن ابی داؤد کی اہمیت اور خصوصیات کے بارے میں امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"میں نے سنن ابی داؤد کو پانچ لاکھ احادیث سے انتخاب کیا ہے۔ اس میں ۴۸۰۰ احادیث شامل ہیں' جو بہت صحیح یا قریب قریب صحیح ہیں۔ میں نے اپنے علم و یقین بھر صحیح بلکہ اصح روایات نقل کرنے کی کوشش کی ہے' اور ہمیشہ ان حدیثوں کو ترجیح دی ہے جو سند کے اعتبار سے بلند اور اعلیٰ درجہ کی ہیں۔ مرسل حدیثیں اس وقت نقل کرتا ہوں جب مسند اور متصل روایتیں نہیں ملتیں' کیونکہ مراسیل بھی ائمہ متقدمین مالک' ثوری اور اوزاعی وغیرہ کے نزدیک لائق حجت اور قابل استناد ہیں۔ البتہ امام شافعی اور امام احمد کو ان کی حجیت میں کلام ہے۔ میرے نزدیک مسند و متصل روایات کے نہ ہونے کی صورت میں وہ معتبر و مستند ہیں' لیکن میں ان کی طرح ان کو قوی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نہیں سمجھتا۔ میں نے اس میں ایسی کوئی حدیث درج نہیں کی جس کے متروک اور ساقط ہونے پر اہل علم کا اتفاق ہو۔

اسی طرح متروک الاحادیث راویوں سے روایت کرنے میں بھی پرہیز کیا ہے۔ منکر اور ضعیف الاسناد روایات کو میں قابل اعتناء ہی نہیں سمجھتا' لیکن صحیح روایات نہ ہونے کی صورت میں ان کے ضعف اور وجوہ نکات کی تصریح کے بعد نقل کیا ہے۔ جن غیر صحیح الاسناد روایات کے بارے میں سکوت اختیار کیا ہے وہ قابل احتجاج اور صالح سمجھی جائیں گی۔ اسی طرح غریب اور شاذ روایات کے بجائے مشہور اور معمول بہ روایتیں جمع کرنے پر خاص دھیان دیا ہے"۔ (۲۸)

صرف چار احادیث انسان کو اپنے دین پر عمل کرنے کے لیے کافی ہیں

امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ میرے اس مجموعہ سنن ابی داؤد میں سے صرف چار احادیث انسان کو اپنے دین پر عمل کرنے کے لیے کافی ہیں:

(۱) إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ (تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔)

(۲) مِنْ حُسْنِ إِسْلاَمِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لاَ يَعْنِيهِ۔ (انسان کے اسلام کا حسن یہ ہے کہ وہ لایعنی باتوں کو چھوڑ دے۔)

(۳) لاَ يَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ مُؤْمِنًا حَتَّى يَرْضَى لِأَخِيْهِ مَا يَرْضَى لِنَفْسِهِ (مؤمن اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جس کو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔)

(۴) اَلْحَلاَلُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ' فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَءَ لِدِيْنِهِ وَعِرْضِهِ (حلال و حرام واضح ہیں مگر ان کے درمیان بعض مشتبہ و مشکوک چیزیں ہیں' جو ان سے بچے گا وہ اپنے دین اور اپنی عزت کو محفوظ کر سکے گا۔)

امام صاحب نے ان چار حدیثوں کو انسان کے لیے کافی بتایا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ زندگی کے سارے معاملات پر حاوی ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) فرماتے ہیں:

"پہلی حدیث عبادات کی درستگی کے لیے کافی ہے۔ دوسری حدیث عمر عزیز کے اوقات کی حفاظت کے لیے، تیسری حدیث رشتہ داروں، ہمسایوں اور متعارفین اور دوسرے متعلقین وغیرہ کے حقوق کی ادائیگی کے لیے اور چوتھی حدیث ان تمام شکوک وشبہات کے ازالہ کے لیے کافی ہے جو ہمارے اختلاف ودلائل کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں"۔ (۲۹)

سنن ابی داؤد کی شروح

سنن ابی داؤد کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر علمائے کرام نے اس کی شروح، حواشی، مستخرجات اور تعلیقات لکھے ہیں۔ چند مشہور شروح حسب ذیل ہیں:

(۱) **معالم السنن**: از امام ابو سلیمان محمد بن محمد خطابی (م ۳۸۸ھ)

(۲) **تلخیص منذری**: از امام زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی منذری (م ۶۵۶ھ)

(۳) **شرح ابن القیم**: از امام شمس الدین محمد بن ابی بکر ابن القیم الجوزی (۷۵۱ھ)

(۴) **شرح ابن ارسلان**: امام ابو العباس احمد بن حسین مقدسی (م ۸۴۴ھ)

(۵) **مرقاۃ الصعود الی سنن ابی داؤد**: علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ)

(۶) **غایۃ المقصود فی حل سنن ابی داؤد** (۳۲ جلد): علامہ شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ)

(۷) **عون المعبود فی شرح سنن ابی داؤد** (۴ جلد): علامہ شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی

(۸) **بذل المجہود فی حل ابی داؤد**: از مولانا خلیل الرحمٰن سہارن پوری۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مختصر تعارف غاية المقصود وعون المعبود :

غایۃ المقصود ۳۲ جلدوں میں علامہ شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ) نے لکھی۔ اس کی صرف ایک جلد ۱۹۴ صفحات پر مطبع انصاری دہلی سے شائع ہوئی۔ اور یہ جلد کتاب الطهارة سے باب ترک الوضوء لما مست النار تک کی شرح ہے۔

عون المعبود میں مولانا ڈیانوی مرحوم نے اسناد و متن سے متعلق اشکالات کے حل و ایضاح کی طرف پوری توجہ کی ہے۔ اس شرح کے مجموعی صفحات کی تعداد ۱۳۴۱ ہے اور مطبع انصاری دہلی سے ۱۳۱۸ھ تا ۱۳۲۲ھ شائع ہوئی۔ (۳۰)

☆ ☆ ☆

حواشی

(۱) خطیب بغدادی 'تاریخ بغداد' ج۹' ص ۵۵۔
(۲) ابن حجر 'تهذیب التهذیب' ج۴' ص ۱۶۹۔
(۳) ابن خلکان 'وفیات الاعیان' ج۱' ص ۲۰۱۔
(۴) شاہ عبدالعزیز دهلوی 'بستان المحدثین' ص ۱۰۷۔
(۵) یاقوت حموی 'معجم البلدان' ج۵' ص ۲۷۔
(۶) ابن خلکان 'وفیات الاعیان' ج۱' ص ۳۸۲۔
(۷) صدیق حسن خان' اتحاف النبلاء' ص ۶۵۷۔ خطیب بغدادی' تاریخ بغداد' ج ۹' ص ۵۶۔ ابن کثیر 'البدایة والنهایة' ج۱۱' ص ۵۴۔
(۸) ابن حجر 'تهذیب التهذیب' ج۴' ص ۱۷۳۔
(۹) ذهبی 'تذکرة الحفاظ' ج۲' ص ۱۵۳۔
(۱۰) شمس الحق ڈیانوی' مقدمة غاية المقصود' ص ۲۔ ابن خلکان 'وفیات الاعیان' ج۲' ص ۱۳۹۔
(۱۱) ابن حجر' تهذیب التهذیب' ج۴' ص ۱۷۰۔ ابن جوزی' المنتظم'

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ج ۵' ص ۵۷۔

(۱۲) ملا علی قاری 'مرقاۃ' ج ۱' ص ۲۲۔

(۱۳) صدیق حسن خان 'اتحاف النبلاء' ص ۲۵۷۔

(۱۴) ذہبی 'تذکرۃ الحفاظ' ج ۲' ص ۱۵۳۔

(۱۵) شاہ عبدالعزیز دہلوی 'بستان المحدثین' ص ۱۰۸۔

(۱۶) صدیق حسن خان 'اتحاف النبلاء' ص ۲۵۶۔

(۱۷) محمد انور شاہ 'فیض الباری' ج ۱' ص ۲۱۳۔

(۱۸) تقی الدین ندوی 'محدثین عظام اور ان کے علمی کارنامے' ص ۱۹۲۔

(۱۹) ابن حجر 'تہذیب التہذیب' ج ۱' ص ۱۳۹۔

(۲۰) ابن خلکان 'وفیات الاعیان' ج ۲' ص ۱۳۸۔

(۲۱) امام ابوداؤد 'رسالۃ ابی داؤد الی اهل مکۃ' ص ۸۔

(۲۲) ابن القیم 'الوابل الصیب' ج ۳' ص ۸۴۳

(۲۳) ملا علی قاری 'مرقاۃ' ج ۱' ص ۲۲۔

(۲۴) خطیب بغدادی 'تاریخ بغداد' ج ۹' ص ۵۶۔

(۲۵) ابن کثیر 'البدایۃ والنھایۃ' ج ۱۱' ص ۵۵۔

(۲۶) سخاوی 'فتح المغیث' ص ۲۸۔ شوکانی 'نیل الاوطار' ج ۱' ص ۱۱۔ عبدالحی لکھنوی 'ظفر الامانی' ص ۲۸۶' شمس الحق ڈیانوی 'مقدمۃ غایۃ المقصود' ص ۳۔

(۲۷) نووی 'تہذیب الاسماء واللغات' ج ۲' ص ۲۲۷۔

(۲۸) امام ابوداؤد رسالۃ ابی داؤد الی اهل مکۃ' ص ۷۔

(۲۹) شاہ عبدالعزیز دہلوی 'بستان المحدثین' ص ۱۰۷۔

(۳۰) محمد مستقیم سلفی 'جماعت اہل حدیث کی تصنیفی خدمات' ص ۵۰۔

✪ ✪ ✪

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱۱)

امام محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ

(م ۲۹۴ھ)

امام محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ کے علم و فضل' عدالت و ثقاہت' حفظ و ضبط' تقویٰ و طہارت' زہد و ورع' ذکاوت و فطانت اور علوم اسلامیہ میں ان کے تبحر علمی کا اعتراف ائمہ فن اور ارباب سیر نے کیا ہے۔ حدیث اور متعلقات حدیث میں ان کا علمی پایہ بہت بلند تھا۔

حافظ ذہبیؒ نے حدیث میں ان کے صاحب فضل و کمال ہونے کی بناء پر "برع فی ھذا الشان" اور "رای ما فی الحدیث" لکھا ہے۔ امام ابو عبداللہ حاکمؒ نے ان کو "حدیث کا بحر زخار" بتایا ہے۔ ائمہ فن کا متفقہ فیصلہ ہے کہ امام محمد بن نصر مروزی کا شمار اکابر ائمہ جرح و تعدیل میں ہوتا ہے اور ان کو الحافظ' الفقہ' امام الحدیث' سنن کے جامع و محافظ' صاحب العلم' اور حدیث کے مطالب کے حافظ اور مدافع کہا ہے۔ [1]

علم حدیث سے گہرا شغف ہونے کے علاوہ امام مروزیؒ فقہ و خلافیات پر بھی گہری نظر رکھتے تھے۔ تذکرہ نگاروں نے ان کو الفقیہ' احد الفقھاء اور راس الفقہ لکھا ہے۔ خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ امام مروزی کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مابعد کے علماء کے اختلافات سے بڑی واقفیت تھی اور اجماع و خلافیات کے بہت بڑے عالم تھے۔ [2]

امام مروزی کے صاحب علم و فضل ہونے کی وجہ سے اعیان حکومت بھی ان کا بہت احترام کرتے تھے۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ جب کبھی امام مروزی امیر اسماعیل بن احمد کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ احتراماً کھڑے ہو کر استقبال کرتا۔ [3]

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علمائے طبقات و تراجم نے امام مروزی کو ائمۃ المسلمین میں شمار کیا ہے اور ان کو احد الاعلام' احد اعلام الامۃ' احد ائمۃ الاسلام اور الامام الجلیل کے القاب سے یاد کیا ہے۔ جمہور ائمہ فن و اربابِ سیران کی امامت پر متفق ہیں' اور لکھا ہے کہ امام ابو حاتم رازی اور امام ابو عبد اللہ مروزی ائمۃ المسلمین تھے۔ (۴)

ولادت

امام ابو عبد اللہ محمد بن نصر مروزی بغداد میں پیدا ہوئے۔ خطیب بغدادی اور حافظ ابنِ حجر نے ان کا یہ بیان اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے کہ:

"میں بغداد میں پیدا ہوا۔ میرے والد مروزی تھے۔ میری نشو و نما نیشاپور میں ہوئی اور اب میں سمرقند میں رہتا ہوں"۔ (۵)

اساتذہ و تلامذہ

حافظ ابنِ سبکی اور حافظ ابنِ حجر نے اپنی اپنی کتابوں میں امام مروزی کے اساتذہ و تلامذہ کا ذکر کیا ہے۔ ان کے مشہور اساتذہ میں امام ابو قدامہ سرخسی' امام بخاری' اسحاق بن راہویہ' ربیع بن سلیمان' محمد بن بشار' یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوری رحمہم اللہ وغیرھم کے نام ملتے ہیں۔ اور تلامذہ میں علامہ ابو العباس سراج' ابو علی عبد اللہ بن محمد بن علی بلخی مشہور و معروف ہیں۔ (۶)

طلب حدیث کے لیے سفر

امام ابو عبد اللہ مروزی نے طلب حدیث کے لیے مختلف ممالک کا سفر کیا۔ خطیب بغدادی لکھتے ہیں:

"رحل الی سائر الامصار فی طلب العلم" (۷)

(طلب علم کے لیے آپ نے بڑے بڑے شہروں کا سفر کیا۔)

علامہ ابنِ جوزی لکھتے ہیں:

"امام ابو عبد اللہ مروزی نے طلب علم کے لیے مختلف شہروں کا سفر کیا اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خراسان' عراق' حجاز' شام و مصر گئے۔ اور ہر جگہ کے اساطین فن علمائے کرام سے استفادہ کیا"۔[۸]

امام مروزی فقہی اعتبار سے امام شافعی کے مسلک سے وابستہ تھے۔[۹]

زہد و عبادت

زہد و عبادت' تقویٰ و طہارت اور تدین و ورع میں امام مروزی کا رتبہ بہت بلند تھا۔ علمی اشغال سے جو وقت بچتا وہ عبادت و ریاضت میں بسر کرتے اور نماز بڑی خشوع و خضوع سے ادا کرتے۔ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ امام مروزی صاحب کرامات بھی تھے۔[۱۰]

ذریعہ معاش اور جود و سخا

امام ابو عبداللہ مروزی کو ۱۲ ہزار سالانہ وظیفہ ملتا تھا۔ ۴ ہزار وظیفہ امیر اسماعیل بن احمد والئی خراسان کی جانب سے' اسی قدر وظیفہ امیر اسماعیل کے بھائی اسحاق بن احمد والئی سمرقند کی طرف سے اور ۴ ہزار اہل سمرقند سے ملتا تھا' لیکن وہ اپنے لیے ایک معمولی رقم اپنے پاس رکھتے تھے اور بقیہ رقم غرباء و محتاج لوگوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

وقد كان من اكرم الناس واسخاهم نفسا[۱۱]

(آپ لوگوں میں کریم ترین اور سخی ترین تھے۔)

اولاد

حافظ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ امام ابو عبداللہ مروزی عرصہ دراز تک لاولد رہے۔ آخر عمر میں اولاد کی آرزو بہت بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ سے بڑی گریہ و زاری سے دعا کرتے تھے' جو قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ایک صالح فرزند عطا کیا۔ جب بچے کی ولادت کی اطلاع ملی تو بے ساختہ ان کی زبان پر دعائے ابراہیمی جاری ہو گئی:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ..."

چنانچہ بچے کا نام "اسماعیل" رکھا۔ (۱۲)

وفات

محرم ۲۹۴ھ میں سمرقند میں انتقال کیا۔

تصانیف

امام ابو عبداللہ مروزی نے متعدد کتابیں تالیف کیں۔ خطیب بغدادی ان کی کتابوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

"صاحب تصانیف الکثیرة و الکتب الجمة" (۱۳)

(متعدد کتابوں کے مصنف تھے اور ان کی کتابیں بڑی مفید اور بیش قیمت تھیں۔)

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

"صنّف الکتب المفیدة الحافلة النافعة" (۱۴)

(یعنی بہت مفید اور عمدہ کتابیں تصنیف کیں۔)

امام مروزی کی جن کتابوں کے نام اربابِ سیر نے محفوظ کیے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ مسند: یہ امام مروزی کی مشہور اور اہم کتاب ہے۔ اس کا قلمی نسخہ جو ۹۵۶ھ کا تحریر کردہ ہے مکتب خانہ قدیم مصر میں موجود ہے۔ اس کے شروع میں ایک باب نماز کا بھی ہے' اس کا عنوان ہے: باب فی تعظیم قدر الصلٰوة و تفضیلها علی سائر الاعمال "بعض علمائے کرام نے اس کو امام مروزی کی مستقل تصنیف قرار دیا ہے۔ جیسا کہ علامہ ابنِ کثیر لکھتے ہیں:

"و صنّف کتابًا عظیمًا فی الصلٰوة" (۱۵)

(نماز پر ایک اہتم بالشان کتاب لکھی)

۲۔ کتاب القسامة: یہ کتاب بھی امام مروزی کی بہت اہم کتاب ہے۔ اس کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بارے میں خطیب نے تاریخ بغداد میں شیخ ابوبکر صیرفی کا یہ قول نقل کیا ہے:

"اگر امام مروزی نے صرف یہی کتاب لکھی ہوتی تو بھی ان کے بڑے فقیہہ ہونے کے لیے کافی تھی"۔ (۱۶)

حافظ ابنِ سبکی نے امام مروزی کی ایک اور کتاب کا ذکر کیا ہے جس میں امام ابوحنیفہؒ نے حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت عبداللہ بن مسعود کے مسلک سے جن باتوں میں اختلاف کیا ہے' اس کا ذکر ہے (۱۷)۔ قیام اللیل اور رفع الیدین کے نام سے بھی دو رسالے لکھے تھے جو مطبوع ہیں۔ (۱۸)

☆ ☆ ☆

حواشی

(۱) خطیب بغدادی 'تاریخ بغداد' ج ۳' ص ۳۱۵۔
(۲) ذہبی 'تذکرۃ الحفاظ' ج ۲' ص ۲۲۳۔
(۳) ایضًا' ص ۲۲۵۔
(۴) ابنِ جوزی 'المنتظم' ج ۲' ص ۶۴۔
(۵) خطیب بغدادی 'تاریخ بغداد' ج ۳' ص ۳۱۵۔
(۶) ابن حجر 'تہذیب التہذیب' ج ۹' ص ۴۸۹۔
(۷) خطیب بغدادی 'تاریخ بغداد' ج ۳' ص ۳۱۶۔
(۸) ابنِ جوزی 'المنتظم' ج ۶' ص ۶۳۔
(۹) ابنِ عماد 'شذرات الذهب' ج ۲' ص ۲۱۷۔
(۱۰) ابنِ جوزی 'صفۃ الصفوۃ' ج ۳' ص ۱۲۳۔
(۱۱) ابنِ کثیر 'البدایۃ والنہایۃ' ج ۱۱' ص ۱۰۲۔
(۱۲) ابنِ جوزی 'المنتظم' ج ۶' ص ۶۴۔
(۱۳) خطیب بغدادی 'ج ۳' ص ۳۱۸۔
(۱۴) ابنِ کثیر 'البدایۃ والنہایۃ' ج ۱۱' ص ۱۰۲۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱۵) ایضًا
(۱۶) خطیب بغدادی 'تاریخ بغداد' ج ۳ 'ص ۳۱۶۔
(۱۷) ابن سبکی 'طبقات الشافعیة' ج ۲ 'ص ۲۱۔
(۱۸) عبدالسلام مبارکپوری 'سیرة البخاری' ص ۴۴۱۔

✪ ✪ ✪

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۲)

امام بقی بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ

(۲۰۱ھ — ۲۷۶ھ)

جب ہم نظریات و افکار کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں بہت سی ایسی ہستیوں کے نام ملتے ہیں جنہوں نے انسانی نظریات کے دھاروں کا رخ موڑنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ جب ہم کسی نظریاتی سلسلے کی کڑیاں ملاتے ہوئے اوپر کی طرف چلتے ہیں تو ہمیں اس سلسلے میں ایسی بہت سی کڑیاں ملتی ہیں جن کے بغیر یہ سلسلہ مکمل نہیں ہوتا' مگر زمانے کی ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ ان کڑیوں کے حصے میں گمنامی کے سوا کچھ نہیں آیا۔

ہند کے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہوں یا شام کے ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ' نجد کے محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ ہوں یا اندلس کے ابنِ حزم رحمۃ اللہ علیہ' جب ہم ان کی سیرت اور ان کے افکار و نظریات کا مطالعہ کرتے ہیں تو بسا اوقات ہم ان گمنام کڑیوں کا سراغ لگانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

اندلس کے محدث و فقیہہ امام بقی بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی قسم کے سلسلے کی ایک گمنام کڑی ہیں جس کو حوادث زمانہ نے لوگوں کے حافظہ سے محو کر دیا ہے۔ جب ہم اندلس کے مشہور ظاہری عالم و مفکر علامہ ابنِ حزم' جن کے افکار کے اچھوتے پن نے اہل عصر کو حیران و ششدر کر دیا اور جن کے براہین و دلائل نے اپنے مخالفین کو لاجواب کر دیا' کی سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں چند ایسے اہل علم کا نام ملتا ہے جن کے عقائد و نظریات سے علامہ ابنِ حزم بہت متاثر ہوئے۔ ان میں بقی بن مخلدؒ سرفہرست ہیں۔

ہمارے اس گمنام محدث کی جد و جہد سے قرطبہ سینکڑوں سال دار الحدیث بنا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رہا‘ مگر آج بہت کم علماء ایسے ہیں جو اس عظیم محدث وفقیہہ کے نام سے زیادہ شاید ہی کچھ جانتے ہوں۔ بے شمار ماہرینِ قانون و فقہ "محلّٰی" ابنِ حزم کا مطالعہ کرتے ہیں‘ مگر ان میں بہت کم حضرات ایسے ہوں گے جو یہ جانتے ہوں کہ وہ کون ہے جس کے افکار نے ابنِ حزم میں حریت فکر کی قندیل روشن کی۔

ولادت

امام ابو عبدالرحمٰن بقی بن مخلد بن یزید رمضان ۲۱۰ھ میں قرطبہ میں پیدا ہوئے۔ بقی بن مخلد نصرانی الاصل تھے۔[1] ان کے دادا یا پردادا اندلس میں اسلامی فتوحات کے زمانہ میں مسلمان ہوئے ہوں گے۔ بلادِ مشرق کے برعکس اندلس کے نومسلموں کے متعلق ایک بات‘ جسے مسلم اور غیر مسلم تمام اہل علم نے تسلیم کیا ہے‘ وہ یہ ہے کہ اندلسی نومسلم زبان اور تمدن کے لحاظ سے پوری طرح عربوں کے رنگ میں رنگ گئے تھے۔ پروفیسر رائن ہارٹ ڈوزی نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ اندلس کی عیسائی آبادی بھی ہسپانوی زبان بولنے کی بجائے عربی بولتی تھی۔ ہسپانوی عیسائی پادری اس بات کے بڑے شاکی تھے۔ غالباً اس مٹتے ہوئے تعصب کو ابھارنے کے لیے ہی وہاں کے جنونی مذہبی طبقے نے "شہداء" کی تحریک چلائی جس کا خاطر خواہ اثر بھی ہوا۔ بہرحال یہ چیز حتمی ہے کہ اندلس کے نومسلموں نے مکمل طور پر ہسپانوی زبان و تمدن کو ترک کر کے عربی کو اختیار کر لیا تھا۔ لہٰذا ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ امام بقی بن مخلد کی تربیت خالص اسلامی عربی ماحول میں ہوئی اور عربی ان کی مادری زبان تھی۔ لہٰذا عربی علوم سیکھنے میں انہیں کوئی دقت پیش نہیں آئی ہو گی۔ ان کے اندلسی اساتذہ میں سے یحییٰ بن یحییٰ اللیثی (م ۲۳۴ھ) اور ابو عبداللہ محمد بن عیسیٰ الاعشیٰ (م ۲۲۱ھ) بہت مشہور ہیں۔

بقی بن مخلد قرطبی کے اساتذہ

ابو محمد بن یحییٰ بن وسلاس قرطبی اللیثی نہایت ثقہ‘ مگر قلیل الحدیث بزرگ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ ان کے پردادا وسلاس نے یزید بن عامر لیثی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا۔ اس لیے وہ ولاء کے لحاظ سے لیثی تھے۔ اپنی ابتدائی عمر میں انہوں نے موطا امام مالک کی سماعت زیاد بن عبدالرحمٰن المعروف بہ شبطون سے کی۔ ۲۸ سال کی عمر میں حصول علم کی خاطر بلادِ مشرق کا سفر کیا اور امام مالکؒ سے بالمشافہ موطا کی سماعت کی۔ امام مالکؒ ان کی بہت عزت کیا کرتے تھے اور انہیں "اندلس کا عاقل" کے لقب سے پکارا کرتے تھے۔ روایت فقہ ان پر ختم ہو گئی۔ اندلس میں امام مالکؒ کا مذہب ان ہی کے ذریعے پھیلا اور بے شمار علماء نے ان سے فقہ مالکی کی تحصیل کی۔ انہیں قضاء کا عہدہ پیش کیا گیا مگر انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا، جس سے ان کا مرتبہ اور بھی بڑھ گیا۔ امیر اندلس ان کی ہر بات قبول کرتا تھا اور ان کے مشورے کے بغیر کسی قاضی کا تقرر نہ کرتا تھا۔ یحییٰ صرف اپنے شاگردوں ہی کو قضاء کے عہدوں پر مقرر کرتے تھے۔ اسی وجہ سے اندلس میں موطا اور امام مالکؒ کے مذہب کی ترویج ہوئی[۴]۔ آج کل موطا امام مالک کا جو نسخہ سب سے زیادہ متداول ہے وہ یحییٰ بن یحییٰ لیثیؒ ہی کا روایت کردہ ہے۔

ابو عبداللہ محمد بن عیسیٰ الاعشیٰؒ نے بھی حصول علم کی خاطر مشرق کا سفر کیا، مگر وہ امام مالکؒ کی ملاقات کے شرف سے محروم رہے، کیونکہ امام مالکؒ اسی سال وفات پا گئے تھے۔ محمد بن عیسیٰ نے علمِ حدیث جناب سفیان بن عیینہؒ اور دیگر علمائے حدیث سے حاصل کیا ـــ محمد بن عیسیٰ کے سن وفات پر نظر ڈالنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ امام بقی بن مخلد سن شعور کو پہنچتے ہی علمِ حدیث کے حصول کی طرف راغب ہو چکے تھے۔ ہمارے پاس اس مضمون کی تیاری کے لیے اس وقت جو مآخذ اور ذرائع میسر ہیں ان سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ انہوں نے اپنے قرطبی اساتذہ میں سے سب سے پہلے کس سے استفادہ کیا۔ البتہ یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ محمد بن عیسیٰ اور یحییٰ اللیثیؒ کی صحبت نے ان کے دل میں علمِ حدیث کے حصول کے شوق کو فزوں تر کر دیا تھا۔ اس شوق نے ان کو قرطبہ میں چین سے نہ بیٹھنے دیا اور انہوں نے حصولِ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علم کی خاطر مشرق کے لیے رخت سفر باندھ لیا۔

بلادِ مشرق کا سفر

یاقوت حموی نے علامہ حمیدی کے حوالے سے لکھا ہے کہ امام بقی بن مخلد نے بلادِ مشرق کے دو سفر کیے۔ پہلے سفر میں وہ تقریباً بیس سال مشرق میں ٹھہرے اور دوسرے سفر میں تقریباً چودہ سال تک بلادِ مشرق میں گھومتے رہے۔ (۳) وہ علم حدیث کے حصول کے لیے ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے۔ اس دوران وہ ہر سال حج کیا کرتے اور جمعہ کے سوا ہر روز روزہ رکھا کرتے تھے۔

یہ امر یقینی ہے کہ پہلی مرتبہ ۲۲۸ھ سے پہلے بلادِ مشرق میں وارد ہوئے، کیونکہ امام بقی بن مخلد کے تمام سوانح نگار اس بات پر متفق ہیں کہ وہ طلب علم کے سلسلے میں حافظ ابو زکریا یحییٰ بن عبدالحمید الحمانی کوفی سے ملے ہیں اور ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا ہے۔ علامہ ذہبیؒ اور دیگر علمائے رجال نے یحییٰ بن عبدالحمید کا سن وفات ۲۲۸ھ لکھا ہے۔ (۴)

امام بقی بن مخلدؒ ان چند علماء میں سے ہیں جنہوں نے حصولِ علم کی خاطر بے حد صعوبتیں اور تکالیف برداشت کی ہیں۔ یہ اپنے طالب علمی کے زمانے میں بہت تہی دست تھے۔ ان کو کئی کئی روز تک کھانا میسر نہ ہوتا تھا۔ بسا اوقات وہ لوگوں کی پھینکی ہوئی بند گوبھی کے پتے کھا کر گزارہ کرتے تھے۔ انہوں نے کئی دفعہ اپنا لباس فروخت کر کے حدیث لکھنے کے لیے کاغذ خریدا (۵)۔ حصولِ علم کی خاطر ان کی یہ جاں گسل جدوجہد رائیگاں نہ گئی۔ وہ مشرق کے ہر چشمہ علم پر پاپیادہ گئے اور اپنی پیاس بجھائی۔ انہوں نے دو سو اسی (۲۸۰) سے زیادہ اساتذہ سے علم حاصل کیا جو نہایت ثقہ اور علمائے فحول میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کے چند مشرقی اساتذہ کی فہرست پر سرسری نظر ڈالنے سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے علم کے تمام مراکز سے بھرپور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

استفادہ کیا اور مختلف اہل علم کے نظریات سے مکمل طور پر مستفیض ہوئے۔

حجاز

اس زمانہ میں مدینہ منورہ حدیث وفقہ کا سب سے بڑا مدرسہ تھا۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فقہائے سبعہ، امام مسلم بن شہاب زہریؒ، ربیعہ الرائیؒ اور امام مالکؒ کی آراء و فتاویٰ کا مرکز تھا، جبکہ مکہ میں عطاء بن ابی رباحؒ، طاؤس بن کیسانؒ، مجاہدؒ، ابن جریجؒ اور سفیان بن عیینہ کے فتاویٰ اور آراء پر اعتماد کیا جاتا تھا۔ امام بقی بن مخلدؒ نے حجاز کا علم جن علماء کے ذریعے حاصل کیا ان کے نام یہ ہیں:

(۱) ابو مصعب احمد بن ابی بکر الزہری (م ۲۹۲ھ)

(۲) ابو اسحاق ابراہیم بن المنذر الخزامی (م ۲۳۶ھ)

دمشق

دمشق تقریباً ایک صدی تک خلافت اسلامیہ کا مرکز رہا ہے۔ امام بقی بن مخلد کے زمانے میں دمشق میں حضرت مکحولؒ، عمر بن عبدالعزیزؒ، رجاء بن حیوۃ اور امام شام جناب ابو عمرو عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعیؒ کے فتاویٰ اور ان کی آراء رائج تھیں۔ امام بقی بن مخلد دمشق پہنچے اور مندرجہ ذیل اساتذہ کے توسط سے شام کے چشمۂ علم سے سیراب ہوئے۔

(۱) شیخ الاسلام علامہ ابو الولید ہشام بن عمار دمشقی (م ۲۴۵ھ)

(۲) ابو عبد الملک صفوان بن صالح دمشقی (م ۲۳۷ھ)

(۳) ابو عمر عبدالرحمٰن بن احمد بن بشیر بن ذکوان البہرانی دمشقی (م ۲۴۲ھ)

(۴) ابو مروان ہشام بن خالد الازرق دمشقی (م ۲۴۹ھ)

(۵) ابو الفضل عباس بن عثمان بجلی دمشقی (م ۲۳۹ھ)

(۶) محمود بن خالد بن یزید دمشقی (م ۲۴۹ھ)

(۷) ابو الفضل عباس بن الولید الخلال دمشقی (م ۲۴۰ھ)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۸) ابو سعید عبدالرحمٰن بن ابراہیم بن عمرو نعیم دمشقی (م ۲۴۰ھ)
(۹) ابوالعباس ولید بن عتبہ الاشجعی دمشقی (م ۲۴۰ھ)

مصر

مصر جس طرح ہر زمانے میں علم کا مرکز رہا ہے امام بقی بن مخلد کے زمانے میں بھی بہت بڑا مرکز تھا۔ امام بکیر بن عبداللہ الاشجؒ، امام لیث بن سعدؒ، امام مالکؒ کے تلامذہ میں سے ابنِ وہبؒ، عثمان بن کنانہؒ، اشہبؒ اور ابن القاسمؒ، اصحابِ امام شافعیؒ میں سے مزنیؒ، بویطیؒ اور عبدالحکمؒ اور خود امام شافعیؒ مصر سے تعلق رکھتے تھے۔ اصحابِ امام مالکؒ اور اصحابِ امام شافعیؒ میں علمی مناقشات بھی رہتے تھے۔ امام بقی بن مخلدؒ حصولِ علم کی خاطر مصر گئے اور مندرجہ ذیل علماء کے ساتھ تلمذ کا رشتہ استوار کیا:

(۱) ابوزکریا یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر مصری (م ۲۳۱ھ)
(۲) زہیر بن عباد (م ۲۳۴ھ)
(۳) ابوالطاہر احمد بن عمرو المعروف بابن السرح الاموی (م ۲۵۰ھ)

کوفہ

تمام اہل علم اس حقیقت کو تسلیم کرنے میں متفق ہیں کہ فقہ اسلامی کے ارتقاء میں علمائے عراق نے سب سے زیادہ حصہ لیا ہے۔ اہل عراق کی فقہ حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، پھر علقمہؒ، قاضی شریحؒ، ابن ابی لیلیٰؒ، ابراہیم نخعیؒ، عامر شعبیؒ، سعید بن جبیرؒ، حماد بن ابی سلیمانؒ، سلیمان الاعمشؒ، قاضی شریکؒ، سفیان ثوریؒ، امام ابوحنیفہؒ اور ان کے تلامذہ کی آراء پر مشتمل تھی۔ امام بقی بن مخلد کوفہ پہنچے اور دبستانِ عراق کی آراء کا بالاستیعاب مطالعہ کیا اور بہت سے اہل علم کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ ان میں مندرجہ ذیل مشہور ہیں:

(۱) حافظ ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ رحمہ اللہ (م ۲۳۵ھ)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲) حافظ ابو زکریا بن عبدالحمید الحمانی الکوفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۲۸ ھ)
(۳) ابو عبدالرحمٰن محمد بن عبداللہ بن نمیر رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۳۴ ھ)

بصرہ

بصرہ کی فقہ امام حسن بصریؒ، جنہوں نے پانچ سو کے لگ بھگ صحابہ رضی اللہ عنہم سے استفادہ کیا تھا(۶) محمد بن سیرینؒ، حماد بن زیدؒ اور سعید بن ابی عروبہؒ کی آراء پر مشتمل تھی۔ جناب بقی بن مخلدؒ حصولِ علم کی خاطر بصرہ بھی پہنچے اور حماد بن زید کے اصحاب کے توسط سے اہل بصرہ کی آراء کا مطالعہ کیا اور ان کی احادیث کو جمع کیا۔ ان اساتذہ میں سے ہمیں محمد بن عبید بن حساب الغبری البصری (م ۲۳۸ ھ) کا نام ملتا ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ سے تلمذ

امام بقی بن مخلدؒ نے اپنی زندگی کا بہترین حصہ طلب علم میں صرف کیا اور بلا امتیاز علم کے ہر گھاٹ پر پانی پیا، لیکن امام احمد بن حنبلؒ کے ساتھ ان کو جو خاص تعلق قلبی تھا وہ کسی اور کے ساتھ نہ تھا۔ امام احمد بھی ان کی خوبیوں کے معترف اور ان کے بہت مداح تھے۔ علامہ ابن حزمؒ(۷) اور ابن ابی یعلیؒ(۸) نے ان کے اس خصوصی تعلق کا ذکر کیا ہے۔ اس خصوصی تعلق کی بہت سی وجوہات ہیں۔

سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ اور بقی بن مخلدؒ میں مکمل فکری یکسانیت اور ہم آہنگی تھی۔ فقہ و اعتقاد میں امام بقی بن مخلدؒ جس راہ پر گامزن تھے امام احمد بن حنبلؒ اس راہ کے سرخیل تھے۔ امام احمد بن حنبل نے خلق قرآن کے مسئلے میں جس طرح پامردی سے ثابت قدمی دکھائی اور اہل سنّت کے مسلک پر نہایت دلیری سے جمے رہے، مسلک سلف کی خاطر مصائب برداشت کیے ان مشقتوں اور آزمائشوں نے ان کو عوام و خواص کی نظروں میں بہت محبوب بنا دیا تھا۔ فقہاء و محدثین اور دیگر علمائے اہل سنّت ان سے بے حد محبت کرتے تھے۔ امام ابن تیمیہؒ نے اس بارے میں جناب امام احمد بن حنبلؒ کے متعلق یہاں تک لکھا ہے:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

هذا احمد بن حنبل امام اهل السنة الصابر في المحنة الذي قد صار للمسلمين معياراً يفرقون به بين اهل السنة والبدعة[۹]

"یہ ہیں احمد بن حنبلؒ 'اہل سنّت کے امام' آزمائش و ابتلاء میں ثابت قدم رہنے والے' جو مسلمانوں کے لیے ایسا معیار بن گئے جس کے ذریعے مسلمان اہل سنّت اور اہل بدعت میں امتیاز کرتے ہیں۔"

لہٰذا امام احمد بن حنبلؒ سے امام بقی بن مخلدؒ کی محبّت و عقیدت بالکل فطری تھی اور ہر مخالف بدعت ان سے محبّت کرتا تھا۔

طلب علم کی راہ میں جس طرح بقی بن مخلدؒ نے صعوبتیں برداشت کیں امام احمد بن حنبلؒ بھی اس راہ پر چلتے ہوئے ان حالات سے دوچار ہو چکے تھے۔

امام احمد بن حنبلؒ کی طرح امام بقی بن مخلدؒ پر بھی زہد غالب تھا۔ ان تمام خوبیوں کی بناء پر امام احمدؒ اور دیگر علمائے مشرق کی نظر میں امام بقی بن مخلدؒ کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ حنابلہ تو ان کو اپنے اصحاب میں شمار کرتے ہیں[۱۰]۔ فقہائے حدیث کے طریق کے مطابق انہوں نے علم کے ہر چشمے پر پہنچ کر اپنی پیاس بجھائی' علم کے ہر دروازے کو کھٹکھٹایا' اسلام کے تمام فقہاء کی آراء و اجتہادات کا استقصاء کیا۔ اس سے ان کے علم کو وسعت اور ان کے خیالات کو جامعیت عطا ہوئی۔ اور جب وہ قرطبہ واپس لوٹے تو ان کے پاس حدیث نبوی کے علاوہ تمام فقہائے اسلام کی آراء و اجتہادات کا بہت بڑا ذخیرہ تھا اور اب وہ بقول ابن حزمؒ علم کا سمندر تھے۔[۱۱]

امام بقی بن مخلد کی شخصیت

امام بقی بن مخلدؒ دراز قد اور ستواں ناک رکھتے تھے۔ ان کی داڑھی گھنی تھی۔ ان کی طبیعت میں حد درجہ انکسار اور تواضع تھا۔ وہ عام مسلمانوں کے جنازوں میں شرکت کیا کرتے تھے۔[۱۲] ہم سابقہ صفحات میں ذکر کر آئے ہیں کہ جناب امام اپنے طالب علمی کے زمانے میں بہت تنگ دست تھے۔ انہوں نے بسا اوقات تن اور جان کا رشتہ قائم رکھنے کے لیے لوگوں کی پھینکی ہوئی گوبھی کے پتوں پر گزارہ کیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے راہِ طلب میں کبھی ہمت نہیں ہاری۔ یہ چیز ان کی مستقل مزاجی' بلند ہمتی اور عزم و استقامت پر دلالت کرتی ہے۔ نیز یہ کہ انہوں نے اپنی عمر کا ایک طویل حصہ طلب علم میں صرف کر دیا۔ ان کی ان خوبیوں کی وجہ سے علماء ان سے محبت کرتے تھے۔ امام بقی بن مخلدؒ بہت ہی ایثار پیشہ تھے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے لباس کے معاملے میں بھی ایثار سے کام لیتے تھے۔ وہ بہت ہی عبادت گزار تھے۔ ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ہر شب تیرہ رکعتوں میں قرآن کریم ختم کر لیتے تھے۔ انہوں نے ستر جنگوں میں حصہ لیا۔ اس لحاظ سے ان چند علماء میں ان کا شمار ہوتا ہے جو صاحب قلم ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب سیف بھی تھے۔ وہ مستجاب الدعوات تھے۔ چنانچہ ان کے سوانح نگاروں میں سے علامہ یاقوت حمویؒ' علامہ مقریؒ اور علامہ ابنِ عساکرؒ نے حمیدیؒ کی سند پر ایک واقعہ نقل کیا ہے:

ایک دفعہ بقی بن مخلدؒ کے پاس ایک عورت آئی اور عرض کیا کہ فرنگیوں نے اس کے بیٹے کو قیدی بنالیا ہے۔ اس کے پاس ایک چھوٹے سے گھر کے سوا کوئی جائیداد نہیں' وہ اس گھر کو بیچ بھی نہیں سکتی۔ اس نے بقی بن مخلدؒ سے عرض کی کہ وہ کسی کو فدیہ ادا کرنے کی سفارش کر دیں' کیونکہ وہ دن رات بہت بے چین رہتی ہے' نہ اس کو نیند آتی ہے اور نہ اسے قرار ملتا ہے۔ جناب بقی بن مخلدؒ نے اس عورت سے کہا کہ وہ چلی جائے' وہ ان شاء اللہ اس کے معاملے پر غور کریں گے۔ بقی بن مخلد نے گردن جھکائی اور دعا کے لیے اپنے ہونٹوں کو حرکت دی۔

زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ وہ عورت پھر حاضری ہوئی۔ اب اس کے ساتھ اس کا وہی بیٹا تھا' وہ بقی بن مخلدؒ کو دعائیں دینے لگی اور کہنے لگی کہ اس کا بیٹا صحیح و سلامت واپس آگیا ہے' اس کے ساتھ ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا ہے جسے وہ خود ہی بیان کرے گا۔

نوجوان نے ان الفاظ میں اپنا قصہ بیان کیا: "میں بعض دوسرے قیدیوں کے ساتھ فرنگیوں کے بادشاہ کی قید میں تھا۔ اس بادشاہ کی طرف سے ایک آدمی مقرر تھا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جو ہر روز ہم سے کام لیا کرتا تھا۔ وہ ہمیں بیگار کے لیے صحرا میں لے جاتا' پھر ہمیں بیڑیاں پہنا کر واپس لے آتا۔ ایک دفعہ اس محافظ کی زیر نگرانی ہمیں بیگار سے ہانک کر واپس لایا جا رہا تھا کہ میرے پاؤں سے بیڑی کھل کر نیچے زمین پر گر پڑی"۔ اس نوجوان نے اس وقوعہ کا وقت اور دن بتایا تو یہ وہی گھڑی تھی جب عورت جناب بقیؒ کے پاس حاضر ہوئی تھی اور امام بقی بن مخلد نے دعا کی تھی۔

اس نوجوان نے پھر کہنا شروع کیا: "وہی شخص جو میری نگرانی کرتا تھا' میری طرف بڑھا اور کڑک کر بولا: "کیا تو نے بیڑی توڑی ہے؟" میں نے جواب دیا: "نہیں! یہ میرے پاؤں سے خود بخود گر پڑی ہے"۔ وہ تمام لوگ میرے اس معاملے میں حیران ہو گئے۔ انہوں نے پادریوں کو بلایا۔ ان پادریوں نے مجھ سے پوچھا "کیا تمہاری ماں ہے؟" میں نے ان سے کہا "ہاں" ——— انہوں نے کہا "بس ماں کی دعا قبول ہو گئی ہے۔ اللہ نے تجھے آزاد کیا ہے۔ اس لیے ہمارے لیے تجھے قید میں رکھنا ممکن نہیں۔ تب انہوں نے مجھے زادِ راہ دیا اور مجھے مسلمانوں کی سرحد تک چھوڑ گئے"۔ (۱۳)

امام بقی بن مخلد کا علمی مقام

امام بقی بن مخلدؒ علمی لحاظ سے بہت بلند مقام پر فائز تھے۔ آج اگرچہ ہم ان کی تصنیفات سے محروم ہیں' غالباً امام موصوف کی تمام تصنیفات اندلس کی تباہی کی نذر ہو گئی ہیں' لیکن جن علماء نے ان کی تصنیفات کا مطالعہ کیا ہے انہوں نے امام بقی بن مخلدؒ کی وسعتِ نظر اور جودتِ فکر کا برملا اعتراف کیا ہے اور ان کو ائمہ دین میں شمار کیا ہے۔ ان کی تصنیفات اسلام کی بڑی اہم اور بنیادی کتب تسلیم کی جاتی تھیں اور اس زمانے میں ان کی نظیر نہ ملتی تھی۔ علامہ ابو محمد ابنِ حزمؒ نے امام بقی بن مخلد کو امام بخاریؒ' امام مسلمؒ اور امام نسائیؒ کے ہم پلہ قرار دیا ہے۔ (۱۴) حقیقت یہ ہے کہ جب ہم جناب بقی بن مخلدؒ کے حالاتِ زندگی' طلب علم کی راہ میں ان کے ذوق و

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شوق کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں امام ابنِ حزمؒ کے اس بیان میں ذرہ بھر مبالغہ دکھائی نہیں دیتا۔

علامہ احمد المقریؒ نے "نفح الطیب" میں امام بقی بن مخلدؒ کے حالاتِ زندگی کی ابتداء اس شاندار خراجِ عقیدت کے ساتھ کی ہے:

"ان میں سابقیت اور تقدم کے مستحق (بقی بن مخلدؒ) ہیں"۔ ابنِ حزم فرماتے ہیں: "بقی بن مخلد علم کا سمندر تھے"۔[۱۵]

پروفیسر ابو زہرہ مرحوم اپنی کتاب "ابنِ حزم" میں رقم طراز ہیں:

"ابنِ وضاحؒ حدیثِ نبوی کا بڑا اہتمام کیا کرتے تھے' یہاں تک کہ ان کو قرطبہ کا محدث شمار کیا جاتا تھا' البتہ ان میں بقی جیسی جامعیت اور وسعت علمی نہیں پائی جاتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بقیؒ پر رشک کیا کرتے تھے۔ ابنِ حزمؒ نے بقی کی طرح ان کی مدح وستائش نہیں کی' حالانکہ علامہ محمد بن وضاحؒ بالواسطہ ابنِ حزم کے استاذ ہیں"۔[۱۶]

قاسم بن اصبغؒ جو بلند پایہ محدث و فقیہہ تھے' وہ بقول ابو زہرہ مرحوم بقی بن مخلدؒ اور محمد بن وضاح کے شاگرد بھی تھے۔ انہوں نے بلادِ مشرق کا علمی سفر کیا اور انہوں نے خود بھی حدیث کا ایک مجموعہ تصنیف کیا تھا۔ امام بقی بن مخلدؒ کے بارے میں فرماتے تھے:

"میں اندلس سے حصولِ علم کی غرض سے نکلا' میں نے بقی بن مخلدؒ سے کچھ بھی روایت نہ کیا تھا' میں جب بلادِ عراق میں پہنچا اور میں نے بقی بن مخلدؒ کے فضائل سنے اور مجھے معلوم ہوا کہ لوگ ان کی کس قدر تعظیم کرتے ہیں تو مجھے ان سے حدیث روایت نہ کرنے پر بڑی ندامت ہوئی۔ میں نے تہیہ کر لیا کہ واپسی پر ضرور ان سے ان کا تمام علم حاصل کروں گا' جب ہم واپسی پر طرابلس میں تھے تو ہمیں ان کی وفات کی خبر ملی"۔[۱۷]

ان کے علمی مرتبہ کا ان کے اساتذہ تک نے اعتراف کیا ہے۔ امام یحییٰ بن بکیرؒ سے جناب بقیؒ کو تلمذ کا شرف حاصل تھا۔ یحییٰ بن بکیرؒ بہت بڑے فقیہہ اور محدث

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ یحیٰی بن بکیر امام مالکؒ اور امام لیث بن سعدؒ کے علوم کے جامع تھے۔ انہوں نے امام مالکؒ سے سترہ بار موطا کی سماعت کی —— ان کے متعلق امام بقی بن مخلدؒ خود روایت کرتے ہیں:

"مَیں جب عراق سے واپس لوٹا تو جناب یحیٰی بن بکیرؒ نے مجھے اپنے پہلو میں بٹھا لیا اور مجھ سے سات احادیث سنیں"۔ (۱۸)

ابو الولید بن الفرضیؒ ان الفاظ میں بقی بن مخلد کے علم کا اعتراف کرتے ہیں:

"بقی بن مخلدؒ نے اندلس کو حدیثِ نبوی ؐ سے بھر دیا"۔ (۱۹)

علامہ ابنِ قیمؒ نے اپنی کتاب "اعلام الموقعین" میں جہاں مختلف امصار کے فقہائے فحول کا ذکر کیا ہے وہاں انہوں نے امام بقی بن مخلدؒ کو اندلس کے فقہاء میں شمار کیا ہے۔ (۲۰)

قاسم بن اصبغ ؒ کہتے ہیں کہ انہوں نے احمد بن ابی خیثمہؒ کو بقی بن مخلد کا ذکر کرتے ہوئے سنا۔ وہ کہہ رہے تھے "ہم بقی کو جھاڑو کہا کرتے تھے۔ (یعنی انہوں نے سارا علم سمیٹ لیا ہے) وہ شہر جہاں بقی بن مخلدؒ قیام پذیر ہوں وہاں سے بھی کسی کو ہمارے پاس آنے کی ضرورت ہے؟" ہم نے عرض کی "کیا آپ ہمیں ابنِ ابی شیبہؒ کے رجال کی احادیث بھی نہ سنائیں گے؟" فرمانے لگے "وہ بھی نہیں"۔ یعنی اس کی بھی ضرورت نہیں۔

امام بقی بن مخلد کے فقہی نظریات

امام بقی بن مخلدؒ کا فقہی مسلک وہی تھا جو فقہائے حدیث کا تھا۔ امام بقی بن مخلد نے جب بلادِ مشرق کے سفر کا ارادہ کیا تو اُس وقت اگرچہ انہوں نے صرف امام مالکؒ کی آراء اور ان کی فقہ پر دسترس حاصل کی تھی، مگر ان کے عملی شوق اور ان کے مختلف امصار میں جا کر حدیث کی سماعت کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو امام مالکؒ کے اقوال کے دائرے میں محصور نہ رکھ سکے۔

امام احمد بن حنبلؒ سے حد درجہ محبت اور عقیدت سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تفصیلات میں خالص اہل حدیث یا اثری نقطہ نظر کے حامل تھے۔ اس کے بعد انہوں نے جتنے اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اس سے وہ اپنے اس مسلک میں راسخ ہوتے چلے گئے۔ بالعموم تمام فقہائے اہل سنت کا' خواہ وہ کسی شہر یا کسی مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہوں' یہی مسلک تھا' لیکن ان میں سے فقہائے حدیث بالخصوص اس مسلک پر بڑی سختی سے پابند تھے۔ فقہائے اہل سنت مثلاً امام ابو حنیفہ' امام مالک' امام اوزاعی' امام لیث بن سعد' امام ابن ابی لیلیٰ' امام شافعی' امام ابو ثور' امام احمد بن حنبل' امام ابو عبید' قاسم بن سلام اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ اور ان کے شاگرد احکام شریعت کے استنباط کے لیے سب سے پہلے نصوصِ کتاب و سنت کی طرف رجوع کرتے تھے' پھر اجماعِ صحابہؓ میں اس مسئلہ کے حکم کو تلاش کرتے' اگر یہاں بھی ان کو کوئی حکم نہ ملتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے انفرادی اقوال و افعال میں سے کسی کو مشعلِ راہ بنالیتے تھے' اور اس قول کو اختیار کرتے وقت اس اصول کو مدنظر رکھتے تھے کہ وہ قول قرآن و سنت کی منشاء' مقاصد دین اور مصلحت عامہ کے قریب تر ہو۔ اگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا قول نہ ملتا تو بسا اوقات تابعین میں سے کسی کے قول کو اختیار کر لینے کو ترجیح دیتے تھے۔ حتی الامکان قیاس سے بچتے تھے اور قیاس کے مقابلے میں ضعیف کو ترجیح دیتے تھے۔[۲۱] لیکن ضرورت پڑنے پر ناگزیر صورت میں نصوص پر قیاس کرتے ہوئے مسئلے کا حکم تلاش کر لیتے تھے۔ یہ ہے فقہائے اہل سنت کا عمومی تعامل۔ فقہائے حدیث کی وہ تصنیفات جن میں مستند احادیث کے علاوہ صحابہ کرام اور فقہائے کرام اور تابعین کے فتاویٰ اور اجتہادات بھی ملتے ہیں ہمیں ان میں یہی ترتیب ملے گی۔ چنانچہ ہمیں موطا امام مالکؒ' مصنف عبدالرزاقؒ' سنن ترمذیؒ' سنن دارمیؒ' ابو عبیدؒ کی کتاب الاموال اور دیگر کتب حدیث میں یہی اسلوب ملتا ہے۔ آج اگرچہ مسند بقی بن مخلدؒ نایاب ہے' لیکن علامہ ابن حزمؒ نے مسند بقی کی جو خصوصیات بیان کی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مسند بقی بن مخلدؒ مصنف عبدالرزاقؒ اور مصنف ابن ابی شیبہؒ سے مشابہ تھی اور یہی ان کی فقہ تھی' لہٰذا ہم اس بنیاد پر دعویٰ کر سکتے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ ان کا فقہی مسلک وہی تھا جو دیگر اصحابِ تصانیف فقہائے حدیث کا تھا۔

ان کا یہ مسلک نقل کرنے میں ان کے تمام سوانح نگار متفق ہیں کہ وہ اجتہاد کرتے تھے اور کسی کی تقلید کے قائل نہ تھے۔ اور وہ احادیث و آثار کے مطابق فتویٰ دیتے تھے۔ ان کا تمام تر اعتماد نصوصِ شرعیہ پر تھا اور انتہائی مجبوری کی حالت میں قیاس سے کام لیتے تھے۔ اس طرح جناب بقی بن مخلدؒ نے سرزمین اندلس میں ایک ایسا پودا لگادیا کہ جب وہ برگ و بار لایا تو اندلس دارالحدیث بن گیا اور جب تک اندلس میں مسلمان رہے جناب بقی بن مخلد کی روشن کردہ مشعل سے علماء روشنی حاصل کرتے رہے۔ امام بقی بن مخلد نے ایک مرتبہ خود فرمایا تھا:

"لقد غرستُ للمسلمین غرسا بالاندلس لا یقلع الا بخروج الدَّجّال" (۲۲)

(میں نے اندلس میں مسلمانوں کے لیے ایک ایسا پودا لگادیا ہے جو خروج دجال تک اکھاڑا نہ جاسکے گا۔)

اخلاق و عادات

امام بقی بن مخلد بڑے ستودہ صفات، متواضع اور خلیق تھے۔ لوگوں کے درد و غم میں شریک رہتے اور ان کی حاجت روائی کرتے۔ بڑے حق گو اور حق پسند تھے۔ حق گوئی و بے باکی میں کسی کی پروا نہیں کرتے تھے۔

وفات

مشہور اور صحیح روایت کے مطابق امام بقی بن مخلدؒ نے ۲۹ جمادی الاخریٰ بروز منگل ۲۷۶ھ میں اندلس میں وفات پائی اور ربنو عباس کے قبرستان (قرطبہ) میں دفن کیے گئے (۲۳)۔ امام دارقطنیؒ نے سن وفات ۲۷۳ھ بتایا ہے۔ حُمیدی کہتے ہیں کہ اول الذکر سن وفات صحیح ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تصانیف

بقی بن مخلدؒ کثیر التصانیف اور صاحب کمال مصنف تھے۔ انہوں نے بہت عمدہ اور نفیس کتابیں لکھیں جو ان کی جامعیت، جلالت علمی، ذوقِ مطالعہ اور وسعت معلومات پر شاہد ہیں۔ ان کی تصانیف کا شمار اسلام کی اہم اور بنیادی کتابوں میں ہوتا ہے مگر ان کی کتابیں محفوظ نہ رہ سکیں۔ ان کی صرف تین کتابوں کے نام ملتے ہیں:

۱۔ **فتاویٰ صحابہ و تابعین و من دونهم:**

۲۔ **کتاب التفسیر:** علامہ ابنِ حزم نے اس کی بہت تعریف و توصیف کی ہے اور اس کو بے نظیر، لاجواب اور عدیم المثال تفسیر لکھا ہے اور اس کو تفسیرِ ابنِ جریر پر ترجیح دی ہے۔

۳۔ **مسند کبیر:** یہ امام بقی بن مخلد کی سب سے اہم اور عظیم الشان تصنیف ہے۔ اس میں حافظ ابنِ جوزی اور حافظ ابنِ کثیر کے قول کے مطابق ۱۶۰۰ سے زیادہ صحابہ کرام کی حدیثیں درج تھیں۔ اس کی ترتیب فقہی ابواب پر ہے۔ اس لئے اس کو مصنف و مسند دونوں کہا جاتا ہے۔

علامہ ابنِ حزم نے اس کی بہت تعریف و توصیف کی ہے اور لکھا ہے کہ بقی بن مخلد نے اپنی ثقاہت، ضبط، اتقان، حدیث میں جامعیت کے اعتبار سے جس نہج پر یہ کتاب مرتب فرمائی اس کی مثال نہیں ملتی۔ میرے علم میں اس مرتبہ و اہمیت کی اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ حافظ ابنِ کثیر فرماتے ہیں کہ:

> "ابنِ حزم نے اس کو مسند احمد بن حنبل پر ترجیح دی ہے جو میرے خیال میں محل نظر ہے۔ مسند احمد اس سے بھی زیادہ جامع وجید کتاب ہے"۔ (۲۳)

☆ ☆ ☆

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حواشی

(۱) دائرۃ المعارف الاسلامیہ اردو جامعہ پنجاب (بقی بن مخلد)
(۲) زرقانی' شرح موطأ امام مالک' ج ۱' ص ۱۱۔
(۳) معجم الادباء' ج ۲' ص ۳۶۹۔
(۴) تذکرۃ الحفاظ' ج ۲' ص ۶۳۰۔
(۵) معجم الادباء' ج ۲' ص ۳۷۰۔
(۶) اعلام الموقعین' ج ۱' ص ۲۴۔
(۷) معجم الادباء' ج ۲' ص ۳۶۹۔
(۸) طبقات الحنابلہ' ج ۱' ص ۱۲۰۔
(۹) تفسیر سورۃ الاخلاص' ابن تیمیہ' ص ۹۷۔
(۱۰) طبقات الحنابلہ' ج ۱' ص ۱۲۰۔
(۱۱) معجم الادباء' (ترجمہ بقی بن مخلد)
(۱۲) تذکرۃ الحفاظ' ج ۲' ص ۶۳۰۔
(۱۳) معجم الادباء' ج ۲' ص ۳۷۱۔
(۱۴) ایضاً' ص ۳۹۸۔ (۱۵) ایضاً' ص ۳۶۹۔
(۱۶) ابو زہرہ' ابن حزم (اردو ترجمہ) ص ۳۹۳۔
(۱۷) معجم الادباء' ج ۲' ص ۲۷۰۔
(۱۸) تذکرۃ الحفاظ' ج ۲' ص ۶۳۰۔
(۱۹) اعلام الموقعین' ج ۱' ص ۲۷۔
(۲۰) معجم الادباء' ج ۲' ص ۳۷۰۔
(۲۱) اعلام الموقعین' ج ۱' ص ۳۱۔
(۲۲) تذکرۃ الحفاظ' ج ۲' ص ۹۳۔
(۲۳) تاریخ ابن عساکر' ج ۳' ص ۲۷۹۔
(۲۴) البدایۃ والنہایۃ' ج ۱۱' ص ۵۲۔

✪ ✪ ✪

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱۳)

امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۰۹ھ — ۲۷۹ھ)

محدثینِ صحاحِ ستہ کے چوتھے رکن امام ابو عیسیٰ ترمذیؒ ہیں۔ آپ ۲۰۹ھ میں ترمذ میں پیدا ہوئے' جو دریائے جیحون کے کنارے واقع تھا۔ (۱)

ترمذ خراسان کا ایک مشہور شہر تھا اور خراسان ایک زمانہ میں اربابِ علم و فضل کا مرکز رہا ہے۔ تاریخ اسلام کے بے شمار نامور اربابِ کمال اسی خاک سے اٹھے۔ امام ترمذی کا تعلق بھی اسی سرزمین سے تھا۔ (۲)

امام ترمذی جس دور میں پیدا ہوئے اس زمانے میں علمِ حدیث اکنافِ عالم میں پھیل چکا تھا اور اس اعتبار سے خراسان اور ماوراء النہر کے علاقے مرکزی حیثیت رکھتے تھے۔ امام محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ جیسے جلیل القدر محدث کی مسندِ علم بچھ چکی تھی اور تشنگانِ علم جوق در جوق اس طرف چلے آ رہے تھے۔ امام ترمذی نے ابتدائی تعلیم کہاں حاصل کی اور کن اساتذہ سے استفادہ کیا' اس کی تفصیل نہیں ملتی۔

تحصیلِ حدیث کے لیے سفر

امام ترمذی نے جب ہوش سنبھالا تو اس وقت حجاز' عراق' خراسان' ماوراء النہر' شام' مصر و مغرب وغیرہ دنیائے اسلام کے گوشہ گوشہ میں مراکزِ حدیث قائم ہو چکے تھے۔ حجاز' عراق اور خراسان کو تو اس اعتبار سے مرکزی حیثیت حاصل تھی اور ان علاقوں میں حدیث کا ذوق و شوق عام تھا۔ امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ جیسے جلیل القدر محدث کے علم و شہرت نے اس شوق کو اور بڑھایا۔ اسی ماحول میں امام ترمذی کی نشوونما ہوئی۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"امام ترمذی نے متعدد شہروں کا سفر کیا اور خراسان' عراق اور حجاز کے ارباب کمال سے سماع کیا"۔ (۳)

اساتذہ

امام ترمذی کے اساتذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ آپ نے اپنے زمانے کے ہر خرمن حدیث سے استفادہ کیا۔ اس لیے ان کے اساتذہ کا استحصاء دشوار ہے۔ امام بخاریؒ (م ۲۵۶ ھ)' امام مسلم (م ۲۶۱ ھ) اور امام ابو داؤدؒ (م ۲۷۵ ھ) آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ امام ترمذی نے سب سے زیادہ استفادہ امام بخاریؒ سے کیا اور امام بخاری کو اپنے اس مایہ ناز شاگرد پر بہت ناز تھا۔ امام بخاری نے آپ کو یہ سند عطا فرمائی:

"ما انتفعتُ بک اکثر مما انتفعتَ بی" (۴)

(جتنا استفادہ تم نے مجھ سے کیا ہے اس سے زیادہ استفادہ میں نے تم سے کیا ہے۔)

اس پر مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ (م ۱۳۵۱ ھ) فرماتے ہیں کہ:

"اس کا مطلب یہ ہے کہ ذہین شاگرد جب استاد سے سوال کرتا ہے تو اس کی نگاہ دیگر علوم کی طرف جاتی ہے"۔ (۵)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (م ۱۲۳۹ ھ) فرماتے ہیں:

"ترمذی شاگرد رشید بخاری است و وروش اورا آموختہ و از مسلم دابی داؤد شیوخ ایشان نیز روایت دارد در بصرہ و کوفہ و واسط و رے و خراسان و حجاز سالہا در علم حدیث بسر بردہ"۔ (۶)

(امام ترمذی امام بخاری کے شاگرد رشید شمار ہوتے ہیں۔ مسلم' ابو داؤد اور ان کے شیوخ سے بھی روایت کرتے ہیں' علم حدیث کی طلب میں انہوں نے بصرہ' کوفہ' واسط' رے' خراسان اور حجاز میں بہت سال گزارے۔)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تلامذہ

جس طرح امام ترمذی کے اساتذہ اپنے وقت کے اساطین فن اور اصحابِ علم و فضل تھے اسی طرح آپ کے تلامذہ میں بڑے بڑے جلیل القدر محدثین اور اساطین فن کے نام تھے۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی (م ۸۵۲ ھ) فرماتے ہیں:

> "امام ترمذی کے علمی کمالات نے ان کی ذات کو طالبانِ حدیث کا مرجع بنا دیا تھا۔ ان کے تلامذہ میں خراسان اور ترکستان کے علاوہ دنیائے اسلام کے مختلف گوشوں کے رہنے والوں کے نام ملتے ہیں"۔ (۷)

حافظہ

امام ترمذی کا حافظہ بہت قوی اور غیر معمولی تھا۔ آپ کے اساتذہ اور معاصرین نے آپ کے غیر معمولی حافظہ کا اعتراف کیا ہے اور آپ کے غیر معمولی حافظہ کے واقعات تاریخ نے محفوظ کیے ہیں۔ (۸)

امام ترمذی کا علمی تبحر

امام ترمذی کے علم و فضل اور جلالت علمی کا اعتراف ان کے اساتذہ اور معاصرین نے کیا ہے۔ حدیث ان کا خاص فن تھا۔ تفسیر اور فقہ میں بھی ان کو کمال حاصل تھا۔ جامع ترمذی میں انہوں نے ابوابِ تفسیر کے تحت قرآنی آیات کے متعلق جو احادیثِ نبوی ﷺ اور آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم جمع کیے ہیں ان سے تفسیر کے متعلق ان کے علمی تبحر کا اندازہ ہوتا ہے۔ فقہ میں بھی امام ترمذی کو خاص کمال حاصل تھا۔ امام ترمذی کے علمی تبحر کا اربابِ سیر نے اعتراف کیا ہے۔ امام ابو عبداللہ شمس الدین ذہبیؒ (م ۸۴۲ ھ) کہتے ہیں:

> "مات البخاری ولم یخلف بخراسان مثل ابی عیسی فی العلم والحفظ والورع والزھد"۔ (۹)
>
> (امام بخاری کے انتقال کے بعد خراسان میں ابو عیسیٰ ترمذی کی مانند کوئی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

محدث پیدا نہیں ہوا۔ ان کے زہد و تقویٰ' وسعت علم اور کثرتِ حفظ میں ان کا کوئی نظیر و مثیل نہیں گزرا۔)

زہد و تقویٰ

امام ترمذی اپنے تبحر علمی کے ساتھ ساتھ زہد و تقویٰ' امانت و دیانت' عدالت و ثقاہت اور علم و عمل میں بھی یکتا تھے۔ ان پر خشیتِ الٰہی کا اتنا غلبہ تھا کہ ہر وقت روتے رہتے تھے' یہاں تک کہ ان کی بینائی جاتی رہی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ (م ۱۲۳۹ھ) فرماتے ہیں:

"تورع و زہد بحدے داشت کہ فوق آں متصور نیست بخوفِ الٰہی بسیار گریہ و زاری کرد و نابینا شد"۔ (۱۰)

(یعنی زہد و تقویٰ اس درجہ حاصل تھا کہ اس سے زیادہ کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا اور خوف الٰہی سے بکثرت گریہ و زاری کیا کرتے تھے یہاں تک کہ آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔)

امام ترمذیؒ کا مسلک

امام ترمذی کا مسلک مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ (م ۱۳۵۱ھ) نے شافعی لکھا ہے (۱۱)' لیکن امام ترمذی امام بخاری کے خاص تلامذہ میں سے تھے اور ان پر مجتہدانہ رنگ بھی غالب تھا۔ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ (م ۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں:

"یعنی محدثین کا کسی امام کی کثرتِ موافقت کی وجہ سے اسی مذہب کی طرف انتساب کیا جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ انہوں نے ان کے اصول کے مطابق اجتہاد اور استخراج مسائل کیا ہو۔ اگر کوئی جزوی اختلاف ہو جائے تو ایسا ممکن ہے اور اس طرح کا اختلاف مسلک شافعی میں داخل ہونے کے لیے قادح نہیں"۔ (۱۲)

اس لیے علمائے کرام نے تصریح کی ہے کہ امام ترمذی خود مجتہد مطلق تھے اور اس کی دلیل امام ترمذی کی خاص اصطلاح "عن اصحابنا" سے پکڑتے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وفات

امام ترمذی نے ۷۰ سال کی عمر میں ۲۷۹ھ میں انتقال کیا۔ (۱۳)

تصانیف

امام ترمذی کی تصانیف میں جن کتابوں کے نام ملتے ہیں وہ درج ذیل ہیں:
کتاب العلل، کتاب المفرد، کتاب التاریخ، کتاب الزھد، کتاب الشمائل، کتاب الاسماء والکنی، الجامع الترمذی (۱۴)

جامع الترمذی

حدیث کی جس کتاب میں آٹھ قسم کے مضامین بیان کیے جائیں اس کو جامع کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے، اور وہ آٹھ قسم کے مضامین یہ ہیں: (۱) سیر (۲) آداب (۳) تفسیر (۴) عقائد (۵) فتن (۶) احکام (۷) اشراط (۸) مناقب۔ (۱۵)

جامع الترمذی اپنی تمام خصوصیات، ائمہ کرام کی تحقیقات، تعاملاتِ صحابہ کے مباحث کے ساتھ امام ترمذی کے تبحر علمی، وسعت نظر، ذکاوتِ فہم اور کمالِ حافظہ پر دال ایک زندہ جاوید یادگار ہے۔ (۱۶)

امام ترمذی سے پہلے حدیث کے کئی مجموعے مرتب ہو چکے تھے، مثلاً موطا امام مالک، مسند ابی داؤد طیالسی، صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابن ماجہ، سنن ابی داؤد اور ان کے علاوہ اور بھی کئی کتابیں معرضِ وجود میں آ چکی تھیں۔ لیکن امام ترمذی نے جامع الترمذی تالیف کر کے ایک نئی راہ الگ نکالی، اور اس میں ایسی خصوصیات پیدا کیں جن سے ان سے پہلے کی کتب حدیث خالی تھیں۔

جامع الترمذی کی خصوصیات

امام ترمذی نے کتاب مکمل کر کے علماء حجاز کے سامنے پیش کی تو انھوں نے اس کو پسند فرمایا۔ اس لیے علمائے کرام نے لکھا ہے کہ جس گھر میں جامع ترمذی ہو گویا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

—(۱۴)—

امام احمد بن شعیب نسائی رحمہ اللہ

(۲۱۵ھ - ۳۰۳ھ)

صحاحِ ستہ کے پانچویں رکن امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نَسائی ہیں۔ آپ کا تعلق خراسان کے شہر نساء سے تھا۔ خراسان کا علاقہ ہمیشہ سے علم و فن اور اربابِ کمال کا مرکز رہا ہے۔[1] نَساء خراسان کے شہر مرو کے قریب واقع ہے۔[2]

پیدائش اور ابتدائی تعلیم

امام نسائی ۲۱۵ھ میں نساء میں پیدا ہوئے۔ امام نسائی نے خود اس کی تصریح کی ہے کہ میری پیدائش ۲۱۵ھ میں ہوئی۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) نے ان کا یہ قول نقل کیا ہے: یشبہ ان یکون مولدی فی سنة ۲۱۵ھ "(اندازہ ہے کہ میری پیدائش ۲۱۵ھ میں ہوئی"۔[3]

ابتدائی تعلیم امام نسائی نے کہاں سے حاصل کی' اس کی تفصیل نہیں ملتی۔ لیکن اس زمانہ میں خراسان کا علاقہ علم و فن کا مرکز بن چکا تھا۔ خراسان میں اصحابِ علم و فضل کی ایک کثیر تعداد موجود تھی۔ اس لیے قیاس یہی ہے کہ امام نسائی نے ابتدائی تعلیم خراسان ہی میں حاصل کی ہوگی۔[4]

تحصیل حدیث کے لیے سفر

امام نسائی نے جس دور میں جنم لیا اُس وقت علمِ حدیث کی تحصیل کے لیے گھربار چھوڑنا اور دور دراز ممالک کا سفر کرنا مسلمانوں کا خصوصی شعار بن چکا تھا' جس کا آج اندازہ لگانا بہت مشکل ہے۔ محدثین کے حالات پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تحصیل علم کے لیے مختلف ممالک کا سفر علمائے کرام کے نزدیک بہت معمولی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بات تھی۔ اسی ضابطہ کے تحت امام نسائی نے حجاز' عراق' مصر' شام اور جزائر کے سفر کیے۔ اپنے ان اسفار کا آغاز انہوں نے ۱۵ سال کی عمر میں کیا اور سب سے پہلے امامِ حدیث قتیبہ بن سعید (م ۲۴۰ھ) کی خدمت میں بلخ میں حاضر ہوئے[۵]۔ بلخ میں ۱۴ ماہ قیام[۶] کے بعد آپ نے عراق' حجاز' شام' جزیرہ اور مصر کے سفر کیے اور ہر جگہ اساطین فن سے استفادہ کیا۔[۷]

مصر میں مستقل سکونت

مختلف ممالک میں تحصیل علم کے بعد امام نسائی نے مصر میں مستقل سکونت اختیار کرلی اور مصر کو اپنے علوم کی نشرو اشاعت کا مرکز بنایا۔ جیسا کہ امام ذہبی (م ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں: "تحصیل تعلیم کے بعد امام نسائی نے مصر میں مستقل سکونت اختیار کی' اور مصر کو اپنے علوم کی نشرواشاعت کا مرکز بنایا"۔[۸]

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ (م ۱۰۵۲ھ) تحریر فرماتے ہیں: "در مصر مسکن داشت و تصانیف درون دیار منتشر است و مردم بسیار ازو اخذ تحمل حدیث کردہ اند۔ پس از مصر بدمشق آمد"[۹] (انہوں نے مصر میں سکونت اختیار کی اور ان کی تصانیف ملک بھر میں پھیلیں اور بہت سے لوگوں نے امام صاحب سے اخذ و روایت حدیث کیا۔ اور آخری عمر (۳۰۲ھ) میں مصر سے دمشق آگئے تھے۔)

اساتذہ و تلامذہ

امام نسائی کے اساتذہ و تلامذہ کی فہرست طویل ہے۔ ان کے اساتذہ و تلامذہ میں اساطین فن شامل ہیں۔ مشہور اساتذہ یہ ہیں: امام اسحاق بن راہویہ' امام قتیبہ بن سعید' امام محمد بن بشار' امام محمد بن نصر مروزی' امام یونس بن عبد الاعلی اور محدثین صحاحِ ستہ میں امام محمد بن اسماعیل بخاری اور امام ابوداؤد سجستانی۔[۱۰] جبکہ آپ کے مشہور تلامذہ یہ ہیں: امام ابن السنی' امام محمد بن قاسم الاندلسی' امام ابو جعفر طحاوی' امام ابو عوانہ اور امام ابو علی کنانی۔[۱۱]

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مختصر تعارف تحفۃ الاحوذی و مقدمہ تحفۃ الاحوذی

یہ شرح چار جلدوں میں ہے۔ اس میں محدث مبارک پوری نے جامع ترمذی کے راویوں کا ترجمہ' احادیث کی تخریج' تصحیح و تحسین میں امام ترمذی کا تساہل' احادیث کی توضیح اور اختلافِ مذاہب کی وضاحت بیان کی ہے۔ [۲۱]

مقدمہ دو باب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں ۴۱ فصلیں ہیں جن میں عام فنونِ حدیث' کتب حدیث اور ائمہ حدیث کے متعلق نہایت کار آمد اور ضروری فوائد جمع کر دیے گئے ہیں۔ دوسرا باب ۷ افصلوں پر مشتمل ہے جس میں خاص جامع ترمذی اور امام ترمذی کے متعلق مفید مباحث مذکور ہیں۔ [۲۲]

☆ ☆ ☆

حواشی

(۱) مُلّا علی قاری' مرقاۃ' ج ۱' ص ۲۱۔

(۲) ابن خلکان' وفیات الاعیان' ج ۲' ص ۲۸۳۔

(۳) ابنِ حجر' تہذیب التہذیب' ج ۹' ص ۲۷۹۔

(۴) ابن حجر' تہذیب التہذیب' ج ۲' ص ۲۸۹۔

(۵) محمد انور شاہ کشمیری' العرف الشذی' ص ۲۸۔

(۶) شاہ عبد العزیز دہلوی' بستان المحدثین' ص ۱۲۰۔

(۷) ابن حجر' تہذیب التہذیب' ج ۹ ص ۳۸۷۔

(۸) شاہ عبد العزیز دہلوی' بستان المحدثین' ص ۱۲۱۔

(۹) ذہبی' تذکرۃ الحفاظ' ج ۲' ص ۲۰۸۔

(۱۰) شاہ عبد العزیز دہلوی' بستان المحدثین' ص ۱۲۱۔

(۱۱) سید محمد انور شاہ کشمیری' العرف الشذی' ص ۳۔

(۱۲) ولی اللہ دہلوی' حجۃ اللہ البالغۃ' ج ۱' ص ۱۲۲۔

(۱۳) صدیق حسن خان' اتحاف النبلاء' ص ۳۸۷۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۴) جلال الدین سیوطی 'تدریب الراوی' ص ۲۶۰۔

(۱۵) سیوطی 'تدریب الراوی' ص ۵۴۔

(۱۶) ابن صلاح' مقدمة ابن صلاح' ص ۱۹۲' عبدالحی لکھنوی' ظفر الامانی' ص ۳۲۲۔

(۱۷) ذہبی' تذکرة الحفاظ' ج ۳' ص ۲۰۸۔

(۱۸) ولی اللہ دہلوی' حجة اللہ البالغة' ج ۱' ص ۱۲۱۔

(۱۹) شاہ عبدالعزیز دہلوی' بستان المحدثین' ص ۱۲۱۔

(۲۰) ضیاء الدین اصلاحی' تذکرة المحدثین' ج ۱' ص ۳۲۱۔

(۲۱) محمد مستقیم سلفی' جماعت اہل حدیث کی تصنیفی خدمات' ص ۵۳۔

(۲۲) عبدالسلام مبارک پوری' سیرت البخاری' ص ۴۳۱۔

✪ ✪ ✪

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس میں آنحضرت ﷺ گفتگو فرما رہے ہیں۔ (۱۷)

جامع الترمذی صحاحِ ستہ میں چوتھے نمبر پر ہے، لیکن اپنی خصوصیات کی وجہ سے اس کا افادہ صحاح کی تمام کتابوں سے زیادہ ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (م ۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں:

"جامع ترمذی، بخاری، مسلم اور ابو داؤد کی بعض اچھی خصوصیات کی جامع ہے اور اس میں ان سے زیادہ مفید باتیں ہیں۔"

چنانچہ وہ بخاری، مسلم اور ابو داؤد کی خصوصیات بتانے کے بعد لکھتے ہیں:

"چوتھے ابو عیسیٰ ترمذی ہیں۔ انہوں نے بخاری، مسلم اور ابو داؤد کی بعض خصوصیات کو اپنی کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ شیخین کے طریقہ پر متون اور اسناد کے ابہام کی تفصیل کر دی ہے اور ابو داؤد کے طریقہ پر ان احادیث کو جمع کر دیا ہے جن پر کسی نہ کسی کا عمل ہے۔ اور ان تینوں پر یہ اضافہ ہے کہ صحابہ اور مختلف ملکوں کے فقہاء کے مذاہب کا بھی ذکر کر کے اپنی کتاب کو جامع بنا دیا ہے۔ طرق حدیث کا نہایت لطیف اختصار کیا ہے، اس طرح ایک حدیث نقل کر کے دوسرے طرق کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ اور ہر حدیث کے عیوب و ہنر کو ظاہر کر دیا ہے کہ صحیح یا حسن یا ضعیف یا منکر ہے اور وجہ ضعف بھی بیان کر دی ہے، تاکہ طالب علم کو قابل اعتبار اور ناقابل اعتبار حدیث سے واقفیت ہو جائے۔ جس کا نام بتانے کی ضرورت تھی اس کا نام بھی لے لیا ہے اور جس کی کنیت کی ضرورت تھی اس کی کنیت بھی بتادی ہے۔ غرض انہوں نے صاحب علم کے لیے کوئی چیز مخفی نہیں چھوڑی ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ جامع ترمذی مجتہد کے لیے کافی اور مقلد کے لیے دوسری کتابوں سے بے نیاز کرنے والی ہے۔" (۱۸)

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) جامع ترمذی کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جامع ترمذی حدیث کی بہترین کتابوں میں سے ہے، بلکہ بعض وجوہ اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حیثیات سے حدیث کی تمام کتابوں سے بہتر ہے۔ ایک ترتیب وعدم تکرار کی حیثیت سے' دوسرے فقہاء کے مذاہب اور ان کے استدلال کے ذکر کی حیثیت سے' تیسرے حدیث کی اقسام صحیح' حسن' ضعیف' غریب اور معلل بالعلل کے ذکر کی حیثیت سے' چوتھے رواۃ کے نام' ان کے القاب اور کنیتوں اور علم رجال کے متعلق دوسرے فوائد کی حیثیت سے"۔ (۱۹)

مولانا ضیاء الدین اصلاحی لکھتے ہیں:

"امام ترمذی حفظ حدیث کے ساتھ مجتہد وفقیہہ تھے۔ ان کے تفقہ پر جامع ترمذی شاہد ہے۔ ترمذی کا خاص امتیاز یہی ہے کہ وہ محض احادیث کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ فقہی اجتہاد کی کتاب بھی ہے۔ اس میں امام ترمذی نے مختلف ائمہ کے فقہی مذاہب اور اس کے استنباطات اور دلائل کو جمع کر دیا ہے اور جابجا اس پر تنقید بھی کرتے گئے ہیں"۔ (۲۰)

جامع ترمذی کی شروح

جامع ترمذی کی اہمیت' افادیت اور خصوصیات کی وجہ سے علمائے کرام نے اس کے ساتھ بڑا اعتناء کیا ہے۔ اس کی شرحیں لکھیں' حواشی لکھے' مختصرات مرتب کیے' اس کے مشکلات حل کیے' اور اس کے مختلف پہلوؤں پر بیش قیمت ذخیرہ فراہم کر دیا ہے۔ تاہم چند مشہور و متداول شروح وحواشی یہ ہیں:

عارضۃ الاحوذی: از حافظ ابوبکر محمد بن عبداللہ المعروف ابن العربی (م ۵۴۶ھ)

قوت المغتذی: از علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ)

ھدایۃ اللوذعی بنکات الترمذی: علامہ شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ)

العرف الشذی: مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیری (م ۱۳۵۱ھ)

تحفۃ الاحوذی فی شرح جامع الترمذی مع مقدمۃ تحفۃ الاحوذی: از مولانا محمد عبدالرحمٰن محدث مبارک پوری (م ۱۳۵۳ھ)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام نسائی کا علمی تبحر

امام نسائی کو تمام علومِ اسلامیہ و دینیہ میں پوری دستگاہ حاصل تھی۔ تفسیر میں ان کو کمال حاصل تھا' اور فقہ و فقہی احکام کے استنباط میں ان کا پایہ بہت بلند تھا۔ لیکن حدیث میں ان کا مقام خاص اہمیت کا حامل ہے' اس لیے کہ تیسری صدی ہجری کا زمانہ علم حدیث کی تاریخ میں بڑی اہمیت اور خاص امتیاز رکھتا ہے۔ اس زمانہ میں ہر گھر میں علم حدیث کا چرچا تھا اور اسلامی ممالک کا ہر بڑا شہر اس کا مرکز تھا۔ اس دور سے زیادہ بڑے بڑے محدثین اور کسی دور میں پیدا نہیں ہوئے۔ امام نسائی بھی اسی دور میں پیدا ہوئے تھے۔ اس لیے قدرتی طور پر ان کی توجہ کا مرکز علم حدیث ہی قرار پایا اور علم حدیث میں ان کو جو کمال اور تبحر حاصل ہوا وہ ان کے معاصرین میں اور کسی کو حاصل نہیں ہوا۔ ارباب سیر اور آپ کے معاصرین نے علم حدیث میں آپ کے فضل و کمال اور علمی تبحر کا اعتراف کیا ہے۔ علامہ ابن خلکان لکھتے ہیں:

"کان امام عصرہ فی الحدیث"[۱۲]

(امام نسائی اپنے زمانہ میں حدیث کے امام تھے۔)

علامہ ابن خلکان نے مؤرخ ابو سعید عبدالرحمٰن کا یہ قول ان کی کتاب "تاریخ مصر" کے حوالہ سے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے:

"کان اماما فی الحدیث ثقة حافظا[۱۳]

(وہ حدیث میں امام' ثقہ' معتبر اور حافظ تھے۔)

امام دار قطنی (م ۳۸۵ھ) فرماتے ہیں:

ابو عبد الرحمٰن النسائی مقدم علی کل من یذکر بھذا العلم من اھل عصرہ[۱۴]

(ابو عبدالرحمٰن نسائی اپنے زمانہ کے تمام محدثین سے (شیخین کے بعد) برتر تھے۔)

امیر یمانی نے امام ذہبی کی کتاب سیر أعلام النبلاء کے حوالہ سے اپنی کتاب توضیح

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الاذکار میں لکھا ہے:

هو احذق بالحديث وعلله ورجاله' من مسلم والترمذی وابو داؤد' وهو جار فی مضمار البخاری وابی زرعة(۱۵)

(یہ مسلم' ترمذی اور ابو داؤد سے حدیث' علل' اور علم الرجال میں زیادہ ماہر ہیں اور بخاری و ابو زرعہ کے ہمسر ہیں۔)

زہد و تقویٰ

امام نسائی زہد و تقویٰ میں یکتائے روزگار تھے اور ان کی عملی زندگی نہایت پاکیزہ تھی۔ ان کا دل خشیتِ الٰہی سے لبریز اور ذکرِ الٰہی سے معمور رہتا تھا۔ وہ بڑے عبادت گزار' متبعِ سنت اور صاحب ورع و تقویٰ تھے۔

بدعات کی تردید و توبیخ اور سنت کا احیاء ان کا خاص مشن اور نصب العین تھا۔ دن اور رات کا اکثر حصہ عبادت میں گزرتا تھا۔ آپ تہجد کے پابند تھے اور صوم داؤدی کے مطابق ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے۔ اکثر حج کیا کرتے تھے۔ آپ جہاد کا جذبہ بھی رکھتے تھے۔ ایک دفعہ امیر مصر کے ساتھ جہاد کے لیے گئے اور شجاعت کے وہ جوہر دکھائے کہ لوگوں کو قرونِ اولیٰ کی یاد تازہ ہو گئی۔(۱۶)

امام نسائی کا مسلک

دیگر محدثین کی طرح امام نسائی کے مسلک کے بارے میں بھی علماء میں اختلاف ہے۔ علامہ تقی الدین سبکی (م ۷۵۶ھ) نے ان کو شافعیہ میں شمار کیا ہے۔(۱۷) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) لکھتے ہیں: "او شافعی المذہب بود چنانچہ مناسک او برآں دلالت می کنند"(۱۸) (آپ کے مناسک سے پتہ چلتا ہے کہ آپ شافعی المذہب تھے۔)

محی السنۃ مولانا سید نواب صدیق حسن خان رئیس بھوپال (م ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں: "امام نسائی شافعی المذہب تھے"(۱۹)۔ حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے' اور اس کے ساتھ ساتھ مولانا محمد عطاء اللہ حنیف" کے علمی تبحر کا اعتراف کیا ہے۔ خود مولانا محمد عطاء اللہ حنیف اس شرح کے بارے میں لکھتے ہیں:

"میں نے اس علمی شرح میں علامہ سندھی (م ۱۱۳۸ھ) کا پورا حاشیہ درج کیا ہے اور مناسب مقامات پر ضروری اضافے بھی کیے ہیں۔ اس کے علاوہ علامہ سیوطی (م ۹۱۱ ھ) کے حاشیہ زہرالربٰی کی جامع تلخیص بھی کی ہے۔ اس کے علاوہ حسین بن محسن انصاری الیمانی (م ۳۲۷ ھ) استاذ محی السنۃ امیر الملک مولانا سید نواب صدیق حسن خان رئیس بھوپال (م ۱۳۰۷ ھ) کا مختصر حاشیہ جو ابھی تک غیر مطبوعہ تھا' اس کو بھی اس شرح میں شامل کیا گیا ہے۔ اس شرح میں میں نے اسناد و تطبیق احادیث اور ابواب کی طرف خاص توجہ کی ہے۔ اور میں نے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ ھ) کے فوائد حدیثیہ سے خاصا استفادہ کیا ہے۔"

سنن نسائی کے برصغیر میں متعدد نسخے شائع ہوئے۔ مگر جو نسخہ ۱۳۱۵ھ میں مولانا حافظ ڈپٹی نذیر احمد خاں (م ۱۳۳۵ ھ) کے زیر اہتمام مطبع انصاری دہلی نے شائع کیا تھا وہ سابقہ سب اشاعتوں سے بہر حیثیت بہت عمدہ تھا۔ اور اس نسخہ میں ضبط و تحقیق رجال پر خاص طور پر کوشش کی گئی ہے۔ اور میں نے اپنی شرح میں اس نسخہ کو اصل قرار دیا ہے"۔ (۳۳)

۱۳۷۵ھ میں اس کا پہلا ایڈیشن شائع ہوا اور اب تک اس کے پانچ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ مولانا وحید الزمان حیدر آبادی (م ۱۳۳۸ ھ) نے سنن نسائی کا اردو ترجمہ بنام "روض الربی من ترجمة المجتبی" کے نام سے کیا جو ۱۳۰۲ھ میں مطبع صدیقی لاہور نے شائع کیا۔

☆ ☆ ☆

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حواشی

(۱) شاہ عبدالعزیز دہلوی 'بستان المحدثین' ص ۱۲۳۔
(۲) ملا علی قاری 'مرقاۃ' ج ۱' ص ۲۲۔
(۳) ابنِ حجر عسقلانی 'تہذیب التہذیب' ج ۹' ص ۳۸۔
(۴) عبدالسلام مبارک پوری 'سیرۃ البخاری' ص ۴۳۵۔
(۵) شاہ عبدالعزیز دہلوی 'بستان المحدثین' ص ۱۳۲۔
(۵) ذہبی 'تذکرۃ الحفاظ' ج ۲' ص ۵۴۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی 'بستان المحدثین' ص ۱۳۲۔
(۶) ابنِ حجر عسقلانی' تہذیب التہذیب' ج ۱' ص ۳۷۔ ابنِ سبکی' طبقات الشافعیۃ' ج ۲' ص ۸۳' ابنِ کثیر 'البدایۃ والنہایۃ' ج ۱۱' ص ۱۲۳۔ سیوطی' حسن المحاضرۃ' ج ۱' ص ۱۴۷۔
(۷) شاہ عبدالعزیز دہلوی 'بستان المحدثین' ص ۱۳۲۔
(۸) ذہبی 'تذکرۃ الحفاظ' ج ۲' ص ۲۴۲۔
(۹) عبدالحق محدث دہلوی 'اشعۃ اللمعات' ج ۱' ص ۱۷۔
(۱۰) ابنِ سبکی' طبقات الشافعیۃ' ج ۲' ص ۸۳۔ ابنِ حجر' تہذیب التہذیب' ج ۱' ص ۳۷۔ **نواب صدیق حسن خان** 'الحطۃ فی ذکر الصّحاحِ السّتّۃ' ص ۱۲۷۔
(۱۱) ابن حجر 'تہذیب التہذیب' ج ۱' ص ۳۷۔
(۱۲) ابن خلکان 'وفیات الاعیان' ج ۱' ص ۸۱۔
(۱۳) ابن خلکان 'وفیات الاعیان' ج ۱' ص ۵۹۔
(۱۴) ابن حجر 'تہذیب التہذیب' ج ۱' ص ۳۷۔
(۱۵) امیر یمانی 'توضیح الافکار' ج ۱' ص ۲۲۰۔
(۱۶) ذہبی' تذکرۃ الحفاظ' ج ۱' ص ۲۶۸۔ ابن کثیر البدایۃ والنہایۃ' ج ۱۱' ص ۱۲۳۔ ابن حجر عسقلانی 'تہذیب التہذیب' ج ۱' ص ۳۸۔
(۱۷) تقی الدین سبکی 'طبقات الشافعیۃ' ج ۲' ص ۴۸۔
(۱۸) شاہ عبدالعزیز دہلوی 'بستان المحدثین' ص ۱۲۳۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صحیح مسلم سے زیادہ امور فقہیہ اس میں موجود ہیں"۔ (۲۵)

سنن نسائی کے فضائل و محاسن

علمائے کرام نے سنن نسائی کے بہت فضائل و محاسن بیان کیے ہیں۔ محدث ابوالحسن معافری (م ۴۰۳ھ) فرماتے ہیں:

"جب تمام محدثین کی جمع کردہ حدیثوں پر نظر ڈالو گے تو جس حدیث کی امام نسائی نے تخریج کی ہو گی وہ دوسروں کی روایت کردہ حدیث کی نسبت صحت کے زیادہ قریب ہو گی"۔ (۲۶)

علامہ سخاوی (م ۹۰۲ھ) لکھتے ہیں:

"صرح بعض المغاربة بتفضيل كتاب النسائي على صحيح البخاري" (۲۷)

(بعض مغاربہ نے صراحت کی ہے کہ امام نسائی کی کتاب کو صحیح بخاری پر فضیلت حاصل ہے۔"

مگر یہ گفتگو صحیحین کے علاوہ دیگر کتابوں کے تقابل کے طور پر کہی جا سکتی ہے' کیونکہ صحیح بخاری کے بارے میں امام نسائی کا یہ قول حافظ ابن حجر (م ۸۵۲ھ) نے نقل کیا ہے:

ما في هذه الكتب كلها اجود من كتاب البخاري (۲۸)

"ان تمام کتابوں میں بخاری کی کتاب سے زیادہ خوب کوئی کتاب نہیں۔"

اس کے بعد حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ:

"نسائی کی جودت سے مراد جودتِ اسانید ہے"۔ (۲۹)

ایک لطیفہ

سنن نسائی کی اپنی اہمیت و افادیت کے باوجود یہ امام بیہقی (م ۴۵۸ھ) کے پاس نہیں تھی۔ علامہ ذہبی (م ۷۴۹ھ) لکھتے ہیں:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لم یکن عندہ سنن النسائی ولا جامع الترمذی ولا سنن ابن ماجة[۳۰]

"امام بیہقی کے پاس سنن نسائی، جامع ترمذی اور ابن ماجہ نہیں تھیں۔"

اسی طرح امام ابو عبداللہ حاکم صاحب المستدرک (م ۴۰۵ھ) کو بھی سنن نسائی کا سماع حاصل نہیں تھا۔[۳۱]

شروح و تعلیقات

سنن نسائی صحاح ستہ کا رکن عظیم ہے مگر افسوس کہ اس کی شروح و تعلیقات کی طرف اتنی توجہ نہیں کی گئی جو دیگر کتب کی طرف کی گئی۔ علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں:

> "جس طرح صحیحین 'سنن ابی داؤد اور جامع ترمذی پر میں نے تعلیقات لکھی ہیں، اسی طرح سنن نسائی پر تعلیق لکھی ہے۔ اس کی ضرورت بھی تھی۔ اس کی تصنیف کو چھ سو سال کا عرصہ گزر چکا ہے، لیکن اس کی کوئی شرح و تعلیق نہیں ہے اور میں نے اپنی تعلیق کا نام زہر الربیٰ رکھا ہے"۔[۳۲]

دوسری تعلیق یا حاشیہ علامہ محمد بن عبدالہادی سندھی (م ۱۱۳۸ھ) کا ہے۔ یہ حاشیہ علامہ سیوطی کی تعلیق سے زیادہ مفصل ہے۔ اس میں متن کے ضروری مقامات کا حل اور اعراب کی تحقیق اور الفاظ غریبہ کی تشریح کی گئی ہے۔

التعلیقات السلفیة

علامہ سندھی کے حاشیہ کے تقریباً ۲۵۰ سال بعد مشہور اہل حدیث عالم اور محقق حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ (م ۱۴۰۸ھ) نے سنن نسائی کی شرح بنام "التعلیقات السلفیة" لکھی، جو ۱۳۷۵ھ میں ان کے اشاعتی ادارہ مکتبہ سلفیہ لاہور نے شائع کی۔ یہ شرح بہت عمدہ اور جامع ہے۔ برصغیر کے علمائے کرام کے علاوہ عالم اسلام کے جید علمائے کرام اور محققین نے اس شرح کی تعریف و توصیف کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں: "امام نسائی کا تعلق شافعی مذہب سے تھا"۔ [۲۰]
مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری (م ۱۳۵۱ھ) لکھتے ہیں کہ ان کی سنن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ حنبلی مسلک کے تھے [۲۱]۔ مگر کسی محدث کو شافعی و حنبلی وغیرہ کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اس امام یا مذہب کا معروف معنی میں مقلد تھا' بلکہ بعض اوقات کسی شخص کو بعض یا اکثر مسائل میں کسی امام کے ساتھ موافقت کی وجہ سے اس کی طرف منسوب کردیا جاتا ہے۔ اس سے کسی امام کی تقلید اور بعض مسائل میں کسی امام کی موافقت کے درمیان فرق ہمیشہ ملحوظ خاطر رہنا چاہئے۔

وفات

امام نسائی کی ساری زندگی مصر میں گزری۔ مصر میں ان کو جو شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی اس پر حاسدین نے ان سے حسد کیا' چنانچہ آپ مصر سے ترک سکونت کرکے دمشق آگئے۔ اور دمشق سے فلسطین کے ایک مقام رملہ میں رہائش اختیار کی۔ یہاں آپ نے ۸۸ سال کی عمر میں ۱۳/ صفر ۳۰۳ھ کو انتقال کیا۔ [۲۲]

تصنیفات

امام نسائیؒ نے مختلف موضوعات پر کتابیں تصنیف کیں۔ جن کتابوں کے نام معلوم ہو سکے ہیں وہ حسب ذیل ہیں: السنن الکبری' السنن الصغری' خصائص علی رضی اللہ عنہ' مسند علی رضی اللہ عنہ' مسند مالکؒ' عمل الیوم و اللیلۃ' اسماء الرواۃ و التمییز بینھم' کتاب الضعفاء و المتروکین' کتاب الجمعۃ' کتاب المدلسین' فضائل الصحابۃ [۲۳]

سنن نسائی

امام نسائی کی تالیفات میں سنن کے نام سے ان کی دو کتابیں ہیں' سنن کبریٰ اور سنن صغریٰ' لیکن صحاحِ ستہ میں ان کی سنن صغریٰ شامل ہے۔ اس کا دوسرا نام

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"المجتبیٰ" ہے۔ کتب صحاح میں جو مقبولیت اور شہرت صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو حاصل ہے وہ دوسری کتابوں کو حاصل نہیں ہو سکی۔ علمائے کرام نے سنن نسائی کو سنن ابو داؤد اور جامع ترمذی کے بعد رکھا ہے۔ تاہم سنن نسائی کا نام بھی ان کے ساتھ لیا جاتا ہے' اور سنن نسائی کا صحاحِ ستہ میں شامل ہونا اس کی عظمت و اہمیت کا ثبوت ہے۔

سنن نسائی کی خصوصیات

جس طرح صحاحِ ستہ کی ہر کتاب بعض خصوصیات کے لحاظ سے دوسری کتابوں پر فوقیت رکھتی ہے' اسی طرح سنن نسائی کی بھی بعض خصوصیات ہیں۔

امام نسائی زمانہ کے اعتبار سے ائمہ صحاحِ ستہ میں سب سے مؤخر ہیں۔ اور امام محمد بن اسماعیل بخاری (م ۲۵۶ ھ) کی شخصیت سے زیادہ متاثر معلوم ہوتے ہیں۔ اس لیے انہوں نے اپنی کتاب میں امام بخاری اور امام مسلم (م ۲۶۱ ھ) کے طریقے کو جمع کرنے کی کوشش فرمائی ہے' اور علل حدیث کا بیان اس پر مستزاد ہے۔ اور اس کے ساتھ حسن ترتیب اور جودتِ تالیف میں بھی ممتاز ہے۔ چنانچہ علامہ ابو عبداللہ ابن رشید (م ۷۲۱ ھ) فرماتے ہیں :

وهو جامع بين طريقتي البخاري ومسلم مع حظ كثير من بيان العلل [۲۳]

(سنن نسائی بخاری و مسلم دونوں طریقوں کی جامع ہے۔ اور علل حدیث کا بیان اس پر مستزاد ہے۔)

سنن نسائی کی سب سے اہم خصوصیت اس کی شرائط ہیں۔ محدثین کرام نے لکھا ہے کہ امام نسائی کی شرائط امام بخاری و مسلم سے بھی سخت ہیں۔ علامہ ابن جوزی (م ۵۹۷ ھ) نے المنتظم میں اور حافظ سخاوی (م ۹۰۲ ھ) نے "فتح المغیث" میں امام خطابی (م ۳۸۸ ھ) کا یہ قول نقل کیا ہے :

"علم دین میں اس سے بہتر کوئی کتاب تیار نہیں کی جاسکتی اور صحیح بخاری اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۹) نواب صدیق حسن خان 'ابجد العلوم' ص ۸۱۰۔
(۲۰) شاہ ولی اللہ دہلوی 'الانصاف فی بیان سبب الاختلاف' ص ۸۰۔
(۲۱) محمد انور شاہ کشمیری 'فیض الباری' ج ۱ ص ۵۸۔
(۲۲) ابن خلکان 'وفیات الاعیان' ج ۱ ص ۵۹۔
(۲۳) سیوطی 'تدریب الراوی' ص ۵۱۲۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی 'بستان المحدثین' ص ۱۲۵۔ استاد خولی 'مفاتیح السُّنۃ' ص ۱۵۳۔
(۲۴) سیوطی 'مقدمۃ زہر الربی۔
(۲۵) ابن جوزی 'المنتظم' ج ۲ ص ۱۳۱۔
(۲۶) سیوطی 'مقدمۃ زہر الربی۔
(۲۷) سخاوی 'فتح المغیث' ص ۳۳۔
(۲۸) ابن حجر 'مقدمۃ فتح الباری' ص ۸۔
(۲۹) ابن حجر 'مقدمۃ فتح الباری' ص ۸۔
(۳۰) ذہبی 'تذکرۃ الحفاظ' ج ۲ ص ۳۲۵۔
(۳۱) ابو عبداللہ حاکم 'معرفۃ علوم الحدیث' ص ۸۲۔
(۳۲) سیوطی 'مقدمۃ زہر الربی۔
(۳۳) محمد عطاء اللہ حنیف 'الاعتصام لاہور' ۷ فروری ۱۹۵۶ء ص ۹۸۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۵)

امام ابو یعلیٰ موصلی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۰۷ھ — ۳۰۷ھ)

امام ابو یعلیٰ موصلی رحمۃ اللہ علیہ جن کا نام احمد بن علی تھا' ۲۰۷ھ میں موصل میں پیدا ہوئے۔[۱]

ان کے اساتذہ میں نامور محدثین کرام شامل ہیں۔ امام احمد بن حنبل اور امام یحییٰ بن معین رحمہما اللہ بھی ان کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ اور تلامذہ میں ابنِ حبان' ابو بکر اسماعیل اور ابو حاتم جیسے ائمہ حدیث شامل ہیں۔[۲]

طلب حدیث کے لیے ۱۵ سال کی عمر میں سفر کا آغاز کیا اور ہر جگہ ارباب کمال سے استفادہ کیا۔ ان کے حفظ و ضبط' عدالت و ثقاہت پر علمائے اسلام کا اتفاق ہے۔ حافظ ابنِ کثیر نے ان کو ثقہ، عادل اور ضابط لکھا ہے۔[۳]

زہد و ورع اور تقویٰ و طہارت میں بھی عالی مرتبہ اور فضائل اخلاق سے آراستہ تھے۔ صاحبِ شذرات الذہب نے ان کو صاحبِ صلاح لکھا ہے۔[۴]

اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے حسن نیت اور اخلاص کی وجہ سے بڑی مقبولیت اور شہرت سے نوازا اور ان کی ذات عوام و خواص کی عقیدت کا مرکز بن گئی۔

امام ابو یعلیٰ نے سو سال کی عمر میں ۳۰۷ھ میں اپنے وطن موصل میں وفات پائی۔[۵]

تصانیف

امام ابو یعلیٰ موصلی صاحب تصانیف تھے۔ حافظ ابنِ کثیر نے ان کی تصانیف کو عمدہ اور نفع بخش بتایا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث میں ان کی مُسند صغیر اور مُسند کبیر مشہور کتابیں ہیں' لیکن ان کی مشہور کتاب مسند صغیر ہے۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اسے طبقاتِ کتب حدیث کے تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔(۶)

حافظ ابن کثیر نے "جامع المسانید والسنن" اور علامہ محمد بن سلیمان نے جمع الفوائد میں جامع الاصول و مجمع الزوائد میں اس کی حدیثیں درج کی ہیں۔(۶)

"مسند صغیر" جماعت اہل حدیث کے مشہور عالم اور محقق مولانا ارشاد الحق اثری کی تحقیق و تنقیح و تخریج سے ۲ جلدوں میں "دار القبلة للثقافة الاسلامية" جدہ (سعودی عرب) سے ۱۹۸۸ء میں شائع ہو چکی ہے۔(۷)

☆ ☆ ☆

حواشی

(۱) تذکرۃ الحفاظ ج ۲' ص ۲۷۶۔

(۲) تذکرۃ المحدثین' ج ۱' ص ۳۹۱۔

(۳) البدایۃ والنہایۃ' ج ۱۲' ص ۱۳۔

(۴) شذرات الذہب' ج ۲' ص ۲۵۰۔

(۵) بستان المُحدثین' ص ۳۵۔

(۶) حجۃ اللہ البالغہ' ج ۱' ص ۲۰۷۔

(۷) اہل حدیث لاہور (خدمات اہل حدیث نمبر)' ص ۱۸۷۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱۶)

امام ابنِ خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ

(۲۲۳ھ ---- ۳۱۱ھ)

امام ابنِ خزیمہ کا نام محمد بن اسحاق تھا۔ ۲۲۳ھ میں نیشاپور میں پیدا ہوئے [۱] اور ۸۸ سال کی عمر میں ۳۱۱ھ میں وفات پائی [۲]۔ امام صاحب کے اساتذہ کی فہرست طویل ہے۔ اور ان کو امام اسحاق بن راہویہ (م ۲۳۸ھ) سے ملاقات اور سماع کا شرف حاصل ہے [۳]۔ تحصیل حدیث کے لیے آپ نے رے' بغداد' بصرہ' کوفہ' شام' حجاز' عراق' مصر اور واسط کا سفر کیا اور ہر جگہ سے اکتسابِ فیض کیا۔ [۴]

امام ابنِ خزیمہ حفظ و ضبط' عدالت و ثقاہت' تبحر علمی اور فضل و کمال میں ممتاز تھے اور اربابِ سیر نے ان کے حفظ و ضبط کا اعتراف کیا ہے۔ علامہ ابنِ کثیر (م ۷۷۴ھ) نے محدث ابنِ حبان (م ۳۵۴ھ) کا یہ بیان البدایہ والنہایہ میں نقل کیا ہے کہ:

> "حدیثوں کے اسناد و متون کا ابنِ خزیمہ سے بہتر کوئی حافظ میں نے نہیں دیکھا اور روئے زمین پر احادیث و سنن کے صحیح الفاظ اور زیادات کی یادداشت رکھنے والا ان کی مانند اور کوئی شخص نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سنن و احادیث کا تمام ذخیرہ ان کی نگاہوں کے سامنے ہوتا ہے"۔ [۵]

حافظ ابنِ جوزیؒ (م ۵۹۷ھ) لکھتے ہیں کہ:

> "ابنِ خزیمہ حدیث میں بہت ممتاز اور نہایت فاضل تھے"۔ [۶]

فقہی مسلک میں وہ کسی خاص مذہب سے وابستہ نہ تھے' بلکہ مجتہد مطلق تھے [۷]

ابنِ قیمؒ (م ۷۵۱ھ) نے لکھا ہے کہ ابنِ خزیمہ مقلد کی بجائے خود مستقل امام اور صاحبِ مذہب تھے۔ [۸]

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صحیح ابنِ خزیمہ

امام ابنِ خزیمہ کی مشہور تصنیف ہے۔ اس کا شمار حدیث کی اہم اور معتبر کتب میں ہوتا ہے۔ مستند اور ثقہ علمائے کرام نے اس کی حدیثوں سے اخذ و استنباط کیا ہے۔ حافظ ابنِ کثیر (م ۷۷۴ ھ) لکھتے ہیں:

من انفع الکتب و اجلھا[۹]

"یعنی صحیح ابنِ خزیمہ نہایت مفید اور اہم کتابوں میں سے ہے۔"

علامہ سیوطی (م ۹۱۱ ھ) فرماتے ہیں:

"صحیح ابنِ خزیمہ کا پایہ صحیح ابنِ حبان سے زیادہ ہے کیونکہ ابنِ خزیمہ نے صحت کی جانب زیادہ توجہ کی ہے۔ وہ ادنیٰ شبہ پر بھی توقف سے کام لیتے ہیں"۔[۱۰]

حافظ ابنِ حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) نے صحیح ابنِ خزیمہ پر مفید علمی حواشی لکھے۔[۱۱]

☆ ☆ ☆

حواشی

(۱) البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۱، ص ۱۴۹۔

(۲) طبقات الشافعیہ، ج ۲، ص ۱۳۰۔

(۳) ایضًا

(۴) البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۱، ص ۱۴۹۔

(۵) المنتظم، ج ۶، ص ۱۸۴۔

(۶) طبقات الشافعیہ، ج ۲، ص ۱۸۴۔

(۷) اعلام الموقعین، ج ۲، ص ۳۶۴۔

(۸) ایضًا

(۹) البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۱، ص ۱۴۹۔

(۱۰) تدریب الراوی، ص ۳۱۔

(۱۱) مقدمہ تحفۃ الاحوذی، ص ۱۶۳۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱۷)

امام ابو عوانہ اسفرائنی رحمہ اللہ

(م ۳۱۶ ھ)

امام ابو عوانہ کا نام یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم تھا۔ قریہ اسفرائن مضافات نیشاپور کے رہنے والے تھے۔ سن ولادت کے بارے میں ارباب سیر خاموش ہیں۔ تاہم آپ کی وفات ۳۱۶ھ میں ہوئی۔ [1] ابتدائی تعلیم اسفرائن میں حاصل کی۔ بعد ازاں تحصیل حدیث کے لیے خراسان' عراق' یمن' حجاز' شام' جزیرہ' فارس' اصفہان اور مصر کا سفر کیا اور نامور محدثین کرام سے استفادہ کیا۔ [2] آپ کے اساتذہ میں امام مسلم (م ۲۶۱ھ)' امام ابو حاتم رازی (م ۲۷۷ھ) اور امام ابو زرعہ (م ۲۶۴ھ) جیسے نامور محدثین کرام شامل ہیں۔

امام ابو عوانہؒ کے فضل و کمال' ثقاہت و عدالت' حفظ و ضبط اور تبحر علمی کا اعتراف ارباب سیر و تذکرہ نویسوں نے کیا ہے اور ان کو ممتاز علمائے اسلام میں شمار کیا ہے۔ [3] فقہی مسلک میں امام شافعیؒ (م ۲۰۴ھ) کے مذہب سے وابستہ تھے اور ان کی بدولت اسفرائن میں مذہب شافعی کی ترویج و اشاعت ہوئی۔ [4]

مُسند ابو عوانہ

امام ابو عوانہ کی مشہور تصنیف ہے۔ یہ دراصل صحیح مسلم پر مستخرج ہے۔ مستخرج محدثین کی اصطلاح میں اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں کسی دوسری کتاب کی حدیثوں کو اس کی ترتیب' متون اور طرق و اسناد کے مطابق نقل کیا جاتا ہے۔ مسند ابو عوانہ میں امام مسلم کے طرق و اسناد کے علاوہ دوسرے طرق و اسناد اور بعض متون کا اضافہ بھی کیا گیا ہے' اس لیے اس کو صحیح بھی کہا جاتا ہے اور اس حیثیت سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مسند ابو عوانہ ایک مستقل تصنیف بن گئی ہے۔

علامہ ذہبی (م ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

صاحب الصحیح المسند المخرج علی صحیح مسلم وله فیه زیادات عدة[۵]

"ابو عوانہ صاحب صحیح مسند ہیں۔ ان کی کتاب صحیح مسلم پر تخریج کی گئی ہے' لیکن اس میں متعدد اضافے بھی ہیں۔"

مسند ابو عوانہ کے ساتھ علمائے فن نے اعتناء کیا ہے۔ حافظ ذہبی (م ۷۴۸ھ) نے المنتقی کے نام سے اس کی ۲۳۰ احادیث کو منتخب کیا ہے۔[۶]

مسند ابو عوانہ پہلی مرتبہ مولانا محمد ہاشم ندوی نے ایڈٹ کر کے دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن سے ۱۳۶۲ھ اور ۱۳۶۳ھ میں دو جلدوں میں شائع کی اور اس پر مفید حواشی اور تعلیقات لکھے۔ دونوں جلدوں کے آخر میں ابواب و فصول کی مکمل فہرست' أسماء و أعلام کا انڈکس اور پہلی جلد میں مصنف اور تصنیف کے متعلق مفید معلومات درج کی ہیں۔[۷]

☆ ☆ ☆

حواشی

(۱) شاہ عبدالعزیز 'بستان المحدثین' ص ۶۷۔

(۲) احمد ابن خلکان 'وفیات الاعیان' ج ۳' ص ۳۴۵۔

(۳) ذھبی 'تذکرۃ الحفاظ' ج ۳' ص ۹۔

(۴) سبکی 'طبقات الشافعیہ' ج ۲' ص ۳۲۲۔

(۵) ذھبی 'تذکرۃ الحفاظ' ج ۲' ص ۲۔

(۶) عبدالرحمٰن مبارک پوری 'مقدمہ تحفۃ الاحوذی' ص ۶۴۔

(۷) ضیاء الدین اصلاحی 'تذکرۃ المحدثین' ج ۱' ص ۲۱۰۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

—(۱۸)—

امام ابنِ حبّان رحمہ اللہ

۲۷۵ھ — ۳۵۴ھ

امام ابو حاتم محمد بن حبانؒ کا شمار باکمال ائمہ حدیث میں ہوتا ہے اور ان کو امام حدیث کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ حدیث کے اسناد اور متون پر ان کی نظر وسیع تھی۔ اور اس فن میں ان کی کامل دستگاہ کا علمائے فن اور اربابِ سیر نے اعتراف کیا ہے۔ خدمتِ حدیث میں ان کے کارہائے نمایاں کا بھی ائمہ حدیث اور تذکرہ نگاروں نے اعتراف کیا ہے۔ حدیث میں ان کی مہارت اور ژرف نگاہی کا ثبوت یہ ہے کہ جرح و تعدیل کے امام تھے۔ [۱]

امام ابنِ حبان عدالت و ثقاہت 'حفظ و ضبط' ذہانت و ذکاوت میں بھی بے مثال تھے۔ ان کا حافظہ غیر معمولی تھا اور ان کا شمار نامور حفاظِ حدیث میں ہوتا تھا۔ اصحابِ سیر نے ان کو الحافظ الجلیل اور احد الحفاظ الکبار کے القاب دیئے ہیں۔ ان کی ثقاہت پر ائمہ فن کا اتفاق ہے اور ان کو حافظِ ثابت اور امام تسلیم کیا ہے۔ [۲]

امام ابنِ حبان جامع العلوم تھے۔ حدیث اور فقہ میں ان کو مکمل دسترس حاصل تھی۔ امام ابو عبد اللہ کا بیان ہے کہ ابنِ حبان علم فقہ کا خزانہ تھے۔ [۳]

دینی علوم کے علاوہ دوسرے علوم یعنی لغت 'عربیت' نحو' ادب' فلسفہ' کلام' طب 'علم نجوم اور جغرافیہ میں بھی ان کو مکمل دسترس حاصل تھی۔

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

"وہ علم حدیث کے علاوہ دوسرے علوم میں بھی درک رکھتے تھے۔ فقہ' لغت 'طب' نجوم' فلکیات اور ہندسہ سے خوب واقف تھے۔" [۴]

ان گوناگوں علوم میں جامع اور صاحب کمال ہونے کی وجہ سے تذکرہ نگاروں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے ان کو امامِ عصر' فاضل متقن' العالم البحر اور العلامۃ المتبحر وغیرہ لکھا ہے۔ (۵)

امام ابنِ حبان کو اللہ تعالیٰ نے علم و فضل کی طرح فہم و فراست اور عقل و دانش سے بھی نوازا تھا۔ اربابِ سیر نے ان کی فہم و فراست کا اعتراف کیا ہے۔ ان کے صاحبِ علم و فضل اور صاحبِ فہم و فراست ہونے کی وجہ سے حکومت وقت نے انہیں قضاء کا منصب تفویض کیا اور وہ ایک عرصہ تک سمرقند' نیشاپور اور خراسان کے بعض شہروں کے قاضی رہے۔ (۶)

امام ابنِ حبان کے علم و فضل اور جامعیت کمال کی وجہ سے چار دانگ عالم میں شہرت ہو گئی تھی۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ:

"ابنِ حبان کے علم و فضل' فہم و فراست' عقل و دانش اور جامع العلوم ہونے کی وجہ سے شہروں اور ملکوں میں ان کی غیر معمولی شہرت تھی اور وہ بالاتفاق ائمۂ اُمّت میں شمار کیے جاتے تھے۔" (۷)

علمِ حدیث میں ان کو غیر معمولی کمال حاصل تھا۔ اور علمِ حدیث کے متعلقہ علوم میں بھی ان کو گہری بصیرت حاصل تھی۔ فن جرح و تعدیل میں ان کو کامل دسترس حاصل تھی۔

ولادت

مؤرخین نے ان کی ولادت کا ذکر نہیں کیا۔ ان کی وفات ۳۵۴ھ میں ہوئی اور وفات کے وقت ان کی عمر ۸۰ سال تھی۔ اس لحاظ سے ان کا سن ولادت ۲۷۵ھ بنتا ہے۔ (۸)

امام ابنِ حبان کا مولد موضع "بست" ہے اور یہ قصبہ غزنی اور ہرات کے درمیان واقع تھا۔ یہ قصبہ ساتویں صدی ہجری میں ویران ہو گیا۔ اس کی خاک سے نامور محدثین اور اکابر علماء پیدا ہوئے۔ عربی کا مشہور شاعر اور ادیب ابوالفتح بستی (م ۴۰۱ھ) اور سنن ابی داؤد کے مشہور شارح صاحب معالم السنن عظیم محدث امام ابوسلیمان خطابی (م ۳۸۸ھ) بھی اسی قریہ بست سے تعلق رکھتے تھے۔ (۹)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تحصیل علم اور اساتذہ

امام ابنِ حبان نے نامور اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔ ان کے اساتذہ کی فہرست طویل ہے۔ حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں اور علامہ ابنِ سبکی نے طبقاتُ الشافعیہ میں ان کے اساتذہ کے نام لکھے ہیں۔ مشہور اساتذہ میں امام ابوبکر بن خزیمہ' امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی' امام ابو یعلیٰ موصلی اور امام ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز بغوی شامل ہیں۔ (۱۰)

امام الائمہ ابوبکر بن خزیمہ سے غیر معمولی تعلق تھا۔ سفر و حضر میں ان کے ساتھ رہتے تھے اور وہ جو کچھ فرماتے اس کو قلم بند کر لیتے۔ حدیث' فقہ' اصول اور فرائض کی تعلیم ان ہی سے حاصل کی تھی۔ (۱۱)

تلامذہ

اساتذہ کی طرح ان کے تلامذہ کی فہرست بھی طویل ہے۔ حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں ان کے تلامذہ کے نام لکھے ہیں۔ امام ابو عبداللہ حاکم صاحب المستدرک ان کے خاص تلامذہ میں شامل تھے۔ (۱۲)

طلب علم کے لئے سفر

امام محمد بن حبان نے علم و فن کے لیے متعدد اسلامی ملکوں کا سفر کیا۔ مؤرخین کا بیان ہے کہ ابنِ حبان تحصیل علم کے لیے اسکندریہ (مصر)' ہواز' ابلہ' بصرہ' واسط' بغداد' کوفہ' مکہ' مخاصل' حلب' انطاکیہ' حمص' بخارا' نساء' ماوراءالنہر' جرجان' عراق' حجاز' شام' جزیرہ اور مصر تشریف لے گئے۔ اور ان شہروں میں بعض شہر ایسے ہیں جہاں وہ متعدد بار تشریف لے گئے۔ (۱۳)

فقہی مسلک

بعض اہل علم نے ان کو شافعی المسلک بتایا ہے۔ لیکن حافظ ابنِ کثیر لکھتے ہیں کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابنِ حبان اپنے استاد امام ابنِ خزیمہ کی طرح تقلید کے بجائے تفقّہ و اجتہاد سے کام لیتے تھے۔ اس لیے وہ مجتہد تھے۔ (۱۴)

فیاضی و سخاوت

امام ابنِ حبان نے آخر عمر میں اپنے وطن میں ایک مدرسہ اور کتب خانہ قائم کیا تو تمام طالب علم اور کتابوں سے استفادہ کرنے والے شائقین علم کا کھانا ان کے گھر سے آتا تھا۔ اس سے ان کی فیاضی اور سخاوت کا اندازہ ہوتا ہے۔ (۱۵)

اِلحاد اور بد عقیدگی کا الزام اور اس کا جواب

امام ابنِ حبان پر بد عقیدگی 'الحاد اور زندقہ کا الزام عائد کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس وجہ سے وہ جلا وطن کر دیئے گئے تھے۔ ان پر الحاد اور بد عقیدگی کا الزام ان کے قول "النبوّة العِلم و العَمل" (نبوت علم اور عمل کا نام ہے) کی بنیاد پر عائد کیا گیا۔ اس قول سے یہ مراد لی گئی کہ جس میں یہ اوصاف پائے جاتے ہیں وہ نبی ہو سکتا ہے 'گویا نبوت وہبی نہیں ہے' بلکہ کسبی ہے۔ اس وجہ سے ان پر زندقہ 'الحاد اور بد عقیدگی کا الزام لگایا گیا۔

لیکن حافظ ذہبیؒ اور حافظ ابنِ حجرؒ دونوں نے امام ابنِ حبان کے قول "النبوۃ العلم و العمل" کی جو توجیہہ کی ہے اس سے مسئلہ بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ حافظ ذہبیؒ اور ابنِ حجرؒ دونوں کی توجیہہ ایک جیسی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر ان کی مراد یہ ہے کہ نبوت کا دارومدار علم و عمل پر ہے 'کیونکہ اللہ تعالیٰ نبوت و وحی سے اس شخص کو سرفراز کرتا ہے جو ان دونوں صفات سے متصف ہو اور نبی وحی کی وجہ سے علم والا ہوتا ہے اور علمِ الٰہی عمل صالح کو مستلزم ہے' تو اس اعتبار سے ان کا قول صحیح ہے' کیونکہ نبوت علم لدنی اور ان اعمال کا نام ہے جو قربت الٰہی کا ذریعہ ہیں۔ پس نبوّت ان دونوں چیزوں کے بتمام و کمال پائے جانے کا نام ہے اور وحی الٰہی کے بغیر ان دونوں کا بدرجہ کمال حصول نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وحی الٰہی ایسا یقینی علم ہے جس میں ظن و

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تخمین کو دخل نہیں ہوتا۔ مگر غیر انبیاء کا علم یقینی کم اور ظنی زیادہ ہوتا ہے۔ پھر نبوت عصمت کو مستلزم ہے اور انبیاء کے علاوہ کسی شخص کے لیے عصمت نہیں' خواہ علم و عمل کے کتنے ہی اعلیٰ مدارج اور بلند مراتب کیوں نہ طے کرے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب کسی چیز کے بارے میں خبر دی جاتی ہے تو وہ اس کے ضروری مقاصد اور اہم اجزاء کے لحاظ سے دی جاتی ہے' جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "الحج عرفة" یعنی "حج تو عرفہ ہے"۔ تاہم کسی کے لیے اس طرح کی بات مطلقاً اور بلا قرینہ کہنا درست نہیں ہے۔ اور اگر ابن حبان کا مقصد حصر ہو' یعنی نبوت صرف علم و عمل ہی کا نام ہے تو بلاشبہ یہ زندقہ اور فلسفیانہ موشگافی ہو گا۔ (۱۶)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے امام ابن حبان کے قول "النبوة العلم والعمل" کی جو توجیہہ پیش کی ہے اس سے ان پر الحاد و زندقہ کا الزام ثابت نہیں ہوتا۔ حضرت شاہ صاحب کہتے ہیں :

> "مگر انصاف کی بات یہ ہے کہ ابن حبان کا یہ قول النبوة العلم و العمل عقائد صحیحہ کے چنداں خلاف نہیں' کیونکہ ان کا مطلب یہ نہیں تھا کہ نبوت کوئی ایسی چیز ہے جو علم و عمل کی ریاضت سے حاصل ہو سکتی ہے' جیسا کہ فلاسفہ کا مذہب ہے' بلکہ ان کی غرض یہ ہے کہ نبوت کے لیے انسان میں اس نفس ناطقہ کا پایا جانا لازمی ہے جو علم و عمل میں نمایاں زیادتی رکھتا ہو۔ اس کے بعد ہی اس کو وہبی طور پر نبوت عطا کی جاتی ہے۔ قرآن مجید کی اس آیت میں اسی کی جانب اشارہ کیا گیا ہے :
>
> ﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ﴾ (الانعام:۱۲۴)
>
> (اللہ خوب جانتا ہے کہ اپنی رسالت و نبوت سے کس کو سرفراز کرے۔)
>
> رہا یہ عقیدہ کہ انبیاء علیہم السلام کو علمی و عملی استعداد میں دوسرے افراد پر برتری حاصل نہیں ہوتی' بلکہ اللہ تعالیٰ محض اپنے حکم و فیصلہ سے برابر برابر صلاحیت رکھنے والے لوگوں میں سے کسی ایک شخص کو زبردستی نبوت سے سرفراز کر دیتا ہے' تو یہ بات دین و شریعت سے ثابت نہیں ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام ابنِ حبّان کا منشا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو نبوت عطا کیے جانے کے بعد علم و عمل دونوں اعتبار سے فوقیت اور برتری حاصل ہو جاتی ہے' اس لیے وہ معصوم اور گناہوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ تو یہ ایسی بات ہے جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے"۔[۱۷]

حافظ ذہبی' حافظ ابنِ حجر اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی توجیہات سے ثابت ہوتا ہے کہ ابنِ حبان کے قول "النبوۃ العلم والعمل" میں الزام و اعتراض اور الحاد و زندقہ و بدعقیدگی کی کوئی بات نہیں' زیادہ سے زیادہ اس کو سوءِ تعبیر کہا جا سکتا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اتنے بڑے جلیل القدر محدث پر اتنا بڑا الزام کیوں عائد کیا گیا؟ اس کا جواب امام ابو عبداللہ حاکم اور حافظ ابنِ حجر نے یہ دیا ہے کہ "ابو حاتم ابنِ حبان عالی مرتبہ تھے' اس بناء پر اُن سے حسد کیا جاتا تھا۔"[۱۸]

حافظ ابنِ حجرؒ فرماتے ہیں:

"بجز عناد و تعصب کے ان پر اس الزام کے عائد کرنے کی اور کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ وہ یگانہ روزگار اور غیر معمولی ذہین و طبّاع تھے اور ان کا حافظہ بے مثال تھا"۔[۱۹]

وفات

امام ابنِ حبان نے ۲۴ شوال ۳۵۴ھ کو اپنے وطن بست میں وفات پائی۔[۲۰]

تصانیف

امام ابنِ حبانؒ کا شمار ان مشاہیر اسلام میں ہوتا ہے جو صاحب تصانیف کثیرہ ہوئے ہیں۔ ان کی بے شمار کتابیں یادگار ہیں اور ان کی تصانیف کی خصوصیت یہ ہے کہ علمائے اسلام نے ان سے بہت استفادہ کیا۔ امام ابنِ حبان کی تصانیف میں زیادہ کتابیں حدیث اور متعلقاتِ حدیث پر ہیں' مگر افسوس کہ ان کی کتابیں محفوظ نہ رہیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور اکثر کتابیں ناپید ہیں۔ خطیب بغدادی لکھتے ہیں:

"یہ عظیم الشان کتابیں اس لائق تھیں کہ ان کی زیادہ سے زیادہ نقل و اشاعت ہوتی 'معلم ان کو ہاتھوں ہاتھ لیتے' ان کی نقل و کتابت کرتے اور جلدوں میں باندھ کر محفوظ کر دیتے' لیکن افسوس کہ امام صاحب کے اہل وطن ان کے مرتبہ فضل و کمال سے نا آشنا تھے اور وہ اپنی بے بصیرتی کی وجہ سے ان کی اہم اور بلند پایہ تصنیفات کی اشاعت سے غافل رہے"۔ (۲۱)

مولانا ضیاء الدین اصلاحی نے تذکرۃ المحدثین جلد دوم میں امام ابنِ حبان کی اٹھاون (۵۸) کتابوں کے نام لکھے ہیں۔ طوالت کے خوف سے یہاں چند کتابوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) کتاب التاریخ

(۲) کتاب الہدایۃ الی السنن (حدیث اور فقہ دونوں کی جامع اور عمدہ تصنیف ہے۔)

(۳) کتاب الجرح والتعدیل (۱۰ جلد)۔ اپنے موضوع کے اعتبار سے عمدہ کتاب ہے۔

(۴) کتاب الثقات' یہ رجال کی مبسوط' اہم اور شہرۂ آفاق کتاب ہے۔

(۵) کتاب الضعفاء۔ یہ بھی رجال کی مشہور اور ضخیم کتاب ہے۔

(۶) صحیح ابنِ حبان۔ اس کا نام التقاسیم والانواع" بھی ہے۔ اس کو حدیث کی مشہور اور اہم کتاب خیال کیا جاتا ہے۔ امام شاہ ولی اللہ دہلوی نے طبقاتِ کتب حدیث کے تیسرے طبقہ میں اس کو شمار کیا ہے۔ یہ کتاب بہترین خصوصیات کی حامل ہے۔ اس کو فقہی ابواب اور مسانید پر احادیث مرتب کرنے کے مشہور اور مروج طریقوں کے بجائے اقسام و انواع پر مرتب کیا گیا ہے۔

ہر حدیث کے آخر میں رجال و اسناد کی تحقیق' حدیث کے مفہوم کی تعیین و وضاحت اور اسناد و متون کی نئی بحثیں اور دوسری مفید معلومات بیان کی گئی ہیں۔ کتاب کے عنوانات سے امام ابنِ حبان کی فقہی بصیرت' عالمانہ ژرف نگاہی اور سُنّت و آثار سے مکمل واقفیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ (۲۲)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صحیح ابنِ حبان کی اہمیت اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ اہلِ علم نے اس کی طرف خصوصی توجہ کی اور اس کے زوائد، اطراف اور حواشی مرتب فرمائے، جس کی کچھ تفصیل درج ذیل ہے:

امیر علاؤ الدین ابوالحسن فارسی (م ۷۳۷ ھ) نے اس کو فقہی ابواب پر "الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبّان" کے نام سے مرتب کیا۔

حافظ ابنِ حجر نے اس پر مفید حواشی لکھے، ابوالفضل عراقی نے اس کے اطراف کی طرف توجہ کی، اور علامہ ابوالحسن ہیثمی نے "موارد الظمآن الی زوائد ابن حبّان" کے نام سے اس کے زوائد لکھے۔ یہ کتاب مطبع سلفیہ (مکّہ معظمہ) سے شائع ہو چکی ہے۔

حافظ ابنِ حجرؒ نے صحیح ابنِ حبان پر جو حواشی لکھے ہیں اس کی ایک جلد مدینہ منورہ کے کتب خانہ محمودیہ میں محفوظ ہے۔[۲۳]

☆ ☆ ☆

حواشی

(۱) میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۳۹
(۲) شذرات الذهب، ج ۳، ص ۱۶
(۳) تذکرۃ الحفاظ، ج ۳، ص ۱۳۴
(۴) بستان المحدثین، ص ۳۰
(۵) لسان المیزان، ج ۵، ۱۱۴
(۶) تذکرۃ الحفاظ، ج ۳، ص ۱۳۴
(۷) لسان المیزان، ج ۵، ص ۱۱۳
(۸) تذکرۃ الحفاظ، ج ۳، ص ۱۳۴
(۹) معجم البلدان، ج ۳، ص ۱۷۰-۱۷۱
(۱۰) تذکرۃ الحفاظ، ج ۳، ص ۱۳۴، طبقات الشافعیة، ج ۲، ص ۱۳۱

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱۱) طبقات الشافعیۃ' ج۲' ص۱۳۱
(۱۲) تذکرۃ الحفاظ' ج۳' ص۳۳
(۱۳) بستان المحدثین' ص۴۰
(۱۴) البدایۃ والنہایۃ' ج۱' ص۲۵۹
(۱۵) لسان المیزان' ج۲' ۵' ص۱۱۴
(۱۶) ایضًا' ص۱۱۳۔ ۱۱۴
(۱۷) بستان المحدثین' ص۴۰
(۱۸) لسان المیزان' ج۵' ص۱۱۵
(۱۹) ایضًا ۔
(۲۰) طبقات الشافعیۃ' ج۲' ص۱۳۱
(۲۱) تذکرۃ المحدثین' ج۲' ص۳۱
(۲۲) شذرات الذہب' ج۳' ص۱۶
(۲۳) مقدمۃ تحفۃ الاحوذی' ص۱۲۳

✪ ✪ ✪

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱۹)

امام ابو القاسم طبرانی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۶۰ھ - ۳۶۰ھ)

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب صفر ۲۶۰ھ میں پیدا ہوئے۔[۱] ان کا اصل وطن طبریہ تھا جو دریائے اُردن کے قریب واقع ہے' اس لیے طبرانی کہلاتے تھے۔ مگر آخر عمر میں اصفہان میں سکونت اختیار کرلی تھی۔[۲]

اساتذہ و تلامذہ

امام طبرانی کے اساتذہ و تلامذہ کی فہرست خاصی طویل ہے۔ تذکرہ نگاروں کے مطابق امام طبرانی نے ایک ہزار شیوخ سے استفادہ کیا۔ ان کے اساتذہ میں امام ابو زرعہ دمشقیؒ اور امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائیؒ بھی شامل ہیں۔ اور تلامذہ میں حافظ ابو نعیم اصفہانی بھی شامل ہیں۔[۳]

تحصیل علم کے لیے سفر

امام طبرانی نے ۱۳ سال کی عمر میں تعلیم کا آغاز کیا۔ سب سے پہلے اپنے وطن طبریہ میں اصحاب علم و فن سے استفادہ کیا۔ یعنی ۲۷۳ھ میں تعلیم کی طرف مشغول ہوئے۔ ۲۷۴ھ میں قدس اور ۲۷۵ھ میں قیساریہ تشریف لے گئے۔ اس کے بعد دوسرے اسلامی ممالک یعنی حمص' جبلہ' مدائن' شام' مکہ معظمہ' مدینہ منورہ' یمن' مصر' بغداد' کوفہ' بصرہ' جزیرہ' فارس اور اصفہان تشریف لے گئے اور ہر جگہ کے اصحاب علم و فن سے اکتساب فیض کیا۔[۴]

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علمی تبحر

علمائے سیر نے امام طبرانی کے علم و فضل اور صاحب کمال ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ان کے حفظ و ضبط' عدالت و ثقاہت' اتقان و ذکاوت اور غیر معمولی حافظہ کا بھی اعتراف کیا ہے۔ علمائے سیر نے ان کو الحافظ الکبیر' أحد الحفاظ' حافظ العلم' واسع الحفظ اور من الثقات الاثبات المعدلین وغیرہ لکھا ہے۔ (۵)

حدیث میں مرتبہ

امام طبرانی علم و فضل کے جامع اور فن حدیث میں نہایت ممتاز تھے۔ علمائے اسلام نے حدیث میں ان کی بصیرت' ژرف نگاہی اور وسیع العلم ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ علوئے اسناد میں بہت بلند مرتبہ تھے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی" لکھتے ہیں کہ حدیث میں وسعت اور کثرت روایت میں یکتا اور منفرد تھے۔ (۶)

فقہی مسلک

امام طبرانی" کے فقہی مسلک کے بارے میں مولانا عبدالحلیم چشتی نے ان کو شافعی المذہب لکھا ہے' لیکن علمائے اسلام کا خیال ہے کہ امام طبرانی کا مسلک وہی تھا جو محدثین کرام اور ائمہ سنت کا تھا۔ (۷)

دینی غیرت و حمیت

امام طبرانی" میں بڑی دینی غیرت و حمیت تھی اور دین کے معاملہ میں بہت سخت تھے۔ صحابہ کرام ﷢ سے انہیں غیر معمولی محبت اور عقیدت تھی۔ اس لیے ان کی کوئی مذمت اور تنقیص گوارا نہیں کرتے تھے۔ (۸)

وفات

امام طبرانی نے ۲۸ ذی قعدہ ۳۶۰ھ بعمر سو سال وفات پائی اور ان کی نماز جنازہ ان کے شاگرد حافظ ابو نعیم اصفہانی" نے پڑھائی۔ (۹)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تصانیف

امام طبرانی کثیر التصانیف تھے، لیکن ان کی کتابیں بھی قدیم مصنفین کی طرح محفوظ نہیں رہیں۔ مولانا عبدالحلیم چشتی نے عجالہ نافعہ کے فوائد میں امام طبرانی کی تصانیف کے نام جمع کیے ہیں۔ ان کی تلاش و جستجو کے مطابق ۷۹ کتابوں کے نام ملے ہیں[۱۰]۔ طوالت کے خوف سے آپ کی یہاں صرف چار کتابوں کا مختصر تعارف کیا جاتا ہے۔

① **کتاب الدُّعاء:** یہ امام طبرانی کی مشہور کتاب ہے۔ اس میں آنحضرت ﷺ کی ان دعاؤں کو جمع کیا گیا ہے جو صحیح سند سے مروی ہیں۔ اس کتاب میں پہلے دعا کے فضائل و آداب بیان کیے گئے ہیں، پھر آپ ﷺ جس حال میں جو دعا کرتے تھے ان کو علیحدہ علیحدہ ابواب میں جمع کیا گیا ہے — اور کتاب کے آخری باب میں آیت قرآنی: ﴿اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ﴾ کی تفسیر بیان کی ہے۔[۱۱]

معاجم ثلاثہ: امام طبرانی نے معجم میں تین کتابیں لکھی ہیں:

۱۔ معجم کبیر ۲۔ معجم اوسط ۳۔ معجم صغیر۔

محدثین کرام کی اصطلاح میں معجم ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جن میں شیوخ کی ترتیب پر حدیثیں درج کی گئی ہوں۔

② **مُعجم کبیر:** یہ دراصل مسند ہے، کیونکہ اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ترتیب پر ان کی مرویات کو شامل کیا گیا ہے، لیکن اس کی شہرت معجم کے نام سے ہوئی۔ اس میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جو کثیر الروایت صحابی تھے، کی مرویات جمع نہیں کی گئیں۔ امام طبرانی ان کی روایات علیحدہ کتاب میں جمع کرنا چاہتے تھے، معلوم نہیں وہ یہ کتاب مرتب کر سکے یا نہیں۔ معجم کبیر بارہ جلدوں میں ہے۔[۱۲]

③ **مُعجم اوسط:** اس کتاب کو امام طبرانی نے شیوخ کے ناموں پر مرتب کیا ہے۔ اس میں امام صاحب نے تقریباً ایک ہزار شیوخ کے افراد و غرائب جمع کیے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ امام صاحب نے یہ کتاب بڑی محنت اور کاوش سے ترتیب دی ہے۔ یہ کتاب چھ ضخیم جلدوں میں ہے۔ (۱۳)

③ **معجم صغیر:** اس کتاب کی ترتیب بھی شیوخ کے ناموں پر ہے اور اس میں بھی ایک ہزار سے زیادہ شیوخ کی احادیث درج کی ہیں۔ اس کتاب میں امام طبرانی نے روایت اور راوی کے متعلق مختلف قسم کی تصریحات کی ہیں' مثلاً حدیث کے ضعف و قوت' رفع و اتصال' تفرد' شہرت اور غرابت' راویوں کے ضبط و ثقاہت یا وہم' وصف' کنیت' نام' لقب' قبیلہ' وطن اور بعض کے نسب نامے اور روایتوں میں فرق و اختلاف اور کمی بیشی کی تصریح کی گئی ہے۔

امام طبرانیؒ نے اس کتاب میں بعض احادیث کی تشریح بھی کی ہے اور اس کے ساتھ ائمہ فقہ اور محدثین کے اقوال بھی درج کیے ہیں۔ مثلاً ایک حدیث ہے:
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"جس نے چار کام کیے اس کو چار چیزیں عطا کی جاتی ہیں"۔ اور اس کا ذکر کتاب اللہ میں بھی ہے۔

۱) جس نے اللہ کو یاد کیا اللہ بھی اسے یاد کرتا ہے۔
﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ﴾ (البقرۃ: ۱۵۲)
"پس مجھے یاد کرو تو میں تمہیں یاد کروں گا۔"

۲) جس نے دعا کی اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔
﴿ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (المومن: ۶۰)
"مجھ سے مانگو میں تمہیں دوں گا۔"

۳) شکر کرنے والوں پر اللہ مزید فضل و انعام کرتا ہے۔
﴿لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ (ابراھیم: ۷)
"اگر تم میرا شکر کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ نوازوں گا۔"

۴) جو اللہ سے استغفار کرتا ہے اللہ اس کی مغفرت فرماتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

﴿اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا﴾ (نوح : ۱۰)

"اپنے رب سے مغفرت چاہو' بلاشبہ وہ بہت بخشنے والا ہے۔"

معجم صغیر ۱۳۱۱ھ میں مطبع انصاری دہلی سے شائع ہوئی۔ اس کے آخر میں درج ذیل چار رسائل بھی شامل ہیں:

۱۔ غُنیۃ اللامعی' از مولانا شمس الحق عظیم آبادیؒ: اس رسالہ میں اصول حدیث اور فقہی مسائل کے بارے میں سوالات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔

۲۔ التُحفۃ المرضیۃ فی حل بعض مشکلات الحدیثیۃ' از شیخ علامہ حسین بن محسن انصاریؒ: اس رسالہ میں امام ترمذی کی بعض اصطلاحات کی تحقیق کی گئی ہے۔

۳۔ رفع الیدین فی الدُّعاء' از علامہ حجر بن عبدالرحمٰن بن سلیمان بن یحییٰ زبیدی الیمانیؒ: اس میں فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کو مدلل طور پر مسنون بتایا گیا ہے۔

۴۔ الکشف من مجاوزۃ ھذہ الامۃ الالف' از حافظ جلال الدین سیوطیؒ: اس رسالہ میں حدیث (ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یمکث فی قبرہ الف سنۃ) پر گفتگو کر کے اسے باطل قرار دیا گیا ہے۔ (۴)

☆ ☆ ☆

حواشی

(۱) ذہبی' تذکرۃ الحفاظ' ج ۳' ص ۱۳۶۔

(۲) ابن جوزی' المنتظم' ج ۷' ص ۵۳۔ ابن خلکان' تاریخ ابن خلکان' ج ۱' ص ۳۸۳۔

(۳) شاہ عبدالعزیز' بستان المحدثین' ص ۵۵۔

(۴) ایضاً۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۵) ابنِ عماد' شذرات الذہب' ج۲' ص۳۰۔
(٦) شاہ عبدالعزیز' بستان المحدثین' ص۵۴۔
(۷) شاہ عبدالعزیز' عجالہ نافعہ' مع فوائد جامعہ' ص۸۰۔
(۸) ابن الجوزی' المنتظم' ج۷' ص۵۴۔
(۹) شاہ عبدالعزیز' بستان المحدثین' ص۵۴۔
(۱۰) عبدالحلیم چشتی' عجالہ نافعہ' ص۸۰۔۸۱۔
(۱۱) ضیاء الدین اصلاحی' تذکرۃ المحدثین' ج۲' ص۵۱۔
(۱۲) شاہ عبدالعزیز' بستان المحدثین' ص۵۳۔
(۱۳) ایضاً۔
(۱۴) ضیاء الدین اصلاحی' تذکرۃ المحدثین' ج۲' ص۵۷۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

—(۲۰)—

امام ابوالحسن دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ

(۳۰۶ھ — ۳۸۵ھ)

امام ابوالحسن علی بن عمر دار قطنیؒ ۵ ذی قعدہ ۳۰۶ھ کو بغداد کے محلہ دار قطن میں پیدا ہوئے [۱]۔ آپ نے اپنے وقت کے نامور اساتذہ اور اصحابِ فن سے استفادہ کیا۔ حافظ ابنِ جوزیؒ (م ۵۹۷ھ) اور علامہ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے آپ کے اساتذہ کی فہرست اپنی اپنی کتابوں میں درج کی ہے [۲]۔ اساتذہ کی طرح تلامذہ کی فہرست بھی طویل ہے۔ آپ کے تلامذہ میں امام ابو عبداللہ حاکمؒ صاحب المستدرک (م ۴۰۵ھ) اور امام ابو نعیم اصفہانیؒ صاحب حلیۃ الاولیاء (م ۴۳۰ھ) کے نام بھی ملتے ہیں۔ [۳]

امام دار قطنیؒ نے طلب حدیث کے لیے کوفہ، بصرہ، واسط، شام اور مصر کا سفر کیا اور ہر جگہ کے نامور علمائے کرام سے اکتسابِ فیض کیا [۴]۔ امام دار قطنیؒ کا حافظہ غیر معمولی تھا۔ اس کے علاوہ آپ عدالت و ثقاہت، حفظ و ضبط اور زہد و ورع میں بھی بہت ممتاز تھے —— اور ان سب کے علاوہ آپ روایت کی طرح درایت کے بھی ماہر اور فن جرح و تعدیل کے امام تھے۔

خطیب تبریزیؒ (م ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

> "امام دار قطنی حدیث و آثار، علل حدیث، اسماء الرجال اور احوالِ رواۃ میں یکتا تھے"۔ [۵]

علامہ ابنِ کثیرؒ (م ۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

> "احادیث پر نظر اور علل و انتقاد کے اعتبار سے وہ نہایت عمدہ تھے۔ اپنے دور میں فن اسماء الرجال، علل اور جرح و تعدیل کے امام اور فن روایت میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مکمل دستگاہ رکھتے تھے"۔ (۶)

شیخ الاسلام امام ابنِ تیمیہ (م ۷۲۸ھ) لکھتے ہیں:

"فقہی احکام و مسائل اور حلال و حرام کی معرفت میں جو حیثیت مالکؒ، سفیان ثوریؒ، اوزاعیؒ اور شافعیؒ وغیرہ ائمہ فقہ کی آراء اور اقوال کی ہے وہی حیثیت رجال اور صحیح و ضعیف احادیث کے بارے میں یحییٰ بن معینؒ، بخاریؒ، مسلمؒ، ابو حاتمؒ، ابو زرعہؒ، نسائیؒ، ابنِ عدیؒ اور امام دار قطنیؒ وغیرہ جیسے جہاں دیدہ محدثین و نقادانِ فن کے کلام کی ہے"۔ (۷)

امام دار قطنی کی شہرت و مقبولیت ان کے حدیث میں امتیاز کی وجہ سے ہے۔ محدثین کرام اور اربابِ سیر نے ان کے حفظ و ضبط، ثقاہت و اتقان، روایت و درایت میں مہارت اور معرفتِ علل کا اعتراف کیا ہے۔

علامہ ابن خلکان (م ۶۸۱ھ) لکھتے ہیں:

"امام دار قطنی علمِ حدیث میں منفرد اور امام تھے"۔ (۸)

حافظ ابنِ کثیرؒ (م ۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

"روایت کی وسعت و کثرت کے اعتبار سے وہ امامِ دہر تھے"۔ (۹)

علامہ عبدالحی بن عماد حنبلی (م ۱۰۸۹ھ) لکھتے ہیں:

"امام دار قطنی حدیث اور اس کے متعلقہ فنون میں منتہی تھے۔ اور اس میں امیر المومنین کہلاتے تھے"۔ (۱۰)

امام دار قطنی کا حدیث میں کمال، بلند پایگی اور تبحرِ علمی کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ صحاحِ ستہ کے بعد جن مصنفین کو معتبر اور جن کی تصانیف کو مستند مانا گیا ہے ان میں امام دار قطنی کا نام بھی شامل ہے۔ (۱۱)

مسلک کے اعتبار سے امام دار قطنی شافعی المذہب تھے (۱۲)۔ لیکن اس کے ساتھ ان کا شمار صاحب الوجوہ فی المذہب فقہاء میں بھی ہوتا ہے (۱۳)۔ امام دار قطنی نے ۸/ ذی قعدہ ۳۸۵ھ کو انتقال کیا۔ (۱۴)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سنن دار قطنی:

امام دار قطنی صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ ان کی اکثر تالیفاتِ حدیث' اصولِ حدیث اور رجال سے متعلق تھیں [۱۵]۔ سنن دار قطنی آپ کی مشہور کتاب ہے اور صحاحِ ستہ کے بعد وثوق و اعتبار کے لحاظ سے ممتاز اور اہم مانی جاتی ہے۔ حاجی خلیفہ مصطفیٰ بن عبد اللہ (م ۱۰۶۷ ھ) لکھتے ہیں:

"فن حدیث میں بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں' مگر علمائے سلف و خلف کا اتفاق ہے کہ قرآنِ مجید کے بعد سب سے زیادہ صحیح اور معتبر کتاب صحیح بخاری ہے' پھر صحیح مسلم اور مؤطا امام مالک ہیں' ان کے بعد امام ابوداؤد' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ اور دار قطنی کی کتابوں اور مشہور مسانید کا درجہ ہے"۔ [۱۶]

حافظ ابنِ صلاحؒ (م ۶۴۳ ھ) اور علامہ سیوطیؒ (م ۹۱۱ ھ) نے بھی سنن دار قطنی کو صحاحِ ستہ کے بعد مستند تسلیم کیا۔ [۱۷]

امام دار قطنی فنِ جرح و تعدیل کے امام تھے۔ علل اور رجال حدیث پر ان کی نظر بڑی گہری تھی۔ اس لیے سنن دار قطنی نقد و جرح کے متعلق اقوال کا عمدہ اور مفید ذخیرہ ہے۔ جس طرح امام ترمذیؒ (م ۲۷۹ ھ) نے جامع ترمذی میں حدیث کے صحیح' حسن اور ضعیف ہونے کی وضاحت کی ہے اسی طرح امام دار قطنی نے بھی سنن دار قطنی میں یہی طریقہ اختیار کیا ہے۔

حافظ ابن صلاح (م ۶۴۳ ھ) لکھتے ہیں:

ونص الدّار قطنی فی سننه علٰی کثیر من ذٰلک [۱۸]

امام دار قطنی نے سنن میں اکثر حدیثوں کے حسن یا ضعیف ہونے کو واضح کر دیا ہے۔

سنن دار قطنی کے ساتھ علمائے کرام کے شغف و اعتناء سے بھی اس کی اہمیت ظاہر ہو جاتی ہے۔

علامہ بغویؒ (م ۵۱۹ ھ) اور حافظ سیوطیؒ (۹۱۱ ھ) نے اس کی حدیثوں کی تخریج

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) نے اتحاف المھرۃ باطراف العشرۃ میں اس کے اطراف لکھے ہیں۔ مولانا شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ) نے اس کی مختصر شرح اور تعلیق لکھی ہے' جس میں حدیثوں کی تحقیق' تنقید' ان کے علل' مصالح' مطالب اور بعض مشکل مقامات کو حل کیا گیا ہے۔ راوی کے بلاد و اماکن کی وضاحت بھی کی ہے۔ حواشی کے ابتداء میں سنن اور صاحب سنن کا تعارف بھی کرایا ہے۔[۱۹]

☆ ☆ ☆

حواشی

(۱) ابن جوزی' المنتظم' ج ۷' ص ۸۳۔

(۲) ابن جوزی' المنتظم' ج ۷' ص ۸۳۔ ذہبی' تذکرۃ الحفاظ' ج ۳' ص ۱۹۹۔

(۳) خطیب بغدادی' تاریخ بغداد' ج ۱۲' ص ۳۴۔

(۴) ذہبی' تذکرۃ الحفاظ' ج ۳' ص ۱۹۹۔

(۵) خطیب بغدادی' تاریخ بغداد' ج ۱۲' ص ۳۴۔

(۶) ابن کثیر' البدایۃ والنھایۃ' ج ۱۱' ص ۳۱۷۔

(۷) ابن تیمیۃ' الرد علی البکری' ص ۱۳۔

(۸) ابن خلکان' وفیات الاعیان' ج ۲' ص ۵۔

(۹) ابن کثیر' البدایۃ والنھایۃ' ج ۱۱' ص ۳۱۷۔

(۱۰) ابن العماد الحنبلی' شذرات الذھب' ج ۳' ص ۱۱۶۔

(۱۱) حافظ ابن صلاح' مقدمۃ ابن صلاح' ص ۹۲۔ ولی الدین خطیب تبریزی' مقدمۃ کمال' ص ۱۷۔ جلال الدین سیوطی' تدریب الراوی' ص ۳۲۰۔

(۱۲) ابن خلکان' وفیات الاعیان' ج ۲' ص ۵۔

(۱۳) یافعی مراۃ الجنان' ج ۲' ص ۳۲۵۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱۴) خطیب بغدادی' تاریخ بغداد' ج ۱۲' ص ۳۴۔

(۱۵) ذہبی' تذکرۃ الحفاظ' ج ۳' ص ۲۰۰۔

(۱۶) حاجی خلیفہ مصطفٰی' کشف الظنون' ج ۱' ص ۳۲۶۔

(۱۷) ابنِ صلاح' مقدمۃ ابنِ صلاح' ص ۱۱۔ سیوطی' تدریب الراوی' ص ۳۰۔

(۱۸) ابنِ صلاح' مقدمۃ ابنِ صلاح' ص ۱۸۔

(۱۹) ضیاء الدین اصلاحی' تذکرۃ المحدثین' ج ۲' ص ۱۱۴۔

✪ ✪ ✪

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

— (۲۱) —

امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ

(م ۳۱۹ھ — ۳۸۸ھ)

امام ابو سلیمان حمد بن محمد بن ابراہیم بن خطاب رحمۃ اللہ علیہ ۳۱۹ھ میں کابل میں پیدا ہوئے [۱]۔ آپ کے اساتذہ و تلامذہ کی فہرست طویل ہے [۲]۔ تحصیل حدیث کے لیے آپ نے عراق' حجاز' خراسان اور ماوراء النہر کا سفر کیا اور ہر جگہ اساطین فن سے استفادہ کیا۔ نیشاپور میں آپ کا قیام بہت عرصہ تک رہا اور وہاں پر آپ نے درس و تدریس کے ساتھ تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ [۳]

امام خطابیؒ کے علمی تبحر' حفظ و ضبط' عدل و اتقان اور فہم و درایت کا علمائے فن نے اعتراف کیا ہے۔ علامہ ابن سبکیؒ (۷۷۱ھ) نے ان کو امام حدیث لکھا ہے۔ [۴] حدیث کے علاوہ امام خطابی فقہ' اصول فقہ' لغت و عربیت' نحو و ادب اور معانی و بیان میں بھی صاحب کمال تھے۔ [۵]

امام خطابی اگرچہ خود اجتہادی بصیرت اور فقہی ژرف نگاہی میں ممتاز تھے' تاہم وہ امام شافعیؒ (م ۲۰۴ھ) کے مسلک پر کاربند تھے۔ [۶]

امام خطابیؒ نے ۶ ربیع الآخر ۳۸۸ھ کو انتقال کیا۔ [۷]

اعلام السُنن

اس کا نام اعلام الحدیث اور شرح بخاری بھی ہے۔ اس میں الجامع الصحیح البخاری کی حدیثوں کی تخریج کی گئی ہے۔ اعلام السنن لطیف نکات اور مفید مطالب پر مشتمل ہے۔ [۸]

مولانا عبدالسلام مبارک پوری (م ۱۳۴۲ھ) لکھتے ہیں:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"یہ ایک نہایت پاکیزہ شرح ہے' ابتدائی لفظ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمُنْعِم ہے "[۹]

معالم السنن

معالم السنن امام ابو داوٗد سجستانی (م ۲۷۵ ھ) کی سنن ابی داوٗد کی شرح ہے۔ اس میں امام خطابیؒ نے حدیثوں کی شرح' اس کے اہم مطالب کی توضیح اور اس کی مشکلات کو عالمانہ انداز میں حل کیا ہے۔ اس میں احادیث کی تشریح و تفسیر اور بحث و تحقیق کا معیار بہت بلند اور طرزِ استدلال بہت دلکش ہے۔ امام خطابی نے حدیثوں کے اسرار و حکم پر خاص توجہ دی ہے اور اس کے ساتھ اصولِ حدیث اور فنی مباحث پر بھی عالمانہ گفتگو کی ہے۔ علامہ شہاب الدین احمد بن محمد بن ابراہیم مقدسی (م ۷۶۹ ھ) نے "عجالة العالم من کتاب المعالم" کے نام سے اس کی تلخیص کی ہے۔[۱۰]

☆ ☆ ☆

حواشی

(۱) ابنِ خلکان' وفیات الاعیان' ج ۱' ص ۳۹۷۔
(۲) تقی الدین سبکی' طبقات الشافعیہ' ج ۳' ص ۷۱۸۔
(۳) سمعانی' کتاب الانساب' ص ۲۰۳۔ ذہبی' تذکرۃ الحفاظ' ج ۳' ص ۲۲۴۔
(۴) ابنِ سبکی' طبقات الشافعیہ' ج ۲' ص ۲۱۸۔
(۵) ابنِ جوزی' المنتظم' ج ۷' ص ۳۹۷۔
(۶) ابنِ سبکی' طبقات الشافعیہ' ج ۲' ص ۱۱۸۔
(۷) سمعانی' کتاب الانساب' ص ۲۰۳۔
(۸) ضیاء الدین اصلاحی' تذکرۃ المحدثین' ج ۲' ص ۱۲۳۔
(۹) عبدالسلام مبارک پوری' سیرت البخاری' ص ۲۱۶۔
(۱۰) حاجی خلیفہ' کشف الظنون' ج ۱' ص ۳۲۷۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۴۲)

امام ابو عبداللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ

(۳۲۱ھ — ۴۰۵ھ)

ائمہ حدیث میں امام ابو عبداللہ حاکم ممتاز حیثیت کے حامل ہیں' جو اپنے گوناگوں اوصاف و کمالات کی وجہ سے مسلمانوں کے مقتدا و امام اور ان کی عقیدت و توجہ کا مرکز بن گئے تھے۔ ائمہ فن' اربابِ سیر اور تذکرہ نگاروں نے ان کے علمی تبحر' جلالت قدر اور عظمت شان کا اعتراف کیا ہے۔ علامہ ابن سبکی لکھتے ہیں کہ:

"امام ابو عبداللہ حاکم کے علمی تبحر اور جلالت قدر پر تمام ائمہ فن کا اتفاق ہے۔ وہ ان ائمہ اعلام میں تھے جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین مبین کی حفاظت کا کام لیا ہے۔ لوگ دور دراز سے ان کی مجلس درس میں شریک ہوتے اور آکر علمی تشنگی بجھاتے تھے۔ اکابر محدثین اور نامور ائمہ فن ان سے استفادہ کرنے میں عار محسوس نہیں کرتے تھے اور ان کے علمی تبحر' جلالت قدر' عدالت و ثقاہت' امانت و دیانت' حفظ و ضبط' زہد و ورع' تقویٰ و طہارت اور معرفت حدیث میں ان کی انفرادیت کی بناء پر اُن کا عزت و احترام کرتے تھے"۔[1]

علامہ ابن خلکان فرماتے ہیں کہ:

"امام ابو عبداللہ حاکم اپنے سے پہلے علماء پر فوقیت رکھتے تھے اور اپنے علمی تبحر اور کمالات کی وجہ سے اس بلند مقام پر فائز تھے جہاں دوسروں کے لیے پہنچنا ممکن نہیں تھا۔ وہ اپنے زمانہ میں منفرد حیثیت کے حامل تھے۔ ان کے انتقال سے جو خلاء پیدا ہوا وہ پُر نہیں ہو سکتا"۔[2]

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علم و فضل

امام ابو عبداللہ حاکم کو تمام علومِ اسلامیہ میں غیر معمولی درک حاصل تھا۔ تفسیر اور قرآنی علوم' حدیث' فقہ' اصولِ فقہ' تاریخ' ادب و لغت' اسماء الرجال وغیرہ میں کمال حاصل تھا' لیکن حدیث اور معرفتِ حدیث میں خاص امتیاز کی بناء پر ان کو الحافظ الکبیر اور امام المحدثین کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ ائمہ فن نے ان کے حدیث اور معرفت میں صاحب کمال ہونے کا اعتراف کیا ہے اور ان کے حفظ و ضبط اور ثقاہت و عدالت پر تمام ائمہ فن کا اتفاق ہے۔ اہل سیر نے "الحافظ الکبیر من اھل الحفظ" اور "من اکابر حُفّاظ الحدیث" کہہ کر ان کے حافظہ کی توثیق کی ہے۔

امام یافعی لکھتے ہیں کہ :

> "حدیث اور اس کے متعلق علوم کی معرفت میں ان کو بڑی مہارت حاصل تھی"۔ (۳)

حافظ ذہبی فرماتے ہیں :

> "نہ صرف خراسان بلکہ ساری دنیا میں اقلیم حدیث کی تاج داری ان پر ختم ہوگئی"۔ (۴)

علامہ ابنِ صلاح اور امام نووی نے جن سات محدثینِ کرام کو صاحبِ کمال قرار دیا ہے ان میں امام ابو عبداللہ حاکم بھی شامل ہیں۔ (۵)

کلام و عقائد میں اشاعرہ کے ہم نوا تھے۔ حافظ ابنِ سبکی اور حافظ ابنِ عساکر نے ان کے اشعری المذہب ہونے کی تصریح کی ہے۔ (۶)

امام ابو عبداللہ حاکم زہد و اتقاء' تقویٰ و طہارت اور امانت و دیانت میں بھی ممتاز تھے۔ حافظ ابنِ کثیر نے لکھا ہے کہ :

> "امام ابو عبداللہ حاکم متدین' امین' صاحب حزم و ورع اور اللہ کی جانب مائل و متوجہ رہتے تھے"۔ (۷)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیاسی و اجتماعی امور سے بھی امام حاکم کو دلچسپی تھی۔ کچھ عرصہ قاضی کے عہدہ پر بھی متمکن رہے اور مدرسہ دار السنۃ کے نگران و مہتمم بھی رہے۔ (۸)

ولادت

امام ابو عبداللہ حاکم ۳/ ربیع الاول ۳۲۱ھ کو خراسان کے مشہور شہر نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ ان کا نام محمد بن عبداللہ بن محمد تھا۔ (۹)

خاندان

امام حاکم کا تعلق ایک علمی خاندان سے تھا۔ ان کے والد عبداللہ اور ان کے ماموں علم و فن کے دلدادہ تھے۔ امام حاکم کے والد کو یہ شرف حاصل تھا کہ انہوں نے الجامع الصحیح مسلم کے مصنف اور صحاحِ ستّہ کے رکن عظیم امام مسلم بن حجاج قشیری کی زیارت کی تھی۔ (۱۰)

تحصیل علم

امام حاکم ایک علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ اس لیے آپ نے تعلیم کا آغاز اپنے والد بزرگوار اور ماموں سے کیا۔ اس کے بعد مختلف اساتذہ کرام سے اکتسابِ فیض کیا۔ ان کے اساتذہ و تلامذہ کی فہرست طویل ہے۔ حافظ ذہبی، علامہ ابن سبکی، امام ابو بکر خطیب بغدادی اور حافظ ابنِ عساکر نے اپنی اپنی کتابوں میں ان کے اساتذہ و تلامذہ کی فہرست درج کی ہے۔ امام ابو الحسن دار قطنی ان کے اساتذہ میں شامل ہیں، جبکہ تلامذہ میں امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی کا نام شامل ہے۔ (۱۱)

امام حاکم نے سب سے پہلے اساطین نیشاپور سے استفادہ کیا۔ ۲۰ سال کی عمر میں دوسرے علمی شہروں اور مراکز حدیث کا رخ کیا اور آپ عراق، بغداد، کوفہ، مرو، بخارا، ماوراء النہر، ہمدان اور اصفہان تشریف لے گئے اور ہر جگہ ائمہ فن اور محدثین کرام سے اکتسابِ فیض کیا۔ امام حاکم کے زیادہ اسفار کی وجہ سے مؤرخین

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے ان کو "طاف الآفاق و رحل کثیر" لکھا ہے۔ [۱۲]

وفات

امام حاکمؒ نے ۳ صفر ۴۰۵ھ کو بعمر ۸۴ سال نیشاپور میں انتقال کیا۔ [۱۳]

تصنیفات

امام ابو عبداللہ حاکم ایک بلند مرتبہ مصنف تھے۔ علمائے فن نے بحیثیت مصنف امام حاکم کی تعریف و توصیف کی ہے۔ امام حاکم کی تصنیفات بلند مرتبہ حیثیت کی حامل تھیں اور ان کی تصنیفات کمیت و کیفیت دونوں حیثیتوں سے بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔ خود فرماتے ہیں کہ "میں نے زم زم کا پانی پی کر اللہ تعالیٰ سے حسن تصنیف کی دعا کی تھی"۔ چنانچہ ان کی دعا قبول ہوئی۔ اہل سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ امام حاکم کی تصنیفات بہت علمی، مفید، جامع اور بلند مرتبہ تھیں۔ علامہ ابن خلکان لکھتے ہیں کہ:

"حاکم نے علوم حدیث میں بے نظیر تصنیفات یادگار چھوڑی تھیں"۔ [۱۴]

علامہ سمعانی فرماتے ہیں کہ:

"انہوں نے علوم حدیث اور دیگر فنون میں بڑی عمدہ کتابیں لکھیں"۔ [۱۵]

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ:

"حاکم را در فن تصنیف و ترتیب دخل تمام بود"۔ [۱۶]

امام ابو عبداللہ حاکم صاحب تصنیفاتِ کثیرہ تھے۔ مؤرخین نے لکھا ہے کہ امام حاکم کی تصانیف کی تعداد بہت زیادہ ہے، لیکن ان کی اکثر کتابیں معدوم و ناپید ہیں۔ مولانا ضیاء الدین اصلاحی نے ان کی ۲۴ کتابوں کے نام بتائے ہیں [۱۷] مگر یہاں ان کی صرف چھ کتابوں کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے:

تفسیر القرآن: حافظ سیوطی نے اس کو تیسری اور چوتھی صدی ہجری کی اہم تفاسیر قرآن میں شمار کیا ہے۔ اس میں صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے آثار سنداً بیان کیے گئے ہیں۔ [۱۸]

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اکلیل فی الحدیث: یہ کتاب اصول حدیث سے متعلق ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ یہ بڑی مفید اور اہم کتاب ہے۔[19]

المدخل فی الحدیث: یہ کتاب اکلیل فی الحدیث کا مقدمہ ہے۔

تاریخ نیشاپور: یہ بڑی ضخیم کتاب ہے۔ اس میں خطیب بغدادی کی تاریخ بغداد کی طرح علماء و مشاہیر فن کے تراجم درج ہیں۔ حافظ ابن سبکی اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

"حاکم کے اس عظیم الشان کارنامہ کے سامنے نامور محدثین و فقہاء کو سرنگوں ہو جانا پڑا۔ جو اس کا بغور مطالعہ کرے گا اس کو ان کے گوناگوں کمالات اور مختلف علوم میں جامعیت کا پورا پورا اندازہ ہو جائے گا"۔[20]

معرفۃ علوم الحدیث: یہ علوم حدیث سے متعلق بڑی اہم اور مفید کتاب ہے۔ علمائے فن نے اس کی بڑی تعریف و توصیف کی ہے۔ علامہ ابن خلدون اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

"علوم حدیث میں لوگوں نے متعدد کتابیں لکھی ہیں، لیکن اس فن کے یگانہ روزگار ائمہ و علمائے فحول میں ابو عبداللہ حاکم ہیں۔ ان کی کتابیں مشہور ہیں۔ انہوں نے اس فن کو باقاعدہ مرتب و مہذب کیا اور اس کے محاسن اچھی طرح منقح اور نمایاں کیے"۔[21]

معرفۃ علوم الحدیث ۱۹۳۵ء میں ڈاکٹر سید معظم حسین سابق صدر شعبہ سیاسیات و عربی ڈھاکہ یونیورسٹی کے حواشی و تعلیقات کے ساتھ دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن کے زیر اہتمام مصر سے شائع ہوئی۔

حافظ ابو نعیم اصفہانی نے اس پر مستخرج لکھا اور علامہ طاہر الجزائری نے اپنی کتاب توجیہ النظر میں اس کا ملخص شامل کیا ہے۔[22]

المستدرک علی الصحیحین: محدثین کی اصطلاح میں حدیث کی وہ کتابیں مستدرک کہلاتی ہیں جن میں ان حدیثوں کو نقل کیا جاتا ہے جو حدیث کی کسی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور کتاب کی شرط کے مطابق ہونے کے باوجود اس میں درج ہونے سے رہ گئی ہوں۔[۲۳] اس طرح حدیث کی جو کتابیں مرتب کی گئی ہیں ان میں ابو عبداللہ حاکم کی المستدرک علی الصحیحین زیادہ مشہور ہے۔ مستدرک حاکم صحیح بخاری و صحیح مسلم پر مستدرک ہے۔ یعنی اس میں ان حدیثوں کو شامل کیا گیا ہے جو امام حاکم کے خیال میں صحیحین کے معیار و شرائط کے مطابق ہونے کے باوجود ان میں شامل نہیں کی گئیں۔

مستدرک حاکم کا شمار حدیث کی مشہور اور اہم کتابوں میں ہوتا ہے اور اس کتاب کو بعض حیثیتوں سے بڑی اہمیت حاصل ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے طبقاتِ کتب حدیث کے تیسرے طبقہ میں اس کو شامل کیا ہے۔[۲۴] اس طبقہ میں مسند دارمی 'سنن دار قطنی' مسند ابو داؤد طیالسی اور مصنف ابوبکر بن شیبہ جیسی بلند پایہ کتابیں شامل ہیں۔ بعض محدثین کرام نے اس کا پایہ صحیح ابن حبان کے قریب قریب بتایا ہے۔[۲۵] حافظ ابن صلاح اور امام نووی نے صحاح ستہ کے بعد حدیث کی جن کتابوں کو زیادہ اہم اور قابل اعتماد قرار دیا ہے ان میں مستدرک حاکم بھی شامل ہے۔[۲۶]

مستدرک حاکم دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن نے چار جلدوں میں شائع کی۔ پہلی جلد ۱۳۳۴ھ میں شائع ہوئی اور باقی جلدیں بالترتیب ۱۳۴۰ھ' ۱۳۴۱ھ اور ۱۳۴۲ھ میں شائع ہوئیں۔

☆ ☆ ☆

حواشی

(۱) ابن سبکی 'طبقات الشافعیۃ' ج ۳' ص ۶۵۔
(۲) ابن خلکان 'تاریخ ابن خلکان' ج ۲' ص ۲۸۵۔
(۳) یافعی 'مراءۃ الجنان' ج ۳' ص ۲۴۴۔
(۴) ذہبی 'تذکرۃ الحفاظ' ج ۳' ص ۲۴۴۔
(۵) ابن صلاح 'مقدمۃ ابن صلاح' ص ۱۹۳۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۶) ابن سبکی' طبقات الشافعیة' ج ۲' ص ۶۴۔ ابن عساکر' تبیین کذب المفتری' ص ۲۶۹

(۷) ابن کثیر' البدایة والنهایة' ج ۱۱' ص ۳۵۵۔

(۸) ابن خلکان' تاریخ ابن خلکان' ج ۲' ص ۲۸۵۔

(۹) ابن عساکر' تبیین کذب المفتری' ص ۲۲۰۔' ابن سبکی' طبقات الشافعیة' ج ۳' ص ۶۴۔

(۱۰) ذهبی' تذکرة الحفاظ' ج ۳' ص ۲۳۶۔

(۱۱) ابن سبکی' طبقات الشافعیة' ج ۲' ص ۶۵۔ ذهبی' تذکرة الحفاظ' ج ۳' ص ۲۳۶۔ خطیب بغدادی' تاریخ بغداد' ج ۵' ص ۳۰۳۔ ابن عساکر تبیین کذب المفتری' ص ۲۲۹۔

(۱۲) خطیب بغدادی' تاریخ بغداد' ج ۵' ص ۳۷۳۔

(۱۳) ذهبی' تذکرة الحفاظ' ج ۳' ص ۲۳۶۔

(۱۴) ابن خلکان' تاریخ ابن خلکان' ج ۲' ص ۲۸۵۔

(۱۵) سمعانی' کتاب الانساب' ورق ۱۰۰

(۱۶) شاہ عبدالعزیز دہلوی' بستان المحدثین' ص ۳۱۔

(۱۷) ضیاء الدین اصلاحی' تذکرة ج ۲' ص ۱۳' تا ۱۳۱۔

(۱۸) سیوطی' الاتقان' ج ۲' ص ۱۹۰۔

(۱۹) شاہ عبدالعزیز' بستان المحدثین' ص ۳۱۔

(۲۰) ابن سبکی' طبقات الشافعیة' ج ۳' ص ۶۵۔

(۲۱) ابن خلدون' مقدمة ابن خلدون' ص ۴۸۵۔

(۲۲) عبدالرحمٰن مبارکپوری' مقدمة تحفة الاحوذی' ص ۷۲' ۱۰۳۔

(۲۳) عبدالرحمٰن مبارکپوری' مقدمة تحفة الاحوذی' ص ۷۲' ۱۰۳

(۲۴) شاہ عبدالعزیز' عجالة نافعة معه فوائد جامعة' ص ۶۔

(۲۵) ابن صلاح' مقدمة ابن صلاح' ص ۱۱۔

(۲۶) ضیاء الدین اصلاحی' تذکرة المحدثین' ج ۲' ص ۱۵۷

✪ ✪ ✪

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲۳)

امام ابو نعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ

(۳۳۶ھ — ۴۳۰ھ)

امام ابو نعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ بلند پایہ محدث' مؤرخ اور صاحب کمال صوفی تھے۔ ان کے علمی تبحر کا اعتراف اہل سیر نے کیا ہے۔ اپنے علمی کمالات کی وجہ سے ان کی ذات مرجع خلائق تھی۔ ان کی ساری زندگی درس و تدریس میں بسر ہوئی۔ لوگ دور دراز سے سفر کر کے ان کی مجلس درس میں شریک ہوتے اور ان سے استفادہ کرتے۔ ہر وقت طلبہ کا ایک جم غفیر ان کے درس میں موجود رہتا۔ اہل سیر نے ان کی مجلس درس کا ذکر اپنی کتابوں میں کیا ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی" لکھتے ہیں:

"جب ان کی مجلسِ درس آراستہ ہوتی تو اربابِ فن اور محدثین عجز و نیاز کے ساتھ ان کے دولت کدہ پر حاضر ہو کر بڑی رغبت اور مکمل انہماک کے ساتھ اکتسابِ فیض کرتے تھے' کیونکہ ان کے علوِ اسناد' جودتِ حفظ و ضبط اور وفورِ علم کا چرچا تھا"۔ (۱)

درس کا سلسلہ صبح سے ظہر تک جاری رہتا۔ ظہر کے بعد جب امام ابو نعیم گھر تشریف لے جاتے تو راستہ میں بھی شائقین ان سے استفادہ کرتے تھے۔ حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں:

"لم یکن له غداء سوى التسميع والتصنيف" (۲)

"حدیثیں سننا سنانا اور ان کی جمع و تالیف ہی ان کی غذا تھی۔"

نام و نسب' ولادت اور خاندان

امام ابو نعیم کا نام احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن واکل بن مہران

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ ۳۳۶ھ ان کا سن ولادت ہے۔ ان کے جد اعلیٰ مہران کو سب سے پہلے مسلمان ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اور وہ عبد اللہ بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب کے مولیٰ تھے۔ ابو نعیم کے والد عبد اللہ بن احمد علم و فن کے دل دادہ تھے۔ اور ان کے نانا محمد بن یوسف مشہور صوفی اور زاہد تھے۔

اساتذہ

امام ابو نعیم اصفہانیؒ کے اساتذہ کی فہرست طویل ہے۔ ارباب سیر نے اس کی تصریح کی ہے کہ آپ نے بے شمار علمائے فن سے استفادہ کیا۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں:

"انھوں نے خراسان و عراق کے بے شمار لوگوں سے کسب فیض کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کو جس قدر اکابر شیوخ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا اس سے دیگر محدثین محروم ہیں"۔[۳]

تلامذہ

اساتذہ کی طرح ان کے تلامذہ کی فہرست بھی طویل ہے۔ ان سے بے شمار لوگوں نے اکتساب فیض کیا۔ حافظ ابن سبکی اور حافظ ذہبی نے اپنی اپنی کتابوں میں ان کے تلامذہ کی فہرست درج کی ہے۔ امام ابو بکر خطیب بغدادی صاحب تاریخ بغداد ان کے خاص تلامذہ میں سے تھے۔[۴]

علم و فضل

امام ابو نعیمؒ کے علم و فضل، علمی تبحر اور صاحب کمال ہونے کا ائمہ فن اور ارباب سیر نے اعتراف کیا ہے اور ان کو الحافظ الکبیر، الحافظ المشہور اور رمن اکابر الحفاظ الثقات کے القابات سے یاد کیا ہے۔ ان کے حفظ و ضبط، عدالت و ثقاہت اور صدق و اتقان پر تذکرہ نگاروں کا اتفاق ہے۔ حافظ ابن سبکی نے لکھا ہے کہ ابو نعیمؒ مرتبہ کمال پر فائز تھے اور حافظ ذہبی نے بھی ان کے حفظ و ضبط کا اعتراف کیا ہے۔[۵] حدیث میں ان کا مرتبہ بہت بلند تھا۔ اہل سیر نے ان کو محدث العصر اور رمن اعلام

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

المحدثین والرواۃ کے لقب سے موسوم کیا ہے۔ علامہ ابن سبکی فرماتے ہیں:

"ابو نعیم ان ممتاز لوگوں میں تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے روایت میں علو کے ساتھ درایت میں بھی حد کمال پر فائز کیا تھا"۔ (۶)

حافظ ذہبیؒ کہتے ہیں کہ:

حافظ ابو نعیم علو اسناد، حفظ وضبط اور جملہ علوم وفنونِ حدیث میں تبحّر کے لحاظ سے پوری دنیا میں ممتاز تھے"۔ (۷)

حافظ ابنِ عساکر فرماتے ہیں کہ:

"آپ جمع ومعرفتِ حدیث میں یکتا اور فضائل وکمالات کا مجموعہ تھے"۔ (۸)

فقہ وتصوّف میں بھی جامع کمال تھے۔ تصوّف وسلوک سے ان کی دلچسپی خاندانی تھی۔ ان کے نانا محمد بن یوسف کا شمار مشہور اہل اللہ اور صوفیاء میں ہوتا تھا۔ اور تصوف میں ان کے صاحب کمال ہونے کا ثبوت ان کی شہرۂ آفاق کتاب حلیۃ الاولیاء سے ملتا ہے۔ (۹)

فقہی مذہب

فقہ میں امام شافعی کے مذہب سے وابستہ تھے۔ (۱۰)

عقیدہ

عقائد میں اشاعرہ کے ہم نوا تھے۔ حافظ ابنِ عساکر نے تبیین کذب المفتری میں اس کی تصریح کی ہے (۱۱) اور حافظ ابن جوزی نے بھی لکھا ہے کہ ابو نعیم اشعری مذہب کی جانب شدید میلان رکھتے تھے۔ (۱۲)

اشعری مذہب کی طرف زیادہ میلان ہونے کی وجہ سے امام ابو نعیم شدائد ومحن سے بھی دوچار ہوئے۔ ان کے دور میں حنابلہ کا زور واثر بہت بڑھ گیا تھا، جس کی وجہ سے ان کے خلاف شورش وہنگامہ برپا ہوا اور جامع مسجد میں ان کا داخلہ ممنوع کر دیا گیا۔ علامہ ابن خلکان لکھتے ہیں کہ:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"حنابلہ کی شدت پسندی کے علاوہ اس کا سبب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ابو نعیم کے فضل و کمال اور غیر معمولی شہرت و مقبولیت نے ان کی ذات کو محسود و مبغوض بنا دیا ہو"۔ (۱۳)

وفات

حافظ ابو نعیمؒ نے ۹۴ سال کی عمر میں محرم الحرام ۴۳۵ھ میں انتقال کیا۔(۱۴)
حافظ ابو نعیم صاحب تصانیف کثیرہ تھے اور ان کی تصانیف بلند مرتبہ تھیں۔ اہل سیر نے ان کی تصانیف کی تعریف و توصیف کی ہے۔ مولانا ضیاء الدین اصلاحی نے ان کی ۲۹ کتابوں کے نام لکھے ہیں، جن میں ۲۷ غیر مطبوعہ اور ۲ مطبوعہ ہیں۔(۱۵)

غیر مطبوعہ تصانیف میں درج ذیل کتابیں اپنے موضوع کے اعتبار سے بلند مرتبہ کی حامل ہیں:

(۱) کتاب الاربعین (۲) الطب النبوی (۳) کتاب الفوائد (۴) کتاب المستخرج علی البخاری (۵) کتاب معجم الصحابہ رضی اللہ عنہم (حافظ ابن کثیر کے پاس اس کا ایک نسخہ مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا موجود تھا)(۱۶) (۶) کتاب علوم الحدیث (امام حاکم کی مشہور کتاب معرفۃ علوم الحدیث پر مستخرج ہے) (۷) کتاب المستخرج علی التوحید (امام ابن خزیمہ کی کتاب التوحید والصفات پر مستخرج ہے) (۸) تاریخ اصفہان۔

مطبوعہ تصانیف دلائل النبوۃ اور حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء ہیں۔
ان دونوں کتابوں کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

☆ دلائل النبوۃ: یہ کتاب آنحضرت ﷺ کے خصائص و کمالات، فضائل و مکارم اور دلائلِ نبوت اور معجزات سے متعلق ہے۔ پہلے قرآنِ مجید کی روشنی میں آنحضرت ﷺ کے اوصاف و کمالات بیان کیے گئے ہیں اور تائید میں روایات پیش کی گئی ہیں۔ اس کے بعد قدیم کتابوں اور صحف انبیاء میں آپ ﷺ کے بارے میں جو پیشین گوئیاں آئی ہیں ان کو ذکر کیا گیا ہے۔ ابو نعیم نے اس کتاب میں ضعیف روایات

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کا بھی سہارا لیا ہے۔ تاہم اس کا شمار معتبر کتابوں میں ہوتا ہے۔ دلائل النبوۃ کا پہلا ایڈیشن ۱۳۲۰ھ میں اور دوسرا ۱۳۶۹ھ میں دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن سے شائع ہوا۔ اس کا اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

☆ **حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء** : یہ حافظ ابو نعیم کی بہترین اور عمدہ کتاب ہے۔ مصنف نے اس میں ان صحابہ کرام' تابعین عظام' تبع تابعین اور مابعد ائمہ علام و متقین کا ذکر کیا ہے جو زہد و ورع اور معرفت و تصوف میں ممتاز اور صاحب کمال تھے۔ اہل سیر نے اس کتاب کی تعریف و توصیف کی ہے۔ ... ابن خلکان اور صاحب کشف الظنون نے اسے عمدہ اور معتبر کتاب بتایا ہے۔[17] حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:

"اس کتاب کے مطالعہ سے مصنف کی وسعت نظر' ان کے شیوخ کی کثرت اور مخارج و طرق حدیث سے پوری واقفیت کا اندازہ ہوتا ہے"۔[18]

حافظ ذہبی لکھتے ہیں:

"حافظ ابو نعیم کی بہترین اور عمدہ کتاب ہے اور مصنف کی زندگی ہی میں اس کو پوری شہرت اور غیر معمولی حسن قبول و اعتبار حاصل ہو گیا تھا"۔[19]

حضرت شاہ عبدالعزیز فرماتے ہیں:

"اسلامیات میں ایسی نادر اور بے مثال کتاب نہیں لکھی گئی"۔[20]

محمد بن جعفر کتانی لکھتے ہیں:

"اس کتاب میں امام ابو حنیفہؒ کا تذکرہ شامل نہ کیے جانے کی وجہ سے حافظ ابو نعیم پر تعصب کا الزام عائد کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اس کتاب میں صحیح' ضعیف اور بعض موضوع روایات کو بھی شامل کیا گیا ہے"۔[21]

☆ ☆ ☆

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حواشی

(۱) شاہ عبدالعزیز دہلوی 'بستان المحدثین' ص ۴۴۔
(۲) ابن خلکان 'تاریخ ابن خلکان' ج ۱' ص ۴۵۔
(۳) ذہبی 'تذکرۃ الحفاظ' ج ۳' ص ۲۹۱۔
(۴) ابن سبکی 'طبقات الشافعیۃ' ج ۳' ص ۸۔ ذہبی 'تذکرۃ الحفاظ' ج ۳' ص ۲۹۲۔
(۵) ابن سبکی 'طبقات الشافعیۃ' ج ۳' ص ۸۔ ذہبی 'تذکرۃ الحفاظ' ج ۳' ص ۲۹۱۔
(۶) ابن سبکی 'طبقات الشافعیہ' ج ۳' ص ۸۔
(۷) ذہبی 'تذکرۃ الحفاظ' ج ۳' ص ۲۹۱۔
(۸) ابن عساکر 'تبیین کذب المفتری' ص ۲۴۶۔
(۹) ابن سبکی 'طبقات الشافعیۃ' ج ۳' ص ۸
(۱۰) ابن سبکی 'طبقات الشافعیۃ' ج ۳' ص ۸۔
(۱۱) ابن عساکر 'تبیین کذب المفتری' ص ۲۴۶۔
(۱۲) ابن جوزی 'المنتظم' ج ۸' ص ۱۰۰۔
(۱۳) ابن خلکان 'تاریخ ابن خلکان' ج ۱' ص ۴۵۔
(۱۴) ابن جوزی 'المنتظم' ج ۸' ص ۱۰۰۔
(۱۵) ضیاء الدین اصلاحی 'تذکرۃ المحدثین' ج ۲' ص ۲۲۱۔ ۲۲۴۔
(۱۶) ابن کثیر 'البدایۃ والنہایۃ' ج ۱۲' ص ۴۵۔
(۱۷) ابن خلکان 'تاریخ ابن خلکان' ج ۱' ص ۴۵۔
(۱۸) حافظ ابن کثیر 'البدایۃ والنہایۃ' ج ۱۲' ص ۴۵۔
(۱۹) ذہبی 'تذکرۃ الحفاظ' ج ۳' ص ۲۹۱۔
(۲۰) شاہ عبدالعزیز 'بستان المحدثین' ص ۴۴۔
(۲۱) محمد جعفر کتانی 'الرسالۃ المتطرفۃ' ص ۱۱۵۔

✪ ✪ ✪

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۴۴)

ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ

(۳۸۴ھ - ۴۵۸ھ)

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی کے اوصاف و کمالات کا اعتراف ان کے معاصرین، علمائے فن، اربابِ سیر اور تذکرہ نگاروں نے کیا ہے۔ علامہ ابنِ سبکی نے ان کو ائمہ ہدیٰ اور دینِ اسلام کے داعیوں میں شمار کیا ہے اور لکھا ہے کہ امام بیہقی علم و فضل کا پہاڑ اور اپنے دور میں عدیم المثال، یکتائے روزگار، میدانِ علم کے شاہ سوار، حاذق الفن محدث اور علومِ اسلامیہ کے متبحر عالم تھے۔ (۱)

علامہ ابنِ خلکان نے لکھا ہے کہ امام بیہقی اپنے زمانہ میں یکتا اور اپنے معاصرین میں عدیم المثال تھے۔ (۲)

حافظ ابنِ عساکر فرماتے ہیں کہ امام بیہقی امام ابوعبداللہ حاکم صاحب المستدرک کے ارشد تلامذہ میں سے تھے، تاہم متعدد علوم میں یکتا ہونے کی بناء پر اپنے استاد سے بڑھے ہوئے تھے۔ (۳)

حافظ جلال الدین سیوطی نے بھی حافظ ابنِ عساکر کے قول کی تائید کی ہے اور لکھا ہے کہ محدثین اور اربابِ سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ امام ابوعبداللہ حاکم کے شاگرد امام ابوبکر بیہقی حدیث کی طلب و تحری میں ان سے فائق تھے۔ (۴)

ولادت و وطن

امام ابوبکر احمد بن حسین شعبان المعظم ۳۸۴ھ میں خراسان کے مشہور شہر نیشاپور کے مضافاتی قصبہ بیہق میں پیدا ہوئے۔ (۵)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تحصیل علم

امام بیہقی نے ابتدائی تعلیم اپنے قصبہ بیہق میں حاصل کی۔ بعد ازاں نیشاپور اور خراسان کے اساتذہ اور اکابر علماء و محدثین سے استفادہ کیا۔ اس کے بعد عراق، حجاز، مکہ، بغداد اور کوفہ جاکر وہاں کے اساطینِ فن سے مستفیض ہوئے۔ (۶)

اساتذہ و تلامذہ

امام بیہقی نے جن نامور اساتذہ کرام سے استفادہ کیا ان کے نام حافظ ذہبی اور مؤرخ ابنِ خلکان نے اپنی کتابوں میں درج کیے ہیں۔ ان کے اساتذہ میں امام ابو عبداللہ حاکم صاحب المستدرک بھی شامل ہیں۔ ان کے تلامذہ کی فہرست بھی طویل ہے۔ ان کے مشہور تلامذہ میں ان کے فرزند اسماعیل بن احمد اور پوتے ابو الحسن عبداللہ بن محمد بن احمد شامل ہیں۔ (۷)

علم و فضل

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی کے حفظ و ضبط، عدالت و ثقاہت، امانت و دیانت اور اتقان پر محدثین اور ائمہ فن کا اتفاق ہے اور جمہور محدثین کی رائے کے مطابق امام بیہقی اپنے زمانہ میں حفظ و ضبط میں یکتا، ضبط و اتقان کے اعتبار سے یگانہ اور ثقہ و قابل اعتماد تھے۔ اہل سیر اور تذکرہ نگاروں نے ان کو "الحافظ الکبیر" کے لقب سے موسوم کیا ہے۔ (۸)

حدیث اور معرفت حدیث میں عدیم المثال تھے اور احادیث کے علل و اسقام کی تمیز میں غیر معمولی مہارت رکھتے تھے۔ حدیث اور اس کے متعلقات میں اس درجہ عبور ہونے کی بناء پر ان کا شمار اکابر محدثین کرام میں ہوتا ہے۔ ابنِ عساکر نے ان کو شیخ السُّنّۃ کا لقب عطا کیا ہے (۹) اور ظہیر الدین بیہقی نے لکھا ہے کہ فن حدیث میں ان کو اتنا عبور تھا کہ ان کے دور میں کوئی ان کا ہمسر اور ثانی نہیں تھا۔ (۱۰)

علامہ ابنِ خلکان لکھتے ہیں کہ حدیث میں یگانۂ روزگار ہونے کی وجہ سے ان کو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بہت شہرت حاصل ہوئی۔ ابن خلکان کے الفاظ یہ ہیں:

"غلب علیه علم الحدیث واشتهر به"[۱۱]

(ان پر علم حدیث خاص طور سے غالب تھا اور اس میں ان کو نمایاں شہرت حاصل ہوئی۔)

علامہ سمعانی لکھتے ہیں کہ امام بیہقی حدیث میں یگانۂ روزگار تھے' ان سے بے شمار حدیثیں مروی ہیں اور ان کی متعدد بے نظیر کتابیں بھی یادگار ہیں"۔[۱۲]

فقہ و اصول فقہ پر بھی ان کو مکمل عبور تھا۔ ان کی تصنیفاتِ حدیث میں گوناگوں فقہی مسائل و معلومات کا ذخیرہ موجود ہے۔ حافظ ابن عساکر لکھتے ہیں کہ امام بیہقی نے اپنی کتابوں میں علمِ حدیث و فقہ دونوں کے مسائل و معلومات جمع کیے ہیں۔ اس کے ساتھ عللِ حدیث' صحیح و سقیم روایات کی نشاندہی' احادیث کے درمیان جمع و تطبیق کے وجوہ اور فقہ و اصولِ فقہ وغیرہ مختلف النوع مباحث بیان کیے ہیں۔[۱۳]

امام بیہقی کو عربیت اور شعر و سخن کا بھی اچھا ذوق تھا۔ علامہ ابنِ خلکان نے اپنی تاریخ میں ان کے حالات میں بہت سے اشعار نقل کیے ہیں۔ ایک شعر کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

"جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے عزت دی وہ بزرگ ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے سے عزت طلب کی وہ ذلیل ہے۔"[۱۴]

امام بیہقی کو حدیث' فقہ' اصولِ فقہ اور عربیت میں امتیازی شہرت حاصل تھی' لیکن دوسرے علوم میں بھی ان کو کافی دسترس حاصل تھی اور تمام علوم میں اپنے معاصرین میں عدیم المثال' یکتا اور بے نظیر تھے۔[۱۵]

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی کی ایک خصوصیت حقیقت بینی اور انصاف پسندی بھی ہے۔ علمائے فن اور اربابِ سیر نے امام بیہقی کی اس خصوصیت کا اعتراف کیا ہے۔ ظہیرالدین اپنی کتاب تاریخ بیہق میں لکھتے ہیں:

"تحقیقات در علوم بسیار دارد و در مباحثه ومناظره علوم

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

غایت انصاف مرعی میداشت"۔(۱۶)

(علوم میں بڑی تحقیق سے کام لیتے تھے اور مباحثہ و مناظرہ میں انصاف کو پوری طرح ملحوظ رکھتے تھے۔)

درس و تدریس

امام بیہقیؒ کے گوناگوں اوصاف و کمالات نے ان کی ذات کو مسلمانوں کا امام و مقتدیٰ اور اصحابِ علم و فن کا مرجع بنا دیا تھا۔ اربابِ سیر نے ان کی امامت فن کا اعتراف کیا ہے۔ ان کے علم و فن اور فضل و کمال کا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جب امام بیہقی علومِ اسلامیہ سے فارغ ہو کر اپنے وطن بیہق میں درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہوئے تو نیشاپور کے اصحابِ علم و فن ان کی خدمت میں پہنچے اور ان سے درخواست کی کہ آپ نیشاپور تشریف لے چلیں' تاکہ آپ سے اصحابِ علم و فن اور دوسرے لوگوں کو استفادہ کا موقع ملے۔

امام بیہقی نے ان کی درخواست کو شرفِ قبولیت بخشا اور نیشاپور تشریف لے گئے۔ وہاں شائقین نے آپ کا والہانہ استقبال کیا۔ اور جب مجلس درس آراستہ کی گئی تو بے شمار اصحابِ علم و فن نے آپ سے استفادہ کیا' اور یہ سب لوگ آپ کے علم و فضل کے معترف تھے۔(۱۷)

فقہی مذہب

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی کا شمار شافعی مذہب کے اکابر ائمہ میں ہوتا ہے۔ ان کو اس مذہب سے غیر معمولی شغف تھا اور اس مذہب کی نشر و اشاعت اور اس کی تہذیب و تنقیح میں انہوں نے اہم اور نمایاں کارنامے انجام دیئے۔ شافعی مذہب کو امام بیہقی کی ذات سے بڑا فائدہ پہنچا۔ علمائے فن' اربابِ سیر اور تذکرہ نگاروں نے مذہب شافعی کی ترقی و ترویج میں امام بیہقی کی کوششوں کا اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ علامہ ابنِ سبکی فرماتے ہیں کہ کوئی شافعی المذہب ان کی تصنیفات سے بے نیاز نہیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہ سکتا۔[۱۸]

علامہ ابنِ خلکان نے اپنی تاریخ میں امام الحرمین ابو المعالی جوینی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ : امام بیہقیؒ کے علاوہ کوئی ایسا شافعی المذہب نہیں ہے جس پر امام شافعیؒ کے احسانات نہ ہوں، لیکن امام بیہقی کا خود امام شافعی پر احسان ہے، کیونکہ ان کی تصنیفات سے ان کے مذہب و مسلک کی بڑی تائید و اشاعت ہوئی ہے، وہ تمام شوافع میں اس مذہب کے اصول و فروع کی حمایت میں پیش پیش رہے ہیں اور اس کی تفریع و تخریج اور توضیح و تشریح کے لیے انہوں نے اپنی زندگی وقف کر دی تھی۔[۱۹]

علامہ ابنِ سبکی امام بیہقی کی خدمات کے سلسلہ میں مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "امام بیہقی نے اپنی کتابوں میں امام شافعیؒ کے تمام نصوص جمع کر دیے اور اس قدر جامع اور مکمل طور پر مرتب کیے کہ بعد میں آنے والوں کے لیے مزید کوئی گنجائش باقی نہیں چھوڑی۔[۲۰]

عقائد میں امام بیہقی اشعری المذہب اور اہل سنّت والجماعت میں سے تھے۔ انہوں نے اشعری مذہب کے مطابق علم کلام کی تحصیل کی۔ ابنِ عساکر نے ان کا شمار اشاعرہ کے تیسرے طبقہ کے علماء میں کیا ہے۔[۲۱]

عادات و اخلاق

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی زہد و ورع، تقویٰ و طہارت، شمائل اور عادات و خصائل میں نہایت پاکیزہ تھے۔ عفت و قناعت، عبادت و ریاضت، امانت و دیانت اور عدالت و ثقاہت ان کی سیرت کے نمایاں پہلو تھے۔ وہ صحیح معنوں میں سلف صالحین اور علمائے ربانیین کے اوصاف کے حامل تھے۔

حافظ ابنِ عساکر نے "تبیین کذب المفتری" میں علامہ ابنِ عبدالغفار کا یہ بیان نقل کیا ہے: "امام بیہقی علمائے سلف کی طرح معمولی اور تھوڑی چیز پر قانع اور زہد و ورع میں ممتاز تھے۔ وفات تک ان کا یہی حال تھا"۔[۲۲]

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وفات:

امام بیہقیؒ نے ۷۴ سال کی عمر میں نیشاپور میں ۱۰ جمادی الاولیٰ ۴۵۸ھ کو انتقال کیا اور اپنے وطن بیہق میں سپردِ خاک کیے گئے۔ (۲۳)

تصنیفات

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی مایہ ناز مصنف تھے۔ ان کے فضل و کمال کا سب سے بڑا ثبوت ان کی تصانیف ہیں۔ علمائے فن اور تذکرہ نگاروں نے ان کی تصنیفات کو جامع، مفید، نفع بخش اور عدیم المثال بتایا ہے۔ امام بیہقی کا شمار اُن ائمہ اسلام میں ہوتا ہے جن کی کتابوں سے مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچا ہے۔ علمائے اسلام نے لکھا ہے کہ جن محدثین کرام کی تصنیفات کو عالمِ اسلام میں بقائے دوام حاصل ہوا اُن میں امام بیہقی کی کتابیں بھی شامل ہیں۔

حافظ ابنِ صلاح نے لکھا ہے کہ امام بیہقی نے عمدہ اور مفید کتابیں تصنیف کیں۔ حافظ ابنِ کثیر کا بیان ہے کہ امام بیہقی کی تصنیفات کو عالمِ اسلام میں بقائے دوام حاصل ہوا اور ان کی تصنیفات کو مختلف شہروں میں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ وہ اپنے زمانہ کے لوگوں میں تصنیف و تالیف میں یکتا تھے۔ (۲۴)

امام بیہقی صاحبِ تصانیف کثیرہ تھے، لیکن صاحب کشف الظنون نے ان کی ۳۶ کتابوں کے نام بتائے ہیں۔ مقالہ کے طویل ہونے کے خوف سے یہاں آپ کی صرف پانچ کتابوں کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

۱) **کتاب القراءۃ خلف الامام**: اس کتاب میں اُن تمام روایات کو جمع کیا گیا ہے کہ امام، مقتدی اور منفرد سب کے لیے، خواہ سری نماز ہو یا جہری، سورۃ الفاتحہ پڑھنا ضروری ہے، کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ امام بیہقی نے تمام روایات اور احادیث جمع کر کے شوافع کے مسلک کو قوی اور مرجح بتایا ہے۔ اس کے علاوہ اس کتاب میں حدیث و رجال کی نئی بحثیں اور اہل لغت و ادب کے بیانات بھی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نقل کیے ہیں۔
یہ کتاب ۱۹۱۵ء میں مولانا تلطف حسین کے زیر اہتمام مطبع پرنٹنگ ورکس دہلی سے متوسط تقطیع پر ۲۷۶ صفحات میں شائع ہوئی۔ (۲۵)

ii) **کتاب الاسماء و الصفات** : اس کتاب میں اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور صفات پر مبسوط بحث کی گئی ہے اور ہر بحث سے متعلق احادیث جمع کی گئی ہیں۔ ضمناً تفسیر، کلام اور حدیث و رجال کی بعض فنی بحثیں بھی آگئی ہیں۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ مطبع انوار احمدی الہ آباد سے ۱۳۱۳ھ میں شائع ہوئی۔ (۲۶)

iii) **شعب الایمان** : اس کتاب کا پورا نام "الجامع المصنف في شعب الایمان" ہے اور اس میں صحیحین کی مشہور حدیث "الایمان بضعٌ وسبعون شُعبةً" کے مطابق ایمان کے ۷۰ شعبوں کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ نیز ہر شعبہ کے متعلق دو ... ری روایات اور قرآنی آیات بطور استشہاد پیش کرکے ان کی تشریح و توضیح کی گئی ہے۔ یہ کتاب بیروت سے شائع ہو چکی ہے۔

iv) **کتاب معرفة السُّنن والآثار** : یہ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی کی معرکۃ الآراء کتاب ہے۔ اس کتاب میں امام صاحب نے حدیث و سنت کی اہمیت، روایت اسناد میں احتیاط اور بعض ضروری فنی مباحث، اجماع، اجتہاد، قیاس، عام و خاص، امر و نہی، دلیل خطاب اور ناسخ و منسوخ وغیرہ کی نوعیت اور امام شافعی کے حالات و کمالات اور اجتہادی مرتبہ پر بحث کی ہے اور اس کے بعد فقہی ابواب کی ترتیب پر احکام و مسائل سے متعلق روایات جمع کی ہیں۔ حافظ ابن سبکی اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ کوئی شافعی المذہب اس کتاب سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

v) **السُّنن الکبریٰ** : اس کا دوسرا نام السنن الکبیر ہے، اور یہ امام بیہقی کی مایۂ ناز اور شہرۂ آفاق تصنیف ہے۔ اس کی عظمت و مقبولیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ صحاح ستہ کے بعد جن کتابوں کو غیر معمولی شہرت اور بقائے دوام نصیب ہوا اس میں سنن کبریٰ بھی شامل ہے۔ حافظ ابن صلاح، امام سیوطی، شاہ ولی اللہ دہلوی اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اس کتاب کی تعریف و توصیف کی ہے اور اس کو عمدہ اور پُر منفعت بتایا ہے۔ حافظ ابن صلاح لکھتے ہیں:

"ما تمّ کتاب فی السنة اجمع للادلة من کتاب السنن الکبری للبیہقی کانه لم یترک فی سائر اقطار الارض حدیثا الا قد وضعه فی کتابه"۔(۴۷)

(دلائل کے لحاظ سے بیہقی کی سنن کبریٰ سے زیادہ جامع اور مکمل تصنیف حدیث و سنت کے ذخیرہ میں موجود نہیں۔ گویا امام صاحب نے روئے ارضی کے چپے چپے سے حدیثیں اکٹھی کرکے انہیں اپنی کتاب میں جمع کر دیا ہے۔)

مولانا ضیاء الدین اصلاحی لکھتے ہیں:

"سنن بیہقی فقہی مسائل و معلومات کا گنجینہ ہے۔ اس کے ابواب و تراجم فقہی مسائل ہی کے لحاظ سے قائم کیے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں ایک ایک حدیث سے مختلف مسائل کو مستنبط اور متعدد ابواب کی تفریع کی گئی ہے۔ اس سے امام بیہقی کے فقہی کمال اور اجتہادی مرتبہ کا اندازہ ہوتا ہے۔ صحابہ و تابعین کے آثار اور ائمہ مابعد کے اقوال و مسالک بھی جمع کیے گئے ہیں اور ضعیف و قوی اور مرجوح و راجح اقوال میں محاکمہ بھی کیا گیا ہے۔ امام شافعیؒ کے قدیم و جدید اقوال 'شوافع کے مذاہب' اصول اور دلائل خصوصیت سے ذکر کیے گئے ہیں۔ اسی لیے یہ کہا جاتا ہے کہ یہ کتاب لکھ کر انہوں نے امام شافعیؒ پر احسان کیا ہے۔ اس ضمن میں ان کی یہ خصوصیت بھی قابل ذکر معلوم ہوتی ہے کہ انہوں نے مختلف فیہ امور و مسائل کے متعلق صرف اپنے فقہی مسلک کی مؤید روایات و احادیث نقل کرنے ہی پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ دوسرے مذاہب کی مؤید حدیثوں کو بھی بیان کیا ہے"۔(۴۸)

☆ ☆ ☆

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حواشی

(۱) ابنِ سبکی 'طبقات الشافعیة' ج ۱۳' ص ۳
(۲) ابنِ خلکان 'تاریخ ابنِ خلکان' ج ا' ص ۳۵۔
(۳) ابنِ عساکر 'تبیین کذب المفتری' ص ۲۶۶۔
(۴) سیوطی 'تدریب الراوی' ص ۳۱۔
(۵) ابنِ خلکان 'تاریخ ابنِ خلکان' ج ا' ص ۳۵۔
(۶) ابنِ عساکر 'تبیین کذب المفتری' ص ۲۶۶۔
(۷) ذہبی' تذکرة الحفاظ' ج ۳' ص ۳۳۰۔ ابنِ خلکان' تاریخ ابنِ خلکان' ج ا' ص ۳۵۔
(۸) ذہبی 'تذکرة الحفاظ' ج ۳' ص ۳۲۹۔ ابنِ عماد' شذرات الذہب' ج ۳' ص ۳۰۴۔
(۹) ابنِ عساکر 'تبیین کذب المفتری' ص ۲۶۶۔
(۱۰) ظہیر الدین بیہقی' تاریخ بیہق' ص ۱۰۔ صدیق حسن خان' اتحاف النبلاء' ص ۱۹۰۔
(۱۱) ابنِ خلکان 'تاریخ ابنِ خلکان' ج ا' ص ۳۵۔
(۱۲) سمعانی 'کتاب الانساب' ص ۱۰۱۔
(۱۳) ابنِ عساکر 'تبیین کذب المفتری' ص ۲۶۶۔
(۱۴) ابنِ خلکان 'تاریخ ابنِ خلکان' ج ا' ص ۳۵۔
(۱۵) ابنِ خلکان 'تاریخ ابنِ خلکان' ج ا' ص ۳۵۔
(۱۶) ظہیر الدین بیہقی 'تاریخ بیہق' ص ۱۰۔ صدیق حسن خان' اتحاف النبلاء' ص ۱۹۰۔
(۱۷) ذہبی 'تذکرة الحفاظ' ج ۳' ص ۳۲۹۔
(۱۸) ابنِ سبکی 'طبقات الشافعیة' ج ۳' ص ۳۔
(۱۹) ابنِ خلکان 'تاریخ ابنِ خلکان' ج ا' ص ۳۵۔
(۲۰) ابنِ سبکی 'طبقات الشافعیة' ج ۳' ص ۳۔
(۲۱) ابنِ عساکر 'تبیین کذب المفتری' ص ۲۶۷۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲۲) ابنِ عساکر 'تبیین کذب المفتری 'ص ۲۶۷۔
(۲۳) ابنِ جوزی ' المنتظم ' ج ۸ ' ص ۲۸۲۔ ابنِ خلکان ' تاریخ ابنِ خلکان ' ج ا ' ص ۳۵۔ ذہبی ' تذکرۃ الحفاظ ' ج ۳ ' ص ۳۳۱۔
(۲۴) ابنِ کثیر ' البدایۃ والنہایۃ ' ج ۱۲ ' ص ۱۴۔
(۲۵) ضیاءالدین اصلاحی ' تذکرۃ المحدثین ' ج ۲ ' ص ۲۴۸۔
(۲۶) ضیاءالدین اصلاحی ' تذکرۃ المحدثین ' ج ۲ ' ص ۲۴۸۔
(۲۷) ابنِ صلاح ' مقدمۃ ابنِ صلاح ' ص ۱۳۔
(۲۸) ضیاءالدین اصلاحی ' تذکرۃ المحدثین ' ج ۲ ' ص ۲۵۵۔

✪ ✪ ✪

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲۵)

حافظ ابنِ عبد البرّ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ

(۳۶۸ھ — ۴۶۳ھ)

حافظ ابنِ عبد البر کی عظمت، شان اور علمی کمالات کا تمام ائمہ، فن، ارباب سیر، تذکرہ نگاروں اور ان کے معاصرین نے اعتراف کیا ہے۔ اور علم و فضل، حفظ و ضبط، عدالت و ثقاہت، امانت و دیانت اور تمام علوم اسلامیہ میں ان کے جامع ہونے کے بارے میں محدثین کرام اور ائمہ عظام کا اتفاق ہے۔ حافظ ذہبی نے احد الاعلام کے الفاظ سے یاد کیا ہے [1]۔ ابنِ عماد حنبلی نے علامۃ العلم لکھا ہے [2]۔ علامہ سمعانی نے ان کو جلیل القدر اور امام فاضل کا لقب عطا کیا ہے [3]۔ حضرت شاہ عبدالعزیز لکھتے ہیں کہ حافظ ابنِ عبد البر قرطبیؒ بلاد مغرب کے کبار علماء میں سے تھے۔ ان کا علمی پایہ امام بیہقی اور امام ابنِ حزم رحمہما اللہ سے کمتر نہیں تھا اور وہ اپنے علمی کمالات کی وجہ سے مرجع انام، یگانۂ روزگار اور امامِ وقت سمجھے جاتے تھے۔ [4]

ولادت

حافظ ابنِ عبد البرّ کی ولادت ۲۵ ربیع الآخر ۳۶۸ھ کو اندلس کے پایۂ تخت قرطبہ میں ہوئی [5]۔ ان کا شجرۂ نسب یہ ہے: یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر ابن عاصم۔ [6]

خاندان

حافظ ابنِ عبد البر کا تعلق قرطبہ کے قبیلہ تمرین سے تھا۔ ان کے والد امام ابو محمد عبداللہ کا شمار قرطبہ کے ممتاز علماء و فضلاء میں ہوتا تھا اور ان کو شعر و ادب سے اچھا ذوق اور شغف تھا۔ ابنِ عبد البر کی نشو و نما اسی صاحب کمال باپ کی آغوش میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہوئی تھی۔ (۷)

اساتذہ و تلامذہ

حافظ ابنِ عبد البر نے جن اساتذہ سے استفادہ کیا ان کی مکمل فہرست حافظ ذہبی اور علامہ ابنِ فرحون نے اپنی اپنی کتابوں میں درج کی ہے۔ اور اسی طرح ان کے تلامذہ کی فہرست بھی درج کی ہے۔ (۸)

تحصیل علم

حافظ ابنِ عبد البر کے بارے میں اہل سیر اور تذکرہ نگاروں نے تصریح کی ہے کہ انہوں نے علمائے اندلس سے ہی اکتسابِ فیض کیا۔ اندلس سے باہر تشریف نہیں لے گئے۔ (۹)

علم و فضل:

حافظ ابنِ عبد البر کے علم و فضل اور صاحب کمال ہونے پر علمائے فن کا اتفاق ہے۔ ان کے حفظ و ضبط، عدالت و ثقاہت اور اتقان میں بلند مرتبہ ہونے کا علمائے فن اور ان کے معاصرین نے اعتراف کیا ہے۔ اربابِ سیر نے ان کو حافظ اندلس کا لقب عطا کیا ہے۔ ابنِ فرحون نے لکھا ہے کہ اندلس کی سرزمین میں وہ سنن ماثورہ کے سب سے بڑے حافظ تھے (۱۰)۔ اہلِ سیر نے ابنِ فرحون کے اس قول کی توثیق کی ہے۔

حدیث اور اس کے متعلقات میں ان کو کمال حاصل تھا۔ گو ان کو تمام علومِ اسلامیہ میں درک حاصل تھا لیکن حدیث و رجال میں ان کو خاص امتیاز حاصل تھا۔ بقول علامہ ابنِ خلکان وہ حدیث و اثر کے حافظ اور امامِ عصر تھے (۱۱)۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ ابنِ عبد البر علم حدیث و رجال کے ممتاز عالم تھے۔ (۱۲)

حافظ ابنِ عبد البر رجال اور جرح و تعدیل میں یگانۂ روزگار تھے اور اس فن میں ان کے صاحب کمال ہونے کا پتہ ان کی تصانیف خاص طور پر موطا امام مالک کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شروح التمہید اور کتاب الاستذکار کے مطالعہ سے ہوتا ہے۔ علامہ ابن خلکان لکھتے ہیں :

"حافظ ابن عبدالبر نے متن و سند کی تصحیح، مرسل و مسند کی تمیز، موصول و منقطع میں تفریق اور ضعفاء و ثقات میں امتیاز کرکے صحیح و سقیم کو پوری کوشش سے الگ کردیا اور مخفی و مستور حدیثوں کا کھوج لگاکر ان کے علل کی نشاندہی اور اسقام و عیوب پر متنبہ کردیا۔ موطا کی شروح میں سندوں کی وضاحت پر خاص توجہ کی ہے اور مرسل و منقطع اور بلاغاتِ موطا پر لطیف بحث و کلام کیا ہے"۔ (۱۳)

فقہ میں بھی ان کو کمال حاصل تھا اور اپنے فقہی کمالات کی وجہ سے مرتبہ اجتہاد پر فائز تھے۔ ائمہ فن نے ان کی فقہی بصیرت کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ بلند مرتبہ فقیہہ اور خلافیات کے عالم تھے۔ (۱۴)

حافظ ابن عبدالبر صرف حدیث اور فقہ میں ممتاز نہ تھے بلکہ دوسرے علوم اسلامی قراءت، تفسیر، تاریخ، انساب، ادب و لغت، سیر و اخبار میں بھی اچھی دسترس رکھتے تھے۔

حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ حافظ ابن عبدالبر علم انساب، اخبار، ادب و معانی و بیان میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ (۱۵)

شعر و سخن کا بھی اچھا ذوق رکھتے تھے۔ اہل سیر نے ان کے اشعار اپنی اپنی کتابوں میں درج کیے ہیں۔ ان کے دو شعر یہ ہیں :

مقالة ذی نصح وذات فوائد
اذا من ذوی الالباب کان استماعها

علیکم بآثار النبی فانّه
من افضل اعمال الرشاد اتباعها (۱۶)

(عقل مندوں کی پُر موعظت اور فائدہ مند گفتگو کو سن لو۔ رسول اللہ ﷺ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے آثار و حدیث کی پیروی کو لازم سمجھو کیونکہ تمام اعمال رشد سے بڑھ کر اس کا اتباع ہے۔)

فقہی مذہب

حافظ ابنِ عبد البر فقہی مسلک میں امام مالک بن انس سے وابستہ تھے اور ان کا شمار فقہ مالکیہ کے اکابر فقہاء میں ہوتا ہے۔ لیکن وہ جامد مقلد نہ تھے 'بعض مسائل میں وہ شافعیہ کے ہم نوا تھے۔ اس میلان کی وجہ سے حافظ ابنِ کثیر نے ان کا طبقاتِ شافعیہ میں تذکرہ کیا ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ مالکی تھے 'البتہ ان میں اجتہادی بصیرت تھی اور وہ اندھی تقلید سے دور تھے۔ (۱۷)

حافظ ابنِ عبد البر تمام علومِ اسلامیہ کے جامع تھے۔ فقہی جامعیت اور اجتہادی بصیرت میں صاحب کمال ہونے کی بنا پر محکمہ قضاء بھی ان کے سپرد کر دیا گیا۔ چنانچہ کئی سال تک وہ عہدۂ قضاء پر متمکن رہے۔ (۱۸)

اخلاق و عادات

حافظ ابنِ عبد البر سیرت و اخلاق میں بھی ممتاز تھے۔ علم و فضل کی طرح ورع و تقویٰ میں بھی عدیم المثال تھے۔ اہل سیر نے ان کو صدق و دیانت' حسن عقیدہ' عفت' و پاک دامنی اور اتباعِ سنّت میں بے مثال بتایا ہے۔ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ حافظ ابنِ عبد البر صدق و دیانت' حسن عقیدہ اور اتباعِ سنّت میں بے مثال تھے۔ (۱۹)

ابتلاء و آزمائش

حافظ ابنِ عبد البر ابتلاء و آزمائش سے بھی دوچار ہوئے اور اس سلسلہ میں انہیں جلاوطن ہونا پڑا۔ ابنِ فرحون لکھتے ہیں:

رحل عن وطنه في الفتنة فجال الغرب الاندلس (۲۰)

"فتنہ کے وقت وہ اپنے وطن سے رحلت کر کے مغربی اندلس چلے گئے۔"

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وفات

حافظ ابنِ عبد البر نے ۹۵ سال کی عمر میں اندلس کے ایک شہر شاطبیہ میں انتقال کیا۔ سن وفات ۴۶۳ ھ ہے۔ (۲۱)

تصانیف

حافظ ابنِ عبد البر بلند پایہ مصنف تھے۔ تصنیف و تالیف کا ان کو فطری ذوق تھا۔ تذکرہ نگاروں اور ائمہ فن نے ان کی تصانیف کی تعریف و توصیف کی ہے۔

علامہ ابنِ خلکان فرماتے ہیں کہ تصنیف و تالیف میں توفیق الٰہی اور تائید ایزدی ان کے شامل حال تھی (۲۲)۔ حافظ ابنِ کثیر لکھتے ہیں کہ حافظ ابنِ عبد البر عمدہ اور عظیم الشان کتابوں کے مصنف تھے اور ان کی تصنیفات کو بڑی شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی۔ (۲۳)

مولانا سید ضیاء الدین اصلاحی نے ان کی ۳۲ کتابوں کے نام اپنی کتاب تذکرۃ المحدثین میں درج کیے ہیں (۲۴) مگر میں طوالت کے خوف سے یہاں ان کی صرف سات کتابوں کا مختصر تعارف پیش کرتا ہوں۔

۱) **التهميد لما في الموطأ من المعاني والاسانيد**: یہ موطا امام مالک کی عظیم الشان اور شہرۂ آفاق شرح ہے۔ اس کتاب کو حدیث کی عمدہ اور بہترین شروح میں خیال کیا جاتا ہے۔ اسی کی بدولت حافظ ابنِ عبد البر کو ممتاز محدّث اور مالکیہ میں سب سے بلند پایہ محدث اور شارح حدیث قرار دیا گیا ہے۔ علمائے حدیث نے اس شرح کی تعریف و توصیف کی ہے۔ علامہ ابنِ حزم فرماتے ہیں کہ فقہ و حدیث میں ایسی عمدہ کتاب میری نظر سے نہیں گزری (۲۵)۔ علامہ ابنِ خلکان لکھتے ہیں کہ حافظ ابنِ عبد البر سے پہلے کسی نے ایسی عظیم الشان کتاب نہیں لکھی۔ (۲۶)

حضرت شاہ عبد العزیز فرماتے ہیں کہ حافظ ابنِ عبد البر کی "التهميد" فقہ و حدیث میں نادرۂ روزگار اور روشن ضمیر مجتہدوں کے لیے سرمایۂ بصیرت ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مذہب مالکی کے متعلق تنہا یہی کتاب کافی ہے[۲۷]۔ مولانا محمد بن یوسف سورتی اپنے ایک مضمون میں تحریر فرماتے ہیں: شروح حدیث میں ابنِ عبدالبر کی قابل قدر اور بہترین کتاب ہے 'جس کی نظیر اب تک کوئی شرح نہیں لکھی گئی[۲۸]۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ لکھتے ہیں کہ اس کی ترتیب و تصحیح میں حافظ ابن عبدالبرؒ نے موطا کے ۱۲ مستند نسخوں سے مدد لی تھی۔[۲۹]

علمائے حدیث کا اس شرح کے بارے میں متفقہ فیصلہ ہے کہ یہ شرح بڑی محققانہ 'مفید' جامع اور معلومات کا ذخیرہ ہے۔ یہ شرح شائع ہو چکی ہے۔ پاکستان میں مکتبہ قدوسیہ لاہور اور مکتبہ الاثریہ سانگلہ ہل کے اشتراک سے ۲۶ جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔

۲) **تجرید**: یہ کتاب "التمهيد" کا دیباچہ یا مختصر ہے اور ۱۳۵۰ھ میں مکتبہ قدسی قاہرہ سے شائع ہو چکی ہے۔ اس کا نام ٹائٹل پر "تجريد التمهيد لما في الموطأ من المعاني والاسانيد والتقصي لحديث الموطأ وشيوخ مالك" درج ہے۔ حافظ ابنِ عبدالبر نے خود اس کتاب کا تعارف درج ذیل الفاظ میں پیش کیا ہے:

> "تمہید کی طوالت کی وجہ سے ہم نے موطا کی احادیث و سنن کو اس میں علیحدہ جمع کر دیا ہے اور مسند 'مرسل' متصل و منقطع کو ممیّز کر دیا ہے۔ کیونکہ یہ سب امام مالک کے اتباع کے نزدیک حجت و واجب العمل ہیں۔ میں اس کتاب کو التمهيد کا ایک ایسا آسان مدخل (مقدمہ) خیال کرنا چاہیے جس میں امام مالک کے رواۃ کے اصل و ارسال پر مختصراً تنبیہہ کی گئی ہے"[۳۰]

۳) **کتاب الاستذکار**: اس کا پورا نام "الاستذكار بمذاهب علماء و الامصار فيما تضمنه الموطأ من المعاني الرأى والاثار" ہے۔ یہ التمهيد کا خلاصہ ہے اور اس کا شمار حافظ ابنِ عبدالبر کی عظیم الشان تصانیف میں ہوتا ہے۔ شروحِ حدیث میں یہ کتاب بڑی اہم اور مستند خیال کی جاتی ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"یہ موطا کی بہترین اور عمدہ شرحوں میں ہے' اس کے ابواب کی تنسیق میں بڑی فنی مہارت سے کام لیا گیا ہے اور مختصر ہونے کی وجہ سے نہایت مقبول و متعارف ہے"۔ (۳۱)

۱۴۱۶ھ میں مصر سے شائع ہو چکی ہے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز مہتمم جامعہ ابراہیمیہ سیالکوٹ کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

۴) **التغطأ بحديث الموطأ / التقصّي لحديث الموطأ**: بعض لوگوں نے ان دونوں کو ایک ہی تصنیف قرار دیا ہے' لیکن یہ دو مستقل کتابیں ہیں۔ علامہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

"التغطأ موطا کی احادیث مسند و متصل کے انتخاب و ترتیب و بیان سے متعلق ہے اور التقصّی موطا کی منقطع' مرسل' منفصل' اور بلاغات کے وصل و رفع اسناد پر مشتمل ہے"۔ (۳۲)

صاحب کشف الظنون کے بیان سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ (۳۳)

۵) **جامع بیان العلم و فضله**: یہ علم کی حقیقت' علماء کی فضیلت و عظمت اور ان کے فرائض وغیرہ کے متعلق ایک مفید اور جامع کتاب ہے۔ یہ کتاب ۱۹۲۸ء میں شائع ہو چکی تھی۔ احمد بن عمر از ہری نے اس کا مختصر شائع کیا تو مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی نے مولانا ابو الکلام آزاد کے ایماء پر اس کا اردو ترجمہ کر کے ندوۃ المصنفین دہلی سے شائع کیا تھا۔ اس کے مقدمہ میں انہوں نے اسلام سے پہلے اور بعد کی علمی حالت' اسلام میں علم کی اہمیت اور مسلمانوں کے علم و فن میں اشتغال و انہماک کا ذکر کیا ہے۔ (۳۴)

۶) **الاستیعاب فی معرفة الاصحاب**: یہ حافظ ابن عبدالبر کی عظیم الشان اور معرکۃ الآراء کتاب ہے۔ اس کتاب کو بھی بڑی شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی اور یہ کتاب حافظ ابن عبدالبر کی شہرت کا ذریعہ بنی۔ علمائے فن اور اہل سیر نے اس کی بڑی تعریف و توصیف کی ہے۔ اسماء الرجال کے موضوع پر یہ بہترین کتاب ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس میں ۳۵۸۵ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات و مناقب بیان کیے گئے ہیں۔

اسماء الرجال میں اس کے علاوہ ابو عبداللہ بن مندہ' ابو نعیم' ابن اثیر اور حافظ ابنِ حجر کی کتابیں مشہور و متداول ہیں۔

حافظ ابنِ عبدالبر سے پہلے ابو عبدالرحمٰن بن مندہ اور ابو نعیم نے کتابیں لکھیں۔ اور حافظ ابنِ عبدالبر کے بعد ابنِ اثیر جزری نے أسد الغابة کی تالیف کی اور سب سے آخر میں حافظ ابنِ حجر نے الاصابة فی تمییز الصحابة لکھی' جو اسماء الرجال پر بڑی جامع اور مکمل کتاب ہے۔ حاجی خلیفہ کشف الظنون میں لکھتے ہیں:

"جمع فيه الاستيعاب و ذيله" (۳۵)

(جو کچھ استیعاب میں ہے اصابہ اس کی جامع بھی ہے اور اس پر ذیل بھی۔)

حافظ ابنِ عبدالبر اس کی تالیف کے بارے میں فرماتے ہیں:

"کتاب اللہ کی مراد کو واضح کرنے کا اصل ذریعہ اور اس کے بعد سب سے اہم اور مقدس سنن نبوی ﷺ کا علم ہے اور سنّت کے حفظ و ضبط میں سب سے زیادہ مفید و معاون چیز رسول اللہ ﷺ کے حواری و صحابہ رضی اللہ عنہم کی معرفت ہے' کیونکہ انہی لوگوں کے نقل و بیان سے سنتیں ہم تک پہنچی ہیں۔ پس یہ لوگ نبی ﷺ اور امت کے درمیان واسطہ ہیں۔ ان کی فضیلت' تعدیل اور تزکیہ کا خود اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ذکر کیا ہے"۔ (۳۶)

حافظ ابنِ عبدالبر نے اس کتاب کی ابتداء آنحضرت ﷺ کے ذکر سے بطور تبرک کی ہے اور آپ ﷺ کا مختصر مگر جامع تذکرہ لکھا ہے۔

حافظ ابنِ عبدالبر نے اس کتاب میں صرف صحابہ رضی اللہ عنہم کے حالاتِ زندگی ہی قلمبند نہیں کیے بلکہ روایات و اسناد پر اصول روایت کے مطابق محققانہ بحث اور کلام بھی کیا ہے۔ خود فرماتے ہیں کہ:

"میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں اور اہم واقعات کو اس طرح ذکر کیا ہے کہ ان سے واقف ہو جانے کے بعد علم و معرفت حدیث میں بھی پورا درک حاصل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس میں مرسل و مسند وغیرہ کے متعلق مفید

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

معلومات ہیں"۔ (۳۷)

الاستیعاب ۱۳۱۸ھ میں دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن سے دو جلدوں میں شائع ہوئی۔ مولانا حسن بن احمد نے اس پر مختصر حواشی رقم فرمائے۔ دونوں جلدوں کے مجموعی صفحات کی تعداد ۸۰۸ ہے جبکہ ۹۶ صفحات فہرست کے ہیں۔

دوسری مرتبہ ۱۳۲۸ھ میں حافظ ابنِ حجر کے الاصابہ کے حاشیہ پر مصر سے چار جلدوں میں شائع ہوئی۔ (۳۸)

☆ ☆ ☆

حواشی

(۱) ذہبی' تذکرۃ الحفاظ' ج ۳' ص ۳۲۴۔

(۲) ابن العماد' شذرات الذہب' ج ۳' ص ۳۱۴۔

(۳) سمعانی' کتاب الانساب' ص ۳۲۷۔

(۴) شاہ عبدالعزیز' بستان المحدثین' ص ۷۹۔

(۵) ابنِ خلکان' تاریخ ابنِ خلکان' ج ۳' ص ۳۱۷۔

(۶) ذہبی' تذکرۃ الحفاظ' ج ۳' ص ۳۲۶۔

(۷) ابنِ فرحون' الدیباج المذہب' ص ۳۵۹۔

(۸) ذہبی' تذکرۃ الحفاظ' ج ۳' ص ۳۲۶۔ ابنِ فرحون' الدیباج المذہب' ص ۳۵۹۔

(۹) ذہبی' تذکرۃ الحفاظ' ج ۳ ص ۳۲۶۔ ابنِ خلکان' تاریخ ابنِ خلکان' ج ۳' ص ۳۱۸۔ ابنِ فرحون' الدیباج المذہب' ع' ص ۳۵۷' شاہ عبدالعزیز' بستان المحدثین' ص ۷۹۔

(۱۰) ابنِ فرحون' الدیباج المذہب' ص ۳۵۷۔

(۱۱) ابنِ خلکان' تاریخ ابنِ خلکان' ج ۳' ص ۳۱۸۔

(۱۲) ذہبی' تذکرۃ الحفاظ' ج ۳' ص ۳۲۶۔

(۱۳) ابنِ خلکان' تاریخ ابنِ خلکان' ج ۳' ص ۳۱۸۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱۴) ابن فرحون 'الدیباج المذہب' ص ۳۵۸۔
(۱۵) ذہبی 'تذکرۃ الحفاظ' ج ۳' ص ۳۲۶۔
(۱۶) شاہ عبدالعزیز 'بستان المحدثین' ص ۷۰۔
(۱۷) ذہبی 'تذکرۃ الحفاظ' ج ۳' ص ۳۲۶۔
(۱۸) ابن خلکان 'تاریخ ابن خلکان' ج ۳' ص ۳۱۸۔
(۱۹) شاہ عبدالعزیز 'بستان المحدثین' ص ۶۹۔
(۲۰) ابن فرحون 'الدیباج المذہب' ص ۳۵۷۔
(۲۱) ابن خلکان 'تاریخ ابن خلکان' ج ۳' ص ۳۲۱۔
(۲۲) ابن خلکان 'تاریخ ابن خلکان' ج ۳' ص ۳۱۸۔
(۲۳) ابن کثیر 'البدایۃ والنھایۃ' ج ۱۱' ص ۱۰۳۔
(۲۴) ضیاء الدین اصلاحی 'تذکرۃ المحدثین' ج ۲' ۳۶۹ تا ۳۷۷۔
(۲۵) ضیاء الدین اصلاحی 'تذکرۃ المحدثین' ج ۲' ص ۳۷۵۔
(۲۶) تاریخ ابن خلکان' ج ۳' ص ۳۱۸۔
(۲۷) شاہ عبدالعزیز 'بستان المحدثین' ص ۶۹۔
(۲۸) محمد بن یوسف سورتی 'معارف اعظم گڑھ' فروری ۱۹۳۲ء۔
(۲۹) شاہ ولی اللہ 'المصفّٰی شرح موطا' ص ۷۔
(۳۰) ابن عبدالبر 'تجرید' ص ۱۰' ۱۱۔
(۳۱) شاہ عبدالعزیز 'بستان المحدثین' ص ۷۰۔
(۳۲) سید سلیمان ندوی 'حیات امام مالک' ص ۱۰۳' ۱۰۵۔
(۳۳) حاجی خلیفہ 'کشف الظنون' ج ۲' ص ۵۶۲۔
(۳۴) ضیاء الدین اصلاحی 'تذکرۃ المحدثین' ج ۲' ص ۹۶۲۔
(۳۵) حاجی خلیفہ 'کشف الظنون' ج ۱' ص ۹۳۔
(۳۶) ابن عبدالبر 'مقدمۃ استیعاب' ص ۱' ۹۔
(۳۷) ابن عبدالبر 'خاتمۃ' ج ۲' ص ۶' ۸۔
(۳۸) ضیاء الدین اصلاحی 'تذکرۃ المحدثین' ج ۲' ص ۲۸۳۔

○ ○ ○

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۴۲)

امام ابو بکر خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

(۳۹۲ھ — ۴۶۳ھ)

امام ابو بکر خطیب بغدادیؒ بلند پایہ محدث، مؤرخ اور فقیہہ ہونے کے ساتھ ساتھ تمام علومِ اسلامیہ میں صاحب کمال تھے۔ علمائے فن، اربابِ سیر اور تذکرہ نگاروں نے ان کے علمی تبحر کا اعتراف کیا ہے۔ ۲۴/ جمادی الاخری ۳۹۲ ھ کو بغداد کے قریب ایک قصبہ درزیجان میں ان کی ولادت ہوئی لیکن ان کی نشو و نما بغداد میں ہوئی۔ اسی لیے بغدادی مشہور ہوئے۔(۱)

اساتذہ و تلامذہ

خطیب بغدادی کے اساتذہ اور تلامذہ کی فہرست طویل ہے۔ علامہ سمعانی، حافظ ابن سبکی اور امام ذہبی نے اپنی اپنی کتابوں میں خطیب کے اساتذہ و تلامذہ کے نام درج کیے ہیں۔(۲)

تحصیل علم

خطیب نے ۲۰ سال کی عمر میں بغداد میں تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد تحصیل علم کے لیے بصرہ، کوفہ، نیشاپور، اصفہان، ہمدان، مکہ، مدینہ اور دمشق تشریف لے گئے اور ہر جگہ اساطین علم و فن سے استفادہ کیا۔(۳)

فضل و کمال

خطیب تمام علومِ اسلامیہ میں ممتاز تھے، مگر حدیث، تاریخ اور فقہ میں فائق تھے۔ ان کا شمار ممتاز محدثین میں ہوتا ہے۔ علمائے فن نے ان کے حفظ و ضبط،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عدالت و ثقاہت، اتقان، امانت و دیانت، اور روایت و درایت میں اہمیت کا اعتراف کیا ہے۔ اسماء الرجال اور جرح و تعدیل میں بھی یکتا تھے۔ علمائے فن کا متفقہ فیصلہ ہے کہ "خطیب حدیثِ رسول کی معرفت، حفظ و ضبط، اتقان اور فنونِ علل و اسناد، صحیح و غریب فرد و منکر اور سقیم و غیر معتبر کی شناخت اور تمیز میں آخری اور نامور محدث تھے"۔ (۴)

امام ابو اسحاق شیرازیؒ خطیب کے اساتذہ میں سے تھے۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ "خطیب کا درجہ حدیث میں بہت بلند ہے اور حدیث و علومِ حدیث میں ان کو جو کمال حاصل ہے اس کا اعتراف کیے بغیر چارہ نہیں"۔ (۵)

حافظ ابنِ عبدالبر قرطبی جو خطیب کے معاصر اور بلند پایہ محدث تھے، اپنے فضل و کمال کی وجہ سے "حافظ مغرب" کہلاتے تھے اور خطیب کو "حافظ مشرق" کا لقب ملا تھا۔ حافظ ابنِ کثیر اُن کو مشاہیر محدثین میں شمار کرتے ہیں (۶)۔ علامہ ابنِ خلکان نے انہیں حافظ حدیث کا لقب دیا (۷)۔ ابنِ جوزی نے لکھا ہے کہ خطیب فنونِ حدیث میں فائق تھے (۸) حافظ ذہبی نے انہیں امام و حافظ کبیر اور محدثِ شام و عراق لکھا ہے۔ (۹) ابنِ سبکی نے حدیث میں ان کی مہارتِ فن، عظمت شان اور امامت و جلالت کا اعتراف کیا ہے۔ (۱۰)

خطیب حدیث میں صاحب کمال ہونے کے ساتھ ساتھ جرح و تعدیل کے فن میں بھی یکتا تھے اور روایات و احادیث کی شناخت و تمیز میں ماہر تھے۔ ان کے حدیث اور فن جرح و تعدیل میں صاحب کمال ہونے کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ خلیفۂ وقت نے یہ اعلان کر دیا تھا کہ:

> "واعظین، علماء اور محدثین ان کے سامنے پیش کیے بغیر کوئی حدیث بیان نہ کریں۔ جس حدیث کی روایت کی اجازت خطیب دیں وہ بیان کی جائے اور جس حدیث سے منع کر دیں وہ بیان نہ کی جائے"۔ (۱۱)

حدیث میں ان کی غیر معمولی بصیرت، گہری تحقیق اور وسیع نقد و نظر کا اندازہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

درج ذیل واقعہ سے ہوتا ہے جس کو حافظ ذہبی' علامہ ابنِ سبکی' حافظ ابنِ جوزی' علامہ ابنِ خلکان' علامہ سمعانی' امام ابنِ کثیر' حافظ ابنِ صلاح اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ :

"ایک دفعہ کچھ یہودیوں نے جو خیبر میں رہتے تھے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شام کے اطراف و جوانب میں آباد ہو گئے تھے' خلیفہ کے سامنے ایک خط پیش کیا اور اس کے متعلق دعویٰ کیا کہ یہ خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے لکھا ہے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادتیں بھی ثبت تھیں۔ اس خط کا مضمون یہ تھا کہ "ہم نے یہود کے فلاں فلاں قبیلے سے جزیہ معاف کر دیا" خلیفہ نے خط کی اصلیت کا پتہ لگانے کے لیے اسے خطیب کے پاس بھیجا۔ انہوں نے اس خط کو جعلی قرار دیا اور وجہ دریافت کرنے پر فرمایا کہ اس خط میں حضرت امیر معاویہ اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما کی گواہیاں درج ہیں' حالانکہ فتح خیبر کے وقت حضرت معاویہ مسلمان نہیں ہوئے تھے اور حضرت سعدؓ کو غزوۂ خندق میں ایسا کاری زخم لگا کہ جانبر نہ ہو سکے اور ان کی وفات غزوۂ بنی قریظہ کے قریبی زمانہ میں ہو گئی تھی اور وہ فتح خیبر کے وقت زندہ ہی نہ تھے۔ چنانچہ یہود نے تسلیم کر لیا کہ انہوں نے یہ خط جعلی بنایا"۔ [۱۲]

تاریخ میں بھی ان کو کمال حاصل تھا اور تاریخ ان کا خاص موضوع تھا۔ علمائے فن نے ان کو بلند پایہ مؤرخ بتایا ہے۔ [۱۳]

فقہ میں بھی ان کو کمال حاصل تھا۔ وہ نامور فقیہہ تھے۔ علامہ ابنِ خلکان لکھتے ہیں کہ وہ اصلاً فقیہہ تھے لیکن فن حدیث و تاریخ سے ان کو زیادہ سروکار رہا' اس لیے ان علوم کا ان پر غلبہ ہو گیا۔ [۱۴] حافظ ابنِ سبکی نے ان کو اکابر فقہاء میں شمار کیا ہے۔ [۱۵] مزید برآں خطیب فن قراءت و تجوید اور علومِ قرآنی میں بھی ممتاز تھے۔ [۱۶]

خطیب کو شعر و ادب سے بھی لگاؤ تھا اور اس میں صاحبِ کمال تھے۔ اور ان کا اس فن میں صاحبِ کمال ہونے کا اندازہ ان کی تصنیفات سے ہوتا ہے۔ ان کو لغت و

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اعراب کے فن سے پوری طرح واقفیت تھی۔ احادیث صحیح اعراب کے ساتھ پڑھتے تھے' شعروادب کے بڑے عارف تھے۔ خود بھی داد سخن دیتے تھے۔ یاقوت حموی نے معجم الادباء میں ان کا اس حیثیت سے ذکر کیا ہے۔ ان کے دو شعر ہیں:

إن كنت تبغي الرشاد محضا
لأمر دنياك والمعاد
فخالف النفس في هواها
إنَّ الهوى جامع الفساد (۱۷)

"اگر دنیا و عقبیٰ کے معاملہ میں خالص ہدایت کے طلب گار ہو تو نفس کی مخالفت کرو کیونکہ یہ مفاسد اور برائیوں کا سرچشمہ ہے۔"

ابو بکر خطیب کی دماغی قوت بڑی حیرت انگیز اور ذہانت و ذکاوت غیر معمولی تھی۔ علمی حیثیت سے ان کا پایہ بہت بلند تھا۔ علامہ ابن خلکان نے ان کو علماء متبحرین میں شمار کیا ہے اور علامہ سمعانی ان کے بارے میں فرماتے ہیں: فضله اشهر من ان يُوصف (۱۸) "ان کے فضل و کمال کو شمار اور بیان نہیں کیا جا سکتا۔"

علمی کمالات کے ساتھ ساتھ شان و شوکت اور ظاہری وجاہت میں بھی بے مثال تھے اور بڑے باوقار' متین اور سنجیدہ تھے۔ علامہ سمعانی لکھتے ہیں: وكان مهيبا وقورا نبيلا خطيرا ثقة (۱۹) "ذی ہیبت' باوقار' پُرعظمت اور ثقہ و سنجیدہ تھے۔"

خطیب زہد و تقویٰ میں بھی بے مثال تھے۔ عبادت و ریاضت سے ان کو بڑا شغف تھا۔ انفاق فی سبیل اللہ کا بہت ذوق تھا۔ تصنیف و تالیف' درس و تدریس اور مطالعہ حدیث سے جو وقت بچتا وہ عبادت اور تلاوتِ قرآنِ مجید میں بسر ہوتا۔ بڑے مستجاب الدعوات تھے۔ ایک دفعہ زم زم کا پانی پی کر اللہ تعالیٰ سے تین باتوں کی دعا کی:

اوّل یہ کہ میری کتاب تاریخ بغداد کو شرف قبولیت اور حسن اعتبار حاصل ہو۔ دوم یہ کہ بغداد کی جامع منصورہ میں سب سے عمدہ اور مقدس جگہ میں حدیث کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تعلیم و املاء میں مشغول رہنے کی مجھ کو توفیق میسر آئے۔ اور تیسری اور آخری دعا یہ تھی کہ بشر حافی کی قبر کے متصل ان کے پہلو میں دفن کیا جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تینوں دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا۔[۲۰]

فقہی مسلک

خطیب شافعی المذہب تھے اور ان کا شمار اکابر شافعیہ میں ہوتا تھا۔[۲۱]

عقیدہ

محدثین اور اصحابِ روایت کی طرح عقائد میں امام ابو الحسن اشعری کے ہم نوا تھے۔ حافظ ابنِ عساکر لکھتے ہیں: وکان یذھب فی الکلام الی مذھب ابی الحسن الاشعری[۲۲] "وہ کلام و عقیدہ میں مذہب اشعری پر کاربند تھے۔"

ابتلاء و آزمائش

امام ابو بکر خطیبؒ کو اپنی فقہی عصبیت کی وجہ سے ابتلاء و محن سے دوچار ہونا پڑا۔ وہ شافعی المذہب تھے اور متکلمین و اشاعرہ سے بھی ان کے تعلقات تھے۔ اس کی وجہ سے حنابلہ نے ان کو اذیت دی اور زدوکوب بھی کیا۔[۲۳]

وفات

خطیب رمضان ۴۶۳ھ میں بیمار ہوئے۔ بیماری بڑھتی گئی —— یہاں تک کہ ۷ ذی الحجہ ۴۶۳ھ کو اکہتر سال کی عمر میں انتقال کیا۔ ان کے جنازہ میں لوگوں کا ایک جم غفیر شریک تھا۔ ان کے استاد امام ابو اسحاق شیرازی بھی جنازہ میں شریک تھے اور جنازہ کے آگے ایک جماعت یہ منادی کر رہی تھی:

هذا الذی کان یذب عن رسول اللہ ﷺ

هذا الذی کان ینفی الکذب عن رسول اللہ ﷺ

هذا الذی کان یحفظ حدیث رسول اللہ ﷺ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"یہ جنازہ اس شخص کا ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے سینہ سپر ہو کر آپ ﷺ کا دفاع کرتا تھا اور آپ ﷺ کی طرف سے کذب و افتراء کی تردید کرتا تھا اور آپ ﷺ کی حدیثوں کو یاد کرتا تھا"۔ (۲۴)

تصنیفات

خطیب صاحبِ تصانیفِ کثیرہ تھے۔ علمائے فن اور تذکرہ نگاروں نے ان کی تصنیفات کی تعداد ایک سو کے قریب بتائی ہے۔ ان کی اکثر تصانیف معدوم اور نایاب ہیں۔ حافظ ابن جوزی ان کی تصانیف کے بارے میں لکھتے ہیں:

"جو شخص ان کا بغور مطالعہ کرے گا وہ خطیب کی قدر و عظمت اور عدیم المثال کارناموں کا اعتراف کرے گا۔ انہوں نے اپنا عظیم الشان علمی ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے جو ان سے پہلے ان سے کہیں زیادہ فائق محدثین وائمہ مثلاً امام دارقطنی وغیرہ بھی انجام نہیں دے سکے"۔ (۲۵)

مولانا ضیاء الدین اصلاحی نے کشف الظنون کے حوالے سے اپنی کتاب تذکرۃ المحدثین میں خطیب کی ۳۷ کتابوں کے نام درج کیے ہیں (۲۶)۔ مقالہ کے طویل ہونے کے خوف سے یہاں صرف دو کتابوں کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے:

شرف اصحاب الحدیث: اس کتاب میں ناقدین اور راویوں کے مراتب و فضائل کے متعلق احادیث و آثار اور علمائے اسلام کے اقوال درج کیے گئے ہیں۔ مولانا محمد بن ابراہیم جوناگڑھی نے اس کتاب کا اردو ترجمہ بنام "فضائل محمدی" کیا۔ یہ کتاب ۱۴۶ صفحات پر محیط ہے اور عربی متن کے ساتھ ۱۳۴۵ھ میں محبوب المطابع دہلی سے شائع ہوئی۔ (۲۷)

تاریخ بغداد: یہ خطیب کی عظیم الشان اور شہرۂ آفاق کتاب ہے۔ علمائے فن اور اربابِ سیر نے اس کی تعریف کی ہے۔ علامہ ابن خلکان فرماتے ہیں:

"اگر ان کی اور تصانیف نہ بھی ہوتیں تو تنہا یہی کتاب ان کے فخر و شرف اور فضل و کمال کے لیے کافی تھی اور اس سے ان کے علمی تبحر، وسعتِ مطالعہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور وقتِ نظر کا اندازہ ہوتا ہے"۔ (۲۸)

امام خطیب کو خود بھی اس کتاب پر فخر تھا۔ آپ نے اس کی شہرت و قبولیت کے لیے بیت اللہ میں زم زم کا پانی پی کر دعا کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور تاریخ بغداد کو بے نظیر اور حیرت انگیز حسن قبول حاصل ہوا۔ بغداد پر متعدد تاریخیں لکھی گئیں، لیکن جو شہرت اور قبولیت اس کتاب کو حاصل ہوئی وہ کسی اور تاریخ کے حصے میں نہیں آئی۔ خطیب اس کتاب کے بارے میں خود لکھتے ہیں:

"یہ کتاب مدینۃ السلام (بغداد) کی تاریخ ہے، اس میں اس کی آبادی اور تعمیر کا ذکر اور یہاں کے مشاہیر و اعیان اور علماء و فضلاء کا تذکرہ ہے"۔ (۲۹)

خطیب نے اس کتاب کی ترتیب حروفِ معجم کے مطابق کی ہے لیکن جن لوگوں کا نام محمد ہے ان کا بطورِ تبرک پہلے ذکر کیا ہے۔

تاریخ بغداد میں صرف رجال کا تذکرہ ہی نہیں ہے بلکہ رجال کے حالات کے ضمن میں علمی دقائق اور مجتہدانہ مباحث بیان کیے گئے ہیں۔ صاحبِ کشف الظنون حاجی خلیفہ چلپی کہتے ہیں:

فکتب علی طریقة المحدثین جمع فیه رجالها او من ورد بها وضم الیه فوائد جمة' فصار کتابا عظیم الحجم والنفع (۳۰)

"اس میں محدثین کے انداز اور طریقہ کے مطابق بغداد کے رجال و واردین کا تذکرہ اور دیگر بے شمار فوائد شامل کیے ہیں۔ اس لیے یہ کتاب نہایت ضخیم اور منفعت بخش ہو گئی ہے۔"

تاریخ بغداد میں ۷۸۳۱ مشاہیر و رجال کا تذکرہ ہے جو مختلف طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ کتاب ۱۴ جلدوں میں ہے اور صفحات کی تعداد ۶۷۹۱ ہے۔ ۱۳۴۹ھ بمطابق ۱۹۳۱ء میں مصر سے شائع ہوئی۔

تاریخ بغداد پر ایک جامع تبصرہ مولانا حبیب الرحمٰن شیروانی نے لکھا' جو معارف اعظم گڑھ کے کئی نمبروں میں شائع ہوا۔ پھر ۱۹۳۷ء میں کتابی صورت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں شائع ہوا۔

تاریخ بغداد میں خطیب نے امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ کے حالات درج کیے ہیں۔ اس کا اردو ترجمہ مولانا محمد بن ابراہیم جونا گڑھی نے "امام محمدی" کے نام سے کیا، جو ۱۳۴۵ھ میں جید برقی پریس دہلی سے شائع ہوا۔ صفحات کی تعداد ۱۵۴ ہے۔ اس کتاب میں امام صاحب کی دینی خدمات کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے اور ان پر جو ردّ و قدح کی گئی ہے اس کا بھی ذکر ہے۔ (۳۱)

خطیب پر بعض اعتراضات

خطیب پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ان کو حنفی اور حنبلی مذہب سے سخت عداوت اور کد تھا۔ حافظ ابنِ جوزی لکھتے ہیں کہ خطیب نے امام احمد بن حنبلؒ کو سید المحدثین اور امام شافعی کو تاج الفقہاء لکھا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ امام احمد کے تفقہ و اجتہاد کے معترف نہ تھے۔ حافظ ابنِ جوزی نے امام احمد کے متعلق کرابیسی کا یہ قول اپنی کتاب المنتظم میں نقل کیا ہے: "آخر ہم کیا کریں۔ اگر ہم کہتے ہیں کہ ہمارا تلفظ بالقرآن مخلوق ہے تو امام احمد اس کو بدعت کہتے ہیں، اور اگر ہم اس کو غیر مخلوق کہتے ہیں تب بھی اس کو بدعت بتاتے ہیں"۔ (۳۲)

امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں خطیب کے تعصب کا مولانا عبدالرشید نعمانی نے اس طرح ذکر کیا ہے کہ "امام ابو حنیفہ سے سخت عداوت رکھنے والوں میں خطیب بھی ہیں"۔ (۳۳) علامہ محمد معین سندھی بھی لکھتے ہیں کہ "امام دارقطنی کی طرح خطیب بغدادی بھی امام ابو حنیفہ کے بارے میں مفرط غالی تھے"۔ (۳۴)

خطیب کے بارے میں علمائے کرام کا مطمح نظر یہ ہے کہ انہوں نے تعصب کی بناء پر امام ابو حنیفہ اور امام احمد بن حنبل کی مخالفت نہیں کی بلکہ مخالفت اور حمایت میں انہیں جو کچھ مواد ملا اس کو نقل کر دیا۔ جیسا کہ مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانی لکھتے ہیں:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"خطیب نے واقعات واقوال کو ذکر کرنے میں مؤرخانہ فرض و دیانت سے کام لیا ہے۔ اس لیے جہاں ائمہ اور رجال کے مناقب سے متعلق اقوال جمع کیے ہیں وہیں مخالفانہ اور نقد و جرح سے متعلق آراء بھی تحریر کی ہیں۔ اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ خود خطیب اس کے قائل تھے یا یہ واقعی ان کی رائے تھی۔"

خطیب نے بطورِ واقعہ امام احمد بن حنبلؒ کے بارے میں کرابیسی کا قول نقل کیا ہے' حالانکہ خطیب امام احمد بن حنبل کے بارے میں خود لکھتے ہیں:

من سمعتموه يذكر احمد بن حنبل بسوء فاتهموه على الاسلام (۳۵)

"اگر تم کسی شخص کو امام احمد بن حنبل کا برائی سے تذکرہ کرتے ہوئے دیکھو تو اس کے اسلام پر تہمت عائد کرو۔"

علمائے کرام کی رائے یہ ہے کہ خطیب نے اگر کوئی واقعہ نقل کیا ہے تو وہ محض نقل حکایت اور بیان واقعہ ہے' اور واقعہ کی صحت و عدم صحت پر بحث ہو سکتی ہے' لیکن مجرد اس کے نقل کو اعتراض کی دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔

☆ ☆ ☆

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حواشی

(۱) ابن سبکی 'طبقات الشافعیة' ج ۳' ص ۱۳۔
(۲) سمعانی 'کتاب الانساب' ص ۲۰۳۔ ابن سبکی 'طبقات الشافعیة' ج ۳' ص ۱۲۔ ذہبی 'تذکرۃ الحفاظ' ج ۳' ص ۳۳۱۔
(۳) ابن جوزی 'المنتظم' ج ۸' ص ۲٦۷۔
(۴) ابن کثیر 'البدایة والنهایة' ج ۱۲' ص ۱۰۳۔
(۵) ذہبی 'تذکرۃ الحفاظ' ج ۳' ص ۱۲۔
(٦) ابن کثیر 'البدایة والنهایة' ج ۱۲' ص ۱۰۳۔
(۷) ابن خلکان 'تاریخ ابن خلکان' ج ۱' ص ۳٦۔
(۸) ابن جوزی 'المنتظم' ج ۸' ص ۲٦۷۔
(۹) ذہبی 'تذکرۃ الحفاظ' ج ۳' ص ۱۲۔
(۱۰) ابن سبکی 'طبقات الشافعیة' ج ۳' ص ۱۲۔
(۱۱) ذہبی 'تذکرۃ الحفاظ' ج ۳' ص ۱۲۔
(۱۲) ذہبی 'تذکرۃ الحفاظ' ج ۳' ص ۱۲۔ ابن سبکی 'طبقات الشافعیة' ج ۳' ص ۱۲۔ ابن جوزی 'المنتظم' ج ۸ ص ۲٦۷۔ ابن خلکان 'تاریخ ابن خلکان' ج ۱' ص ۳٦۔ سمعانی 'کتاب الانساب' ص ۲۰۳۔ ابن کثیر 'البدایة والنهایة' ج ۱۲' ص ۱۰۱۔ ابن صلاح 'مقدمة ابن صلاح' ص ۱۹۲۔ شاہ عبدالعزیز 'بستان المحدثین' ص ۷۳۔
(۱۳) ابن کثیر 'البدایة والنهایة' ج ۱۲ ص ۱۰۳۔
(۱۴) ابن خلکان 'تاریخ ابن خلکان' ج ۱' ص ۳٦۔
(۱۵) ابن سبکی 'طبقات الشافعیة' ج ۳' ص ۱۲۔
(۱٦) ابن جوزی 'المنتظم' ج ۸' ص ۲٦۷
(۱۷) شاہ عبدالعزیز 'بستان المحدثین' ص ۷۳۔
(۱۸) سمعانی 'کتاب الانساب' ص ۲۰۳۔
(۱۹) سمعانی 'کتاب الانساب' ص ۲۰۳۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲۰) ابن عساکر 'تبیین کذب المفتری' ص ۲۶۸۔
(۲۱) ذہبی 'تذکرۃ الحفاظ' ج ۳' ص ۳۳۴۔
(۲۲) ابن عساکر 'تبیین کذب المفتری' ص ۲۷۱۔
(۲۳) ابن کثیر 'البدایۃ والنہایۃ' ج ۱۲' ص ۱۰۲۔
(۲۴) ابن خلکان' تاریخ ابن خلکان' ج ۱' ص ۳۶۔ ابن عساکر تبیین کذب المفتری' ص ۲۶۹۔ ذہبی 'تذکرۃ الحفاظ' ج ۳' ص ۳۳۹۔
(۲۵) ابن جوزی 'المنتظم' ج ۸' ص ۲۶۲۔
(۲۶) ضیاء الدین اصلاحی' تذکرۃ المحدثین ج ۲' ص ۳۰۱۔ ۳۰۵۔
(۲۷) محمد مستقیم سلفی' جماعت اہل حدیث کی تصنیفی خدمات' ص ۷۴۹۔
(۲۸) ابن خلکان' تاریخ ابن خلکان' ج ۱' ص ۳۶۰۔
(۲۹) خطیب بغدادی' تاریخ بغداد' ج ۱' ص ۳۔
(۳۰) حاجی خلیفہ' کشف الظنون' ج ۱' ص ۲۲۱۔
(۳۱) ضیاء الدین اصلاحی' تذکرۃ المحدثین' ج ۲' ص ۳۱۱۔ محمد مستقیم سلفی' جماعت اہل حدیث کی تصنیفی خدمات' ص ۵۵۲۔
(۳۲) ابن جوزی 'المنتظم' ج ۸' ص ۲۹۸۔
(۳۳) عبدالرشید نعمانی' ماتمس الیہ الحاجۃ عن یطالع سنن ابن ماجۃ' ص ۳۲۔
(۳۴) محمد معین سندھی' دراسات اللبیب' ص ۳۳۳۔
(۳۵) خطیب بغدادی' تاریخ بغداد' ج ۸' ص ۲۵۔

✪ ✪ ✪

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۴۷)

امام ابو عبداللہ حُمیدی رحمۃ اللہ علیہ

(۴۱۸ھ — ۴۸۸ھ)

امام ابو عبداللہ محمد بن ابو نصر فتوح حُمَیدی ۴۱۸ھ میں پیدا ہوئے[۱]۔ امام حُمَیدی نے جن اساتذہ سے استفادہ کیا' ان کی تفصیل ابنِ خلکان (م ۶۹۱ھ) نے وفیات الاعیان میں درج کی ہے[۲]۔ امام حمیدی نے تحصیلِ علم کے لیے بلادِ اسلامیہ کا سفر کیا اور ہر جگہ اساطینِ فن سے اکتسابِ فیض کیا۔[۳]

امام حمیدیؒ کے حفظ و ضبط' عدالت و ثقاہت اور اتقان پر علمائے فن کا اتفاق ہے۔ حدیث میں ان کے علمی تبحر پر علمائے کرام نے اتفاق کیا ہے اور ان کی یہ خصوصیت بیان کی ہے کہ آپ بڑے دلکش انداز میں حدیثیں پڑھتے تھے۔[۴] حدیث کی طرح دوسرے علومِ اسلامیہ یعنی' فقہ' رجال' تاریخ اور ادب و لغت وغیرہ میں بھی مہارتِ تامہ رکھتے تھے۔[۵]

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (م ۱۲۳۹ھ) فرماتے ہیں:

"در علم عربیت و ادب و حل تراکیب قرآن و در دریافت لطافت و بلاغت آن دستگاہی کلی نصیب دارد"۔[۶]

(علم عربیت و ادب' قرآن کی تراکیب کے حل اور اس کی بلاغت و لطائف کی دریافت میں کامل دسترس رکھتے تھے۔")

امام حمیدی امام ابنِ حزم (م ۴۵۶ھ) کے اجل تلامذہ میں سے تھے۔ اس لیے ان کا رجحان بھی اپنے استاد کی طرح ظاہری مذہب کی طرف تھا۔[۷]

امام حُمیدی نے ۱۷ ذی الحجہ ۴۸۸ھ کو انتقال کیا۔[۸]

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تصنیفات

کتاب الجمع بین الصحیحین : یہ امام حُمیدی کی سب سے اہم اور مشہور کتاب ہے۔ اس کو انہوں نے صحابہ کرام کے ناموں پر ان کے فضل و تقدم کے اعتبار سے مرتب کیا ہے۔ اس لیے اس میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ' اس کے بعد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور پھر عشرۂ مبشرہ رضی اللہ عنہم کی حدیثیں ہیں اور اس کے بعد دیگر صحابہ کی مرویات ان کے مراتب کے اعتبار سے درج ہیں۔ امام حمیدی کی یہ کتاب بڑی مستند خیال کی جاتی ہے۔

علامہ ابن اثیر جزریؒ (م ۶۰۶ ھ) لکھتے ہیں:

"واعتمدت فی النقل من الصحیحین علی ما جمع الحُمیدی فی کتابه فانه أحسن فی ذکر طرقه و استقصی فی ایراد رواله والیه المنتهی فی جمع ھذین الکتابین "(۹)

(میں نے صحیحین کی حدیثیں (اپنی کتاب جامع الاصول میں) نقل کرنے میں حمیدی کی کتاب پر اعتماد کیا ہے' کیونکہ انہوں نے روایات کے طرق بیان کرنے میں بڑی خوبی سے کام لیا ہے اور رواۃ کا بھی نہایت استقصاء سے ذکر کیا ہے۔ پس ان دونوں کتابوں کے بارے میں یہی کتاب اصل مرجع ہے۔)

حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ ھ) نے الجمع بین الصحیحین کی تلخیص کی ہے۔(۱۰)

تاریخ اُندلس : اس کا اصل نام "جذوة المقتبس فی تاریخ علماء الاندلس" ہے۔ اور اس کو امام حمیدی نے اپنی یادداشت سے مرتب کیا ہے۔(۲۹)

☆ ☆ ☆

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حواشی

(۱) ابن العماد' شذرات الذهب' ج ۳' ص ۳۹۲۔

(۲) ابن خلکان' وفیات الاعیان' ج ۲' ص ۲۸۵۔ سمعانی' کتاب الانساب' ص ۵۴۸۔

(۳) ذہبی' تذکرۃ الحفاظ' ج ۴' ص ۱۸' ۱۹' ۲۰۔

(۴) یافعی' مراء ۃ الجنان' ج ۳' ص ۲۱۹۔

(۵) شاہ عبدالعزیز دہلوی' بستان المحدثین' ص ۸۲۔

(۶) ذہبی' تذکرۃ الحفاظ' ج ۴' ص ۱۸۔

(۷) شاہ عبدالعزیز دہلوی' بستان المحدثین' ص ۸۲۔

(۸) ابن اثیر' جامع الاصول' مقدمۃ۔

(۹) سید سلیمان ندوی' مقالاتِ سلیمان' ج ۲' ص ۳۵۷۔

(۱۰) حاجی خلیفۃ مصطفٰی' کشف الظنون' ج ۱' ص ۳۹۰۔

✪ ✪ ✪

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

— (۲۸) —

امام ابو محمد بغوی رحمۃ اللہ علیہ

(۴۳۶ھ — ۵۱۹ھ)

ائمۂ حدیث میں امام ابو محمد حسین بن مسعود بغوی رحمۃ اللہ علیہ ممتاز حیثیت کے حامل تھے۔ حدیث کی نشر و اشاعت اور اس کی ترقی و ترویج میں جو گراں قدر خدمات انجام دیں اس پر ان کو علمائے حق نے محی السنۃ کا لقب عطا کیا۔ امام بغویؒ علوم اسلامیہ میں یگانۂ روزگار تھے۔ خاص طور پر اسلام کے تین بنیادی ارکان یعنی تفسیر، حدیث اور فقہ میں ان کو امامت کا درجہ حاصل تھا۔ علمائے فن، اہل سیر اور تذکرہ نگاروں نے ان علوم میں ان کے یگانۂ عالم اور صاحب کمال ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ علامہ ابن سبکی نے ان کو قرآن و سنّت اور فقہ میں یکتائے زمانہ بتایا ہے[۱]۔ حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ بغویؒ ان تینوں علوم میں فاضل اور یگانہ تھے[۲]۔ حضرت شاہ عبد العزیز دہلویؒ فرماتے ہیں:

> "امام بغویؒ کی ساری زندگی قرآن و حدیث اور فقہ پڑھنے اور پڑھانے میں بسر ہوئی۔ وہ ان تینوں علوم میں صاحب کمال تھے اور ان علوم سے متعلق ہی ان کی تصنیفات ہیں"۔[۳]

حافظ ذہبی نے ان کو حافظ، مجتہد اور محی السنۃ لکھا ہے[۴]۔ علامہ ابن خلکان نے ان کو علوم اسلامیہ کا سمندر بتایا ہے[۵]۔ علامہ یافعی اور ابن عماد نے ان کو امام اور عالم خراسان کا لقب عطا کیا ہے۔[۶]

ولادت

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ ۴۳۶ھ میں قصبہ بغ میں پیدا ہوئے۔ یہ قصبہ ہرات اور مرو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے درمیان خراسان کا ایک مقام تھا' اب یہ شہر صفحۂ ہستی سے مٹ چکا ہے۔ یاقوت حموی نے لکھا ہے کہ ۶۱۶ھ میں یہ شہر ختم ہوا۔ (۷)

اساتذہ و تلامذہ:

امام بغوی رحمہ اللہ نے جن اساتذہ سے اکتساب فیض کیا اور جن حضرات نے ان سے استفادہ کیا' یعنی ان کے اساتذہ و تلامذہ کی فہرست حافظ ذہبیؒ نے تذکرۃ الحفاظ اور علامہ ابنِ سبکی نے طبقات الشافعیہ میں درج کی ہے۔ (۸)

درس و تدریس

امام بغویؒ کی ساری زندگی درس و تدریس اور علم و فن میں بسر ہوئی۔ وہ تمام زندگی شب و روز تفسیر' حدیث اور فقہ کے علوم پڑھاتے رہے۔ چنانچہ ان کی تصنیفات بھی ان تینوں علوم ہی سے متعلق ہیں۔ (۹)

علم و فضل

امام بغوی رحمہ اللہ کا حدیث میں درجہ مسلّم ہے۔ علمائے فن اور اہل سیر نے ان کے اس فن میں صاحب کمال ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ حافظ ذہبی' علامہ ابنِ خلکان اور حافظ ابنِ سبکی نے ان کو الحافظ الکبیر اور محی السنۃ کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ (۱۰)

کلامِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کلامِ الٰہی سے بھی ان کو خاص شغف تھا اور اس فن (تفسیر) میں بھی یکتائے زمانہ تھے۔ علمائے فن اور تذکرہ نگاروں نے علم تفسیر میں ان کے صاحب کمال ہونے کی تصریح کی ہے۔ علامہ ابنِ سبکی نے ان کو علم تفسیر میں عالی و بلند مرتبہ لکھا ہے (۱۱)۔ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے ان کو عدیم النظیر مفسر کہا ہے۔ (۱۲)

ابنِ ہبۃ اللہ نے لکھا ہے کہ:

> "امام بغوی رحمہ اللہ کلام اللہ کے سلسلہ میں قراءت و تجوید کے فن کے ماہر تھے اور انھوں نے اپنی تفسیر (معالم التنزیل) میں قراءت کے متعلق مفید بحثیں کی ہیں"۔ (۱۳)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ فقہ میں بھی یکتا اور مرتبہ اجتہاد پر فائز تھے اور اس فن میں ان کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ نیز اس میں ان کی معلومات کا دائرۂ نقل و تحقیق ہر اعتبار سے وسیع تھا۔ ائمہ فن نے ان کو اس فن میں امام تسلیم کیا ہے (۱۴)۔ حافظ ذہبی نے ان کو المجتہد لکھا ہے۔ (۱۵)

فقہی مذہب

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ مجتہدانہ اوصاف کے باوجود امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب سے وابستہ تھے اور ان کا شمار اکابر شوافع میں ہوتا ہے۔ (۱۶)

اخلاق وعادات

امام بغویؒ عملی اور دینی حیثیت سے ممتاز و بلند مرتبہ تھے۔ عبادت و ریاضت میں بے مثال تھے۔ قائم اللیل و صائم النہار تھے۔ زہد و ورع، تقویٰ و طہارت اور امانت و دیانت میں امتیازی حیثیت کے حامل تھے۔ اصلاح و تقویٰ میں بھی صاحب کمال تھے۔ حافظ ابنِ سبکیؒ فرماتے ہیں کہ بغویؒ علم و عمل کے جامع، متبع سلف اور دینی لحاظ سے عالی مقام تھے (۱۷)۔ ان کی زندگی تکلف و آرائش سے خالی اور نہایت سادہ تھی۔ سادگی اور قناعت ان کی زندگی کا ماٹو تھا۔ بہت نفاست پسند تھے اور پوری زندگی وضو کے بغیر درسِ قرآن و حدیث نہیں دیا۔ (۱۸)

وفات

امام بغویؒ کے سنِ وفات میں اختلاف ہے۔ اہلِ سیر نے ان کا سن وفات ۵۱۰ھ، ۵۱۶ھ اور ۵۱۹ھ لکھا ہے۔ (۱۹)

تصانیف

امام بغویؒ نامور اور بے مثال مصنف تھے۔ ان کی تصنیفات تفسیر، قراءت، حدیث اور فقہ سے متعلق ہیں۔ علمائے فن نے ان کی تصانیف کی تعریف کی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ امام بغویؒ کی تصانیف کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی[۲۰]۔ مولانا ضیاء الدین اصلاحی نے ان کی ۱۴ کتابوں کے نام بتائے ہیں[۲۱]۔ یہاں آپؒ کی پانچ کتابوں کا مختصر تعارف درج کیا جاتا ہے:

☆ **معالم التنزیل**: یہ تفسیر قرآن بہت اہمیت کی حامل ہے۔ اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم' تابعین اور ائمہ متقدمین کے اقوال و آثار جمع کیے گئے ہیں۔ اس لیے اس کی حیثیت ماثوری تفسیروں کی سی ہے۔ امام بغویؒ نے اس تفسیر میں ایک جامع علمی اور تحقیقی مقدمہ بھی لکھا ہے' جس میں قرآنِ مجید کی اہمیت' اس کے نزول کی تاریخ و مقصد' اس کی تفسیر و تاویل کی ضرورت اور ائمہ سلف کی تفسیری خدمات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس تفسیر میں امام بغویؒ نے اسبابِ نزول کی تعیین' ناسخ و منسوخ کی تصریح اور فقہاء کے احکامِ شرعی کے استنباطات کا ذکر بھی کیا ہے۔ نحوی اور صرفی اشکالات بھی حل کرنے پر توجہ کی ہے۔ نیز ان مباحث کی توضیح میں احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم' آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور اقوالِ تابعین سے مدد لی گئی ہے۔

امام علاؤ الدین علی بن محمد بغدادی' جو خازن کے نام سے مشہور ہیں' نے اس تفسیر کی تلخیص کی ہے جو "تفسیر خازن" کے نام سے معروف ہے۔ امام خازن اس تفسیر کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "تفسیر بغوی نہایت عمدہ خصوصیات کی حامل ہے۔ یہ تفسیر صحیح اقوال کا مجموعہ اور شکوک و تصحیف سے پاک ہے اور احادیث و آثار سے مزین اور عجیب واقعات پر مشتمل ہے۔ اس لیے میں نے اس کی تلخیص کی ہے اور دوسری تفسیروں کی مدد سے اس میں اضافے بھی کیے ہیں۔ غریب احادیث کی شرح کر دی ہے۔ اسناد اور بعض مکررات و زوائد کو حذف کر دیا ہے"۔[۲۲]

تفسیر معالم التنزیل ہندوستان اور مصر سے شائع ہو چکی ہے۔ مصر سے تفسیر خازن کے حاشیہ پر ۱۳۳۱ھ میں ۷ جلدوں میں شائع ہوئی۔

☆ **مصابیح السُّنَّة**: یہ حدیث کی بڑی اہم اور مشہور کتاب ہے' جو بڑی معتبر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور مستند خیال کی جاتی ہے۔ اس کی اہمیت اور افادیت کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ امام ولی الدین خطیب تبریزی کی مشہور و متداول کتاب مشکوٰۃ المصابیح اس کا تکملہ و تتمہ ہے۔ اس کتاب کا دوسرا نام کتاب المصابیح بھی ہے۔ بعض علمائے فن نے تصریح کی ہے کہ کتاب المصابیح کا نام مصنف کا رکھا ہوا نہیں ہے' بلکہ ان کے دیباچہ کی اس عبارت سے ماخوذ ہے:

ان احادیث ھذا الکتاب مصابیح [۲۳]

"اس کتاب کی حدیثیں چراغ ہیں۔"

مصابیح السُّنّہ کی تقسیم و ترتیب اس طرح ہے کہ ہرباب کی حدیثیں دو فصلوں میں صحاح و حسان کے تحت درج کی گئی ہیں۔ صحاح کے تحت صحیح بخاری و صحیح مسلم اور حسان کے تحت سنن ابی داؤد' جامع ترمذی' سنن نسائی' سنن ابن ماجہ اور سنن دارمی وغیرہ کی احادیث درج کی گئی ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ لکھتے ہیں کہ:

"یہ عجیب اتفاق ہے کہ مصابیح السُّنّہ نیت والی حدیث سے شروع ہوتی ہے اور نیت ہی ہر کام کا سرا ہوتا ہے' اور اس کا خاتمہ آخرت کے لفظ پر ہوا ہے جو کتاب کے حسن خاتمہ کی خبر دیتا ہے"۔ [۲۴]

مصابیح السُّنّہ مطبوع ہے۔ ۱۳۹۹ھ میں مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل نے چار جلدوں میں شائع کی ہے۔

☆ **شرح السُّنَّة**: اس کتاب کا شمار امام بغویؒ کی مشہور اور اہم تصانیف میں ہوتا ہے۔ اس میں مشکلات و غرائب حدیث اور فقہی مسائل کا ذکر کیا گیا ہے۔ حاجی خلیفہ صاحب کشف الظنون نے امام بغویؒ سے یہ نقل کیا ہے کہ:

"شرحُ السُّنَّة اخبار و روایات کے گوناگوں علوم و فوائد پر مشتمل ہے۔ اس میں حدیثوں کے مشکلات کو حل کیا گیا ہے اور غریب کی تفسیر کی گئی ہے۔ نیز ان سے مستنبط ہونے والے فقہی احکام اور ان کے سلسلہ میں علماء و فقہاء کے اختلافات بیان کیے گئے ہیں۔ یہ شرح احکام کے سلسلہ میں مرجع اور ایسی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اہم باتوں اور ضروری نکات پر مشتمل ہے جن سے واقفیت نہایت ضروری ہے۔ میں نے اس میں وہی باتیں لکھی ہیں جن پر ماہرین فن ائمہ سلف کا اعتماد ہے اور ان چیزوں کو چھوڑ دیا ہے جن کو ان بزرگوں نے چھوڑ دیا ہے۔"(۲۵)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

"امام نوویؒ، محی السنۃ بغویؒ اور ابو سلیمان خطابیؒ شرح حدیث کے سلسلہ میں تمام شوافع میں زیادہ قابل اعتماد ہیں۔ ان لوگوں کے قول محکم اور بحثیں پُر مغز ہوتی ہیں۔ خصوصاً شرح السنۃ بغویؒ فقہ، حدیث اور توجیہہ مشکلات میں نہایت کافی و شافی ہے — گویا کہ مصابیح اور مشکوٰۃ کی شرح اسی سے ہو جاتی ہے"۔(۲۶)

☆ **شرح جامع الترمذی** : اس شرح کا ذکر علامہ سید سلیمان ندوی نے اپنے مضمون "حجاز کے کتب خانے" میں کیا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ اس کے جزءِ ثانی کا نسخہ مدینہ کے ایک کتب خانہ محمودیہ میں ہے۔(۲۷)

☆ **التہذیب فی الفقہ** : اس کتاب میں امام شافعیؒ کے مذہب کے فقہی فروع وجزئیات کی تہذیب کی گئی ہے۔ علامہ حسین محمد بن مروزی نے لباب التہذیب کے نام سے اس کی تلخیص کی ہے اور علامہ شہاب احمد بن منیر اسکندری نے دس جلدوں میں اس کا اختصار لکھا ہے۔(۲۸)

☆ ☆ ☆

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حواشی

(۱) ابن سبکی 'طبقات الشافعیة' ج ۴' ص ۲۱۴
(۲) ابن کثیر 'البدایة والنہایة' ج ۱۱' ص ۱۹۳۔
(۳) شاہ عبدالعزیز دہلوی 'بستان المحدثین' ص ۵۳۔
(۴) ذہبی 'تذکرة الحفاظ' ج ۳' ص ۵۳۔
(۵) ابن خلکان 'تاریخ ابن خلکان' ج ۱' ص ۲۵۹۔
(۶) یافعی 'مراۃ الجنان' ج ۳' ص ۲۱۳۔ ابن عماد' شذرات الذہب' ج ۴' ص ۴۹۔
(۷) یاقوت حموی 'معجم البلدان' ج ۲' ص ۲۴۵۔
(۸) ذہبی 'تذکرة الحفاظ' ج ۳' ص ۵۳۔ ابن سبکی 'طبقات الشافعیة' ج ۴' ص ۲۱۳۔
(۹) ابن خلکان 'تاریخ ابن خلکان' ج ۱' ص ۲۵۹۔ شاہ عبدالعزیز 'بستان المحدثین' ص ۵۲۔
(۱۰) ذہبی 'تذکرة الحفاظ' ج ۳' ص ۵۳۔
(۱۱) ذہبی' تذکرة الحفاظ' ج ۳' ص ۵۳۔ ابن خلکان' تاریخ ابن خلکان' ج ۱' ص ۲۵۹۔ ابن سبکی 'طبقات الشافعیة' ج ۴' ص ۵۹۔
(۱۲) شاہ عبدالعزیز 'بستان المحدثین' ص ۵۲۔
(۱۳) ابن ہبة اللہ 'طبقات الشافعیة' ص ۴۷۔
(۱۴) ابن خلکان 'تاریخ ابن خلکان' ج ۱' ص ۲۵۹۔ ابن سبکی 'طبقات الشافعیة' ج ۴' ص ۲۱۳۔
(۱۵) ذہبی 'تذکرة الحفاظ' ج ۳' ص ۵۴۔
(۱۶) ابن سبکی 'طبقات الشافعیة' ج ۴' ص ۲۱۵۔
(۱۷) ابن سبکی 'طبقات الشافعیة' ج ۴' ص ۱۵۔
(۱۸) ابن خلکان 'تاریخ ابن خلکان' ج ۱' ص ۲۵۹۔
(۱۹) ابن کثیر' البدایة والنہایة' ج ۱۱' ص ۱۹۳۔ ابن خلکان' تاریخ ابن

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خلکان' ج۱'ص۲۶۰۔شاہ عبدالعزیز'بستان المحدثین'ص۵۳۔
(۲۰) ذھبی'تذکرۃالحفاظ'ج۴'ص۵۴۔
(۲۱) ضیاءالدین اصلاحی'تذکرۃالمحدثین'ج۲'ص۳۴۴۔۳۵۴۔
(۲۲) علاؤ الدین خازن'مقدمۃ تفسیر خازن'ج۱'ص۳۔
(۲۳) حاجی خلیفہ'کشف الظنون'ج۲'ص۴۴۲۔
(۲۴) شاہ عبدالعزیز'بستان المحدثین'ص۱۳۲۔
(۲۵) حاجی خلیفہ'کشف الظنون'ج۲'ص۵۲۔
(۲۶) شاہ عبدالعزیز'عجالۃ نافعۃ مع فوائد جامعۃ'ص۱۷۔
(۲۷) سیدسلیمان ندوی'مقالات سلیمان'ج۲'ص۳۷۰۔
(۲۸) حاجی خلیفۃ'کشف الظنون'ج۱'ص۳۵۲۔

✪ ✪ ✪

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲۹)

امام ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن العربی رحمۃ اللہ علیہ

(۴۶۸ھ — ۵۴۳ھ)

امام ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن العربی کا شمار مشہور محدثین کرام میں ہوتا ہے۔ تاریخ میں ان کو "ابن العربی" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اہل سیر نے ان کے علمی تبحر کا اعتراف کیا ہے اور ان کو علامہ' حافظ' تبحر' احد الاعلام' علوم و معارف میں حتقدم' انواعِ علوم میں بحث کرنے والا' جامع کمالات' صحیح و صواب میں امتیاز کرنے والا اور ثاقب الذہن لکھا ہے۔ اہل سیر کا متفقہ بیان ہے کہ

"علمائے مغرب میں سے مشرق کی سیاحت کرنے والوں میں ان سے زیادہ علم سے مالا مال ہو کر آنے والا کوئی اور شخص نہیں تھا"۔ (۱)

امام ابن العربی کی کنیت ابو بکر اور ابن العربی لقب تھا۔ شجرہ نسب محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن احمد ہے۔ (۲)

ولادت

امام ابن العربی کی تاریخ ولادت ۲۲/ شعبان ۴۶۸ھ ہے اور ان کی جائے ولادت اشبیلیہ ہے۔ (۳)

خاندان

امام ابن العربی کا خاندانی تعلق یمن کے قبیلہ معافر سے ہے۔ اس لیے ان کو معافری بھی کہا جاتا ہے۔ ان کے والد ابو محمد عبد اللہ بن محمد کا شمار اشبیلیہ کے ممتاز علماء و رؤسا میں ہوتا تھا۔ علمی و دنیاوی وجاہت سے مالا مال تھے۔ فقہ و ادب اور شعر و سخن کا عمدہ ذوق رکھتے تھے۔ دولتِ عبادیہ میں ان کو بڑا رسوخ حاصل تھا۔ بنو عباد کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

طرف سے بعض اعلیٰ مناصب پر فائز رہے۔ جب بنو عباد پر زوال شروع ہوا تو یہ اپنے لڑکے ابوبکر کے ساتھ بلادِ مشرق کی سیاحت کے لیے تشریف لے گئے۔ ۴۹۳ھ میں عبداللہ کا مصر میں انتقال ہوا۔ (۴)

اساتذہ و تلامذہ

ان کے اساتذہ و تلامذہ کی فہرست حافظ ذہبی نے اپنی کتاب تذکرۃ الحفاظ میں درج کی ہے۔ ان کے تلامذہ میں قاضی عیاض مالکی کا نام بھی ملتا ہے۔ (۵)

تحصیل علم

امام صاحب نے پہلے اپنے وطن میں اساطین فن سے تعلیم حاصل کی۔ (۶)

رحلت و سفر

۱۷سال کی عمر میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ بلادِ مشرق کی سیاحت کے لیے روانہ ہوئے اور شام، بغداد، مصر، اسکندریہ اور حجاز تشریف لے گئے اور ان مقامات پر اربابِ کمال اور ائمہ فن سے استفادہ کیا۔ (۷)

علم و فضل

امام ابن العربی کا شمار اندلس کے نامور محدثین میں ہوتا ہے۔ اہل سیر نے لکھا ہے کہ ان کی بدولت حدیث و اسناد کا علم اندلس پہنچا اور ان کے ذریعے حدیث کے علم کو بڑا فروغ ہوا۔ وہ بڑے کثیر الروایت اور حافظ حدیث تھے اور علم حدیث میں ان کے تبحر علمی کا ائمہ فن نے اعتراف کیا ہے (۸)۔ فقہ اور اصولِ فقہ میں بھی ان کو کمال حاصل تھا۔ اصولِ فقہ اور فن خلاف کے ماہر سمجھے جاتے تھے۔ ابن العربی مرتبہ اجتہاد پر فائز تھے۔ تفقہ و اجتہاد میں صاحب کمال ہونے کی بناء پر اشبیلیہ کے قاضی مقرر ہوئے (۹)۔ علم تفسیر اور علوم قرآنی میں بھی یگانہ روزگار تھے۔ ان علوم کے علاوہ ادب، بلاغت، کلام، نحو اور تاریخ میں بھی ان کو یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ شعر و

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سخن کا بھی اچھا ذوق رکھتے تھے اور کبھی کبھار خود بھی فی البدیہہ اشعار کہتے تھے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے بستان المحدثین میں ان کے متعدد اشعار نقل کیے ہیں۔

فقہی مذہب

امام ابن العربی امام مالک کے فقہی مسلک سے وابستہ تھے۔[۱۰]

اخلاق وعادات

سیرت و شمائل اور اخلاق وعادات میں ممتاز تھے۔ اپنے حسن اخلاق اور عمدہ خصائل وعادات کی وجہ سے وہ لوگوں میں نہایت مقبول اور ہردل عزیز تھے۔[۱۱]

درس وتدریس

بلاد مشرق کی سیاحت اور تحصیل علم کے بعد اپنے وطن اشبیلیہ واپس آئے اور درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا تو ان کی ذات مرجع خلائق بن گئی۔ لوگ دور دور سے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور ان سے استفادہ کرتے۔ محکمہ قضاء کی ذمہ داری بھی نبھاتے' درس وتدریس کے فرائض بھی انجام دیتے اور تصنیف و تالیف کا کام بھی کرتے۔ انہی گوناگوں مصروفیات کی وجہ سے وہ نہایت مقبول اور مشہور ہو گئے تھے۔[۱۲]

زہد وعبادت

زہد وعبادت' تقویٰ و طہارت' امانت ودیانت اور عدالت وثقاہت کے جامع تھے۔ حافظ ابن کثیر نے ان کو زاہد وعابد لکھا ہے[۱۳]۔ بایں ہمہ بڑے فیاض اور سخی بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو علم وفضل کی طرح دنیوی وجاہت اور دولت وثروت سے بھی نوازا تھا۔ صدقہ وخیرات میں پیش پیش رہتے تھے' رفاہی کاموں میں بڑی دلچسپی لیتے تھے اور اس پر زر کثیر صرف کرتے تھے۔ اشبیلیہ کی فصیل انہوں نے اپنے خرچ سے تعمیر کرائی۔ جود وسخا کی وجہ سے لوگ ان کے گرویدہ تھے۔[۱۴]

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وفات

امام ابن العربی نے ۵۴۳ھ میں ۷۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔[۱۵]

تصنیفات

امام ابن العربی نے تفسیر، علوم قرآنی، حدیث، ادب، بلاغت، علم کلام، نحو اور تاریخ پر مفید اور علمی کتابیں لکھیں۔ مولانا ضیاء الدین اصلاحی نے ان کی ۳۷ کتابوں کے نام لکھے ہیں[۱۶]۔ آپ کی مشہور کتابیں درج ذیل ہیں:

فن تفسیر اور قرآنی علوم:

۱) انوار الفجر (۲۰ جلد)

۲) احکام القرآن (۲ جلد، مطبوع)

۳) الناسخ والمنسوخ

۴) قانون التاویل

(مؤخر الذکر دونوں کتابیں فن تفسیر سے متعلق ہیں اور قرآنیات کے موضوع پر عمدہ خیال کی جاتی ہیں۔)

حدیث اور متعلقات حدیث:

۱) کتاب ترتیب المسالک

۲) کتاب القبس

(یہ دونوں کتابیں موطا امام مالکؒ کی شروح ہیں۔)

۳) عارضة الاحوذی: یہ جامع ترمذی کی مشہور شرح ہے۔ اس کی اہمیت اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ امام جلال الدین سیوطی کے زمانہ تک اس کے علاوہ ترمذی کی کوئی مکمل شرح متداول نہ تھی۔ سیوطی فرماتے ہیں:

لا نعلم انه شرحه احد كاملا الا القاضی ابوبكر بن العربی فی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کتاب عارضۃ الاحوذی

"ہم کو ابو بکر بن العربی کی عارضۃ الاحوذی کے علاوہ ترمذی کی اور کسی کامل شرح کا علم نہیں۔"

حضرت امام عبدالرحمٰن محدث مبارک پوری لکھتے ہیں:

"یہ ترمذی کی مشہور شرحوں میں سے ہے۔ حافظ ابن حجرؒ و مشاہیر علمائے اسلام نے اپنی کتابوں میں اس سے استفادہ کیا ہے اور اس کے اقتباسات نقل کیے ہیں"۔ (۱۷)

یہ شرح مصر سے مکمل شائع ہو گئی ہے۔

☆ ☆ ☆

حواشی

(۱) ذھبی 'تذکرۃ الحفاظ' ج ۴'ص ۹۰۔

(۲) ابن خلکان 'تاریخ ابن خلکان' ج ۲'ص ۲۹۲۔ شاہ عبدالعزیز 'بستان المحدثین' ص ۱۳۸

(۳) ابن خلکان' تاریخ ابن خلکان' ج ۲' ص ۲۹۲۔ شاہ عبدالعزیز' بستان المحدثین ص ۱۳۷۔

(۴) تاریخ ابن خلکان ۲/۲۹۲۔

(۵) ذھبی 'تذکرۃ الحفاظ' ج ۴'ص ۹۰۔

(۶) ابن فرحون 'الدیباج المذھب' ص ۲۸۱۔

(۷) ایضًا

(۸) تذکرۃ الحفاظ' ج ۴'ص ۹۰۔

(۹) ایضًا

(۱۰) تاریخ ابن خلکان' ۲/ ۲۹۳۔

(۱۱) ایضًا

(۱۲) الدیباج المذھب' ص ۲۸۲۔

(۱۳) تذکرۃ الحفاظ' ج ۴'ص ۹۱۔

(۱۴) ایضًا

(۱۵) ابن خلکان' تاریخ ابن خلکان' ج ۲'ص ۲۹۳۔

(۱۶) ضیاء الدین اصلاحی 'تذکرۃ المحدثین' ج ۲'ص ۳۶۷۔۳۷۱۔

(۱۷) عبدالرحمٰن مبارک پوری' مقدمۃ تحفۃ الاحوذی' ص ۸۴'۸۵۔

✪ ✪ ✪

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۳۰)

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ

(۴۴۶ھ – ۵۴۴ھ)

علمائے مغرب میں قاضی عیاض کا شمار محدثینِ عظام میں ہوتا ہے۔ آپ گوناگوں اوصاف و کمالات کا مجموعہ تھے۔ تمام علومِ اسلامیہ میں جامع 'امامِ وقت اور عالمِ مغرب تھے۔ علمائے فن 'اربابِ سیر اور تذکرہ نگاروں نے ان کے علم و فضل اور کمالات کا اعتراف کیا ہے اور ان کو الحافظ الکبیر کے لقب سے یاد کیا ہے۔ علامہ ابنِ خلکان نے ان کو یکے از اکابر ائمہ 'حفاظ و محدثین اور فقہاء و ادباء کے الفاظ سے یاد کیا ہے[1]۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں :

> "قاضی عیاض کی علمی خدمات متنوع اور گوناگوں ہیں۔ فن حدیث میں ان کا انہماک غیر معمولی اور بے مثال تھا۔ وہ مختلف علوم اور معانی و اصطلاحات کی فہم و معرفت میں یکتا' نظم و نثر دونوں پر قادر اور فقہ' لغت' عربیت و ادب کے ماہر تھے۔ در حقیقت ان کی ذات لائق فخر اور سرمایہ کمال تھی اور وہ نہ صرف اندلس بلکہ مغرب کے علماء اور رجال علم کے صدر الصدور تھے"[2]

ان اوصاف و کمالات کی بدولت ان کی شہرت و مقبولیت میں اضافہ ہوا۔ ابنِ فرحون لکھتے تھے کہ ان کی شہرت عظیم تھی۔ حافظ ذہبی کے الفاظ میں ان کو جو شہرت و مقبولیت اور غیر معمولی عظمت اور بلند مرتبہ اور وقار حاصل ہوا وہ کسی اور شخص کو ان سے پہلے حاصل ہوا نہ بعد میں۔

ولادت و خاندان

قاضی عیاض کا سن ولادت ۴۴۶ھ ہے۔ ان کا تعلق ایک علمی خاندان سے تھا'

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جس میں ان سے پہلے اور بعد کے کئی اصحابِ علم و فن گزرے ہیں۔ ان کی جائے ولادت مغرب کا مشہور شہر سبتہ ہے۔ [۳]

اساتذہ و تلامذہ

قاضی عیاض کے اساتذہ و تلامذہ کی فہرست طویل ہے۔ حافظ ذہبی اور ابن فرحون نے اپنی اپنی کتابوں میں ان کے اساتذہ و تلامذہ کی فہرست درج کی ہے۔ [۴]

تحصیل علم

قاضی عیاض نے پہلے اپنے وطن کے علماء و مشائخ سے استفادہ کیا۔ اس کے بعد اندلس جاکر قرطبہ کے علماءِ فن سے مستفیض ہوئے اور پھر بلادِ مشرق کا سفر کیا۔ [۵]

علم و فضل

قاضی عیاض کے حفظ و ضبط، عدالت و ثقاہت، ذکاوت و ذہانت کا اہل سیر اور علمائے فن نے اعتراف کیا ہے۔ ان کی غیر معمولی ذہانت کا یہ حال تھا کہ ۳۰ سال کی عمر سے پہلے اربابِ فن سے مناظرہ کیا اور ۳۵ سال کی عمر میں عہدہ قضاء پر متمکن ہو چکے تھے [۶]۔ علمِ حدیث سے ان کو خاص شغف اور اشتغال تھا اور حدیث اور متعلقاتِ حدیث میں مکمل مہارت رکھتے تھے۔ ابنِ خلکان نے لکھا ہے کہ حدیث اور علومِ حدیث میں یکتائے روزگار اور امام وقت تھے۔ تفسیر، علومِ قرآنی اور فقہ و اصول میں بھی ممتاز تھے [۷]۔ ابنِ فرحون نے لکھا ہے کہ وہ تفسیر اور اس کے متعلق علوم و فنون کے متبحر عالم، مبصر، فقیہہ اور احکام و شرائع سے پوری طرح آگاہ تھے۔ [۸]

قاضی عیاض نہ صرف خالص دینی علوم میں ممتاز اور فائق تھے بلکہ دوسرے علوم میں بھی ان کو مکمل دسترس حاصل تھی۔ ابنِ خلکان لکھتے ہیں:

"قاضی عیاض لغت، کلامِ عرب، نحو، انساب و وقائع کے نامور عالم تھے اور ان علوم میں ان کو امامت کا درجہ حاصل تھا"۔ [۹]

شعر و سخن کا عمدہ ذوق رکھتے تھے۔ تذکرہ نگاروں نے ان کے اشعار کی بلندی کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اعتراف کیا ہے۔ خطابت میں بھی بلند مرتبہ تھے۔ ابنِ فرحون نے ان کو بلیغ خطیب لکھا ہے۔ قاضی عیاض دوبار عہدۂ قضاء پر متمکن ہوئے۔ آپ نے محکمہ قضاء کے فرائض نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیئے اور کبھی بھی عدل وانصاف سے سرِمُو انحراف نہیں کیا۔ (۱۰)

فقہی مذہب

قاضی عیاض امام دار الہجرۃ مالک بن انس رضی اللہ عنہ کے مذہب سے وابستہ تھے اور ان کا شمار مالکی مذہب کے اکابرین میں ہوتا تھا۔ اس کے اصول و فروع پر ان کی نظر وسیع تھی اور وہ اس مذہب کے جزئیات تک کے حافظ تھے۔ (۱۱)

اخلاق و عادات

اخلاق و عادات میں قاضی عیاض کا مرتبہ بہت بلند تھا۔ تواضع و انکساری، نرم خوئی، خوش معاملگی، صبر و ضبط، عفو و تحمل، سخاوت و فیاضی، خوف و خشیتِ الٰہی، عبادت و ریاضت، حق گوئی و بیباکی، عجز و انکسار میں ان کی مثال نہیں ملتی تھی۔ جب تک عہدۂ قضاء پر متمکن رہے کسی بھی معاملہ میں ناانصافی نہیں کی اور اس معاملہ میں نہ کسی اپنے عزیز کی رعایت کی اور نہ پرائے کی۔ قاضی عیاض زہد و ورع میں بھی ممتاز تھے، صحیح العقیدہ تھے اور ان کو بدعات سے سخت نفرت تھی۔ (۱۲)

جلاوطنی اور وفات

موحدین کی تحریک کا ظہور ہوا تو قاضی عیاض بھی اس تحریک میں شامل ہو گئے۔ ۵۴۳ھ کے انتشار اور طوائف الملوکی کے دور میں قاضی صاحب جلاوطن ہو کر مراکش چلے گئے۔ یہاں ان کا جمادی الاخریٰ ۵۴۴ھ میں انتقال ہوا۔ (۱۳)

تصنیفات

قاضی عیاض صاحب کمال اور نامور مصنف بھی تھے اور ان کی تصنیفات کی علمی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیر، علمائے فن اور تذکرہ نگاروں نے تعریف و توصیف کی ہے۔ ان کی تصنیفات کیت و کیفیت دونوں اعتبارات سے بلند مرتبہ اور علم و فن کے ذخیرہ میں بیش قیمت خیال کی جاتی ہیں۔ قاضی عیاض کی تصنیفات کو بڑی شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی۔ قاضی صاحب کی تصنیفات کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ ہر زمانہ کے اہل علم میں مقبول و متداول رہی ہیں۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ :

> "قاضی عیاض کی شہرت ان کی تصنیفات کی وجہ سے ہوئی۔ یہ چار دانگ عالم میں مقبول ہوئیں اور ان کی شہرت دور دور تک ہوئی۔ ان کے وطن میں کسی شخص نے ان سے زیادہ کتابیں تصنیف نہیں کیں"۔[۱۴]

مولانا ضیاء الدین اصلاحی نے ان کی ۲۴ کتابوں کے نام اپنی کتاب تذکرۃ المحدثین میں درج کیے ہیں[۱۵] مگر یہاں آپ کی چار کتابوں کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے :

جوامع التواریخ : اس مبسوط اور جامع تاریخ میں اندلس اور بلادِ مغرب کے علمائے کرام اور ملوک کے حالات درج ہیں۔[۱۶]

مشارق الانوار : اس کتاب کا پورا نام "مشارق الانوار علی صحاح الآثار" ہے۔ یہ حدیث کی تین مشہور کتب مؤطا امام مالک، الجامع الصحیح البخاری اور صحیح مسلم کی شرح ہے۔ اس میں ان حدیثوں کے مشکل الفاظ اور غریب الفاظ کی تحقیق و تشریح، معانی و مطالب کی توضیح، راویوں کے ناموں کا ضبط اور ان کے اغلاط و اوہام اور تصحیفات وغیرہ پر تنبیہہ کی گئی ہے۔[۱۷]

إكمال المعلم في شرح صحيح مسلم : یہ صحیح مسلم کی شرح ہے اور امام ابو عبداللہ محمد بن علی مازری کی مشہور شرح مسلم "کتاب المُعلم بفوائد کتاب مُسلم" کا تکملہ ہے۔[۱۸]

كتاب الشفاء بتعريف حقوق المُصطفى ﷺ : یہ قاضی عیاض کی بڑی مفید، مقبول اور بے نظیر کتاب ہے، جو شفاء قاضی عیاض کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ اس کتاب کی ائمہ فن اور اہل سیر نے بہت تعریف و توصیف کی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابنِ فرحون اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں :

"مصنف کی انفرادیت' جدت اور سبقت و تقدم کا شرف و افتخار مسلّم ہے۔ لوگوں نے اس کتاب کی نقل و روایت کر کے اس سے بڑا استفادہ کیا ہے اور شرق و غرب ہر جگہ اس کا غلغلہ بلند ہے"۔ (۱۹)

صاحب کشف الظنون فرماتے ہیں:

"یہ نہایت بیش قیمت اور مفید کتاب ہے۔ اس سے پہلے ایسی عمدہ اور نفیس کتاب نہیں لکھی گئی"۔ (۲۰)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ لکھتے ہیں :

"یہ بڑی اہم' عجیب اور نہایت مقبول کتاب ہے۔ بعض شعراء نے اس کی تعریف و توصیف میں اشعار کہے ہیں"۔ (۲۱)

کتاب الشفاء میں آنحضرت ﷺ کی عظمت 'شان اور آپ ﷺ کے جلیل القدر منصب و مقام کو قرآنِ مجید' حدیث نبوی' اور ائمہ عظام کے اقوال کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔ کتاب الشفاء کی غیر معمولی اہمیت کی وجہ سے اس کی شرحیں' تعلیقات اور مختصرات لکھے گئے ہیں۔ اردو میں بھی اس کے تراجم ہوئے ہیں۔

حافظ ذہبی اور بعض دوسرے علماء کرام نے لکھا ہے کہ قاضی عیاض نے اس کتاب میں بعض ضعیف اور موضوع روایات بھی درج کی ہیں اور حدیث و اخبار کے نقد و تحقیق پر پورا دھیان نہیں دیا ہے۔ (۲۲)

☆ ☆ ☆

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حواشی

(۱) ابن خلکان' تاریخ ابن خلکان' ج۲' ص۱۱۰
(۲) ذہبی' تذکرۃ الحفاظ' ج۳' ص۱۰۰
(۳) ابن فرحون مالکی' الدیباج المذہب' ص۱۶۸
(۴) ذہبی' تذکرۃ الحفاظ' ج ۳' ص ۹۹ و ۱۰۰۔ ابن فرحوں مالکی' الدیباج المذہب' ص۱۶۹۔
(۵) ابن خلکان' تاریخ ابن خلکان' ج۲ص ۱۰۷
(۶) ایضًا (۷) ایضًا' ص۱۱۰
(۸) ابن فرحون مالکی' الدیباج المذہب' ص۱۶۹۔
(۹) ابن خلکان' تاریخ ابن خلکان' ج۲' ص۱۱۰
(۱۰) ذہبی' تذکرۃ الحفاظ' ج۳' ص۱۰۰
(۱۱) ایضًا
(۱۲) ابن فرحون مالکی' الدیباج المذہب' ص۱۶۹
(۱۳) ایضًا' ص۱۷۲
(۱۴) ذہبی' تذکرۃ الحفاظ' ج۳' ص۱۰۰
(۱۵) ضیاء الدین اصلاحی' تذکرۃ المحدثین' ج۲' ص ۳۷۸و۳۷۹
(۱۶) ذہبی' تذکرۃ الحفاظ' ج۳' ص۱۰۰
(۱۷) حاجی خلیفہ' کشف الظنون' ج۲' ص۳۲۵
(۱۸) ایضًا' ج۱' ص ۳۷۴
(۱۹) ابن فرحون مالکی' الدیباج المذہب' ص۱۷۰
(۲۰) حاجی خلیفۃ' کشف الظنون' ج۲' ص ۶۲
(۲۱) شاہ عبدالعزیز دہلوی' بستان المحدثین' ص۱۳۰
(۲۲) ذہبی' تذکرۃ الحفاظ' ج ۳' ص ۱۰۰۔ محمد بن جعفر کتانی' الرسالۃ المستطرفۃ' ص۸۹۔

✪ ✪ ✪

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۳۱)

امام مجد الدّین ابنِ اثیر جزری رحمہ اللہ

(۵۴۳ھ — ۶۰۶ھ)

امام ابنِ اثیر جزری" کا سن ولادت ۵۴۳ھ ہے۔ ان کا نسب نامہ تاریخ ابنِ خلکان میں اس طرح درج ہے: مبارک بن محمد بن محمد بن عبدالکریم بن عبدالواحد۔(۱) مگر انہوں نے ابنِ اثیر کے نام سے شہرت پائی۔ ان کے اساتذہ کی فہرست علامہ ابنِ سبکی نے اپنی کتاب طبقات الشافعیۃ میں درج کی ہے(۲)۔ ان کا خاندان بھی علم و فضل کا گہوارہ تھا۔ ان کے والد ماجد جو محمد اثیر کے نام سے معروف ہوئے، علم و فضل کے دل دادہ تھے۔ دو بھائی بھی صاحب علم و فضل تھے، یعنی ضیاء الدین بن اثیر صاحب المثل السائرہ نامور ادیب اور انشاء پرداز تھے۔ دوسرے عزالدین تاریخ کامل کے مصنف، بے نظیر مؤرخ تھے۔

ابنِ اثیر نے پہلے اپنے وطن کے اساتذۂ فن سے استفادہ کیا، بعد میں بغداد جا کر وہاں کے ائمہ فن سے اکتسابِ فیض کیا۔(۳)

علم و فضل

علامہ ابنِ اثیر تمام علومِ اسلامیہ یعنی تفسیر و علومِ قرآنی، حدیث، فقہ، لغت و ادب میں یکتا تھے اور ادب و انشاء سے بھی ان کو خاص ذوق تھا۔ ابنِ اثیر حدیث اور معرفت حدیث میں یگانۂ روزگار تھے۔ حافظ ابنِ کثیر نے لکھا ہے کہ:

"ابنِ اثیر نامور محدث، احادیث کے نقد و تمیز کے ماہر اور رجال و علل میں یکتا تھے"۔(۴)

ان کے بھائی عزّالدین فرماتے ہیں:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"حدیث اور اس کے متعلقہ علوم میں ان کو مکمل آگہی حاصل تھی"۔[۵]

تفسیر اور قرآنی علوم میں ان کو مکمل واقفیت تھی۔ حافظ ابنِ کثیر فرماتے ہیں:

وَقَرَأَ الْقُرْآنَ وَاَتْقَنَ فِیْ عُلُوْمِهٖ وَحَرَّرَهَا[۶]

(قرآنِ مجید کا مطالعہ کیا اور اس کے علوم میں مہارت بہم پہنچائی اور ان کو قلم بند کیا۔)

فقہ میں ان کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ اربابِ سیر نے ان کے فقہ میں صاحب کمال ہونے کا اعتراف کیا ہے۔[۷]

لغت، ادب اور نحو میں بھی صاحب کمال تھے۔ ان کے بھائی لکھتے ہیں:

وَكَانَ عَالِمًا فِیْ عِدَّةِ عُلُوْمٍ مِنْهَا الْفِقْهُ وَالْاُصُوْلَانِ وَالنَّحْوُ وَالْحَدِیْثُ وَاللُّغَةُ[۸]

(وہ متعدد علوم جیسے فقہ، اصولِ فقہ، نحو، حدیث اور لغت وغیرہ کے متبحر عالم تھے۔)

حدیث، فقہ حدیث کے علاوہ ادب میں بھی ان کو دسترس حاصل تھی۔[۹]

ادب و انشاء سے ان کو خاص مناسبت تھی اور ان کا شمار ممتاز ادیبوں اور انشاء پردازوں میں ہوتا تھا۔ ان کے بھائی ابنِ اثیر کا بیان ہے کہ ادب و انشاء میں ان کو خاص امتیاز حاصل تھا اور وہ بلند پایہ ادیب اور انشاء پرداز تھے[۱۰]۔ مؤرخ ابنِ خلکان اور حافظ ابنِ سبکی نے ادب و انشاء میں ان کے صاحب کمال ہونے کا اعتراف کیا ہے۔[۱۱]

شعر و سخن کا بھی اچھا ذوق رکھتے تھے۔ ریاضی میں بھی ان کو مکمل دسترس حاصل تھی اور اس فن میں انہوں نے کئی رسائل اور کتابیں لکھی ہیں[۱۲]۔ علمی کمالات کے ساتھ ساتھ زہد و ورع، عبادت و تقویٰ، امانت و دیانت اور ریاضت و عبادت میں یگانۂ روزگار تھے۔ ان کے بھائی ابنِ اثیر کا بیان ہے کہ وہ متدین اور جادۂ مستقیم پر گامزن تھے[۱۳]۔ حسن خلق اور اخلاقِ فاضلہ کے پیکر تھے۔ لوگوں سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خوش خلقی اور حسنِ سلوک سے پیش آتے تھے۔ علامہ ابنِ عماد حنبلی لکھتے ہیں :

وَكَانَ ذَا بِرٍّ وَ إِحْسَانٍ [۱۴]

(وہ لوگوں کے ساتھ نیک اور عمدہ برتاؤ کرتے تھے۔)

فقہی مذہب

علامہ مجد الدین بن اثیرؒ امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب سے وابستہ تھے۔ [۱۵]

وفات

آخری عمر میں فالج اور مرض نقرس لاحق ہو گیا تھا۔ اسی بیماری میں کافی عرصہ جلا رہ کر تقریباً ۶۰۶ھ میں ۶۲ سال کی عمر میں موصل میں انتقال کیا۔ [۱۶]

تصانیف

علامہ ابنِ اثیر نے متعدد کتب و رسائل تصنیف کیے۔ ان کی تمام تصانیف اسلوبِ بیان اور حسنِ تحریر کے لحاظ سے دلکش ہیں۔ ائمہ فن نے ان کی تصانیف کی تعریف کی ہے۔ مولانا ضیاء الدین اصلاحی نے ان کی ۱۴ کتابوں کے نام اپنی کتاب "تذکرۃ المحدثین" میں درج کیے ہیں [۱۷] مگر یہاں صرف ان کی دو کتابوں کے بارے میں مختصر معلومات فراہم کی جا رہی ہیں۔

النهاية في غريب الحديث و الاثر: یہ غریب الحدیث میں مشہور اور بلند پایہ کتاب ہے۔ اس کو لغت کی کتابوں کے انداز پر حروف تہجی کے مطابق مرتب کیا گیا ہے اور اس میں حدیثوں کے مشکل الفاظ کے معانی اور تشریح بیان کی گئی ہے۔ ہر لفظ کی تشریح سے پہلے حدیث کا وہ ٹکڑا بھی نقل کیا گیا ہے جس میں وہ لفظ آتا ہے۔ اس کتاب میں صرف صحاحِ ستہ کی حدیثوں کے مشکل الفاظ کی تشریح ہی نہیں کی گئی بلکہ دوسری کتبِ حدیث کے غریب الفاظ کی بھی تشریح کی گئی ہے۔ اس کے شروع میں مصنف نے ایک جامع علمی و تحقیقی مقدمہ بھی لکھا ہے جس میں الفاظِ حدیث کی معرفت کی ضرورت، رسول اکرم ﷺ کی فصاحت و بلاغت، فتوحات کے بعد اہلِ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عرب کے دوسری قوموں سے اختلاط کے نتیجہ میں غیر زبانوں کے الفاظ کے عربی زبان میں داخل ہونے اور اس فن کی مشہور اور اہم کتابوں کی خصوصیات وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔ (۱۸)

النہایۃ سب سے پہلے ۱۲۶۹ھ میں طہران سے ایک جلد میں شائع ہوئی۔ اس کے بعد مصر سے پہلی بار ۱۳۰۸ھ میں، دوسری بار ۱۳۱۱ھ میں اور تیسری بار ۱۳۲۲ھ میں چار جلدوں میں شائع ہوئی (۱۹) —— النہایۃ کی علمائے فن نے بہت تعریف و توصیف کی ہے۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں :

"غریب الحدیث میں ابنِ اثیر کی النہایہ بہت جامع کتاب ہے اور اس کا شمار اس فن کی مشہور و متداول کتابوں میں ہوتا ہے"۔ (۲۰)

طاش کبریٰ زادہ لکھتے ہیں :

"غریب الحدیث کے موضوع پر اتنی جامع اور عمدہ کتاب اس سے پہلے نہیں لکھی گئی"۔ (۲۱)

جامع الاصول فی احادیث الرّسول: یہ علامہ ابنِ اثیر کی سب سے مشہور و مقبول کتاب ہے۔ اس میں انہوں نے حدیث کی چھ اُمہاتِ کتب کی روایات کو جمع کیا ہے۔ ابنِ اثیر سے پہلے اس طرز پر امام رزین بن معاویہ نے ایک کتاب مرتب کی تھی اور یہ کتاب امام رزین کی کتاب کا تکملہ ہے۔ علمائے فن اور اہلِ سیر نے اس کتاب کی تعریف و توصیف کی ہے۔ علامہ ابنِ خلکان لکھتے ہیں:

"اس میں صحاحِ ستّہ کی روایات کو جمع کیا گیا ہے۔ یہ اگرچہ رزین بن معاویہ کی کتاب کی طرح ہے، مگر علامہ ابنِ اثیر نے اس میں بے شمار اضافے کیے ہیں"۔ (۲۲)

شیخ عبدالرحمٰن بن علی الشہیر بابنِ الربیع الشیبانی لکھتے ہیں :

"میں قدیم و جدید ائمہ فن کی اکثر کتب حدیث سے واقف ہوں، مگر مجھ کو جامع الاصول سے زیادہ جامع اور عمدہ کتاب کوئی نظر نہیں آئی۔ مصنف نے اس کو بڑی خوبی اور عمدہ ڈھنگ سے مرتب کیا ہے اور یہ گوناگوں فوائد پر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشتمل ہے"۔ (۴۳)

جامع الاصول کی اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ یہ حدیث کی چھ مستند و معتبر کتابوں کی جامع ہے۔ یعنی مؤطا امام مالک، صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، جامع ترمذی اور سنن نسائی وغیرہ کی روایات و احادیث کا مجموعہ ہے۔ اسی خصوصیت کی وجہ سے اس کو اسلامیات کی اہم اور حدیث کی بنیادی کتابوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ بعض علمائے کرام کا خیال ہے کہ اس طرز پر ایسی عمدہ کتاب اس سے پہلے لکھی گئی ہے اور نہ آئندہ لکھی جائے گی۔ (۴۴)

علامہ ابنِ اثیر نے جامع الاصول میں صحاحِ ستہ کی حدیثوں کو محض جمع ہی نہیں کیا بلکہ ان کے غریب الفاظ کی شرح بھی لکھی ہے اور ان کے فنی مسائل و مشکلات اور ان سے متعلق مباحث بھی بیان کیے ہیں —— حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی ؒ فرماتے ہیں :

"علامہ ابنِ اثیر نے جامع الاصول میں صحاح ستہ کی حدیثوں کو جمع کیا ہے۔ اور غریب الفاظ کی شرح اور مشکلات کو ضبط بھی کیا ہے اور راویانِ حدیث کے ناموں اور دوسرے متعلقاتِ فن کو بھی بیان کیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ گویا صحاحِ ستہ کی شرح ہے، جس طرح کہ مشارق الانوار طبقہ اولی کی تینوں کتابوں (مؤطا، صحیح بخاری و صحیح مسلم) کی شرح ہے"۔ (۴۵)

صاحب کشف الظنون نے علامہ ابنِ اثیر کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں :

" میں نے جامع الاصول میں رزین کی کتاب کی تہذیب و ترتیب ابواب اور اس پر اضافے کے علاوہ اس میں غریب الفاظ کی شرح اور اعراب و معانی کی وضاحت کی ہے"۔ (۴۶)

علمائے کرام نے اس کے مختصر بھی لکھے ہیں۔ علامہ ابنِ الربیع الشیبانی نے "تیسیر الوصول الی جامع الاصول" کے نام سے اس کا مختصر لکھا جو دو جلدوں میں ہے۔ یہ پہلی بار ۱۲۵۲ھ میں کلکتہ سے شائع ہوئی اور مطبع نو لکشور لکھنؤ نے اس کو کئی بار

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شائع کیا۔ سید نواب صدیق حسن خان قنوجی رئیس بھوپال اس مختصر کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"غرض یہ مختصر تعریف و توصیف سے مستغنی ہے' میرا ارادہ ہے کہ اس کی شرح فارسی زبان میں لکھوں تاکہ اس بہانہ سے پروانہ نجات حاصل کروں۔ اور توفیق اللہ کے ہاتھ میں ہے"۔ (۲۷)

☆ ☆ ☆

حواشی

(۱) ابن خلکان' تاریخ ابن خلکان' ج ۲' ص ۲۰۳۔

(۲) ابن سبکی' طبقات الشافعیۃ' ج ۵' ص ۱۵۴۔

(۳) سیوطی' بغیۃ الوعاۃ' ص ۳۵۸۔

(۴) ابن کثیر' البدایۃ والنہایۃ' ج ۱۳' ص ۵۴۔

(۵) ابن اثیر' تاریخ الکامل' ج ۱۲' ص ۱۳۔

(۶) ابن کثیر' البدایۃ والنہایۃ' ج ۱۳' ص ۵۴۔

(۷) ابن خلکان' تاریخ ابن خلکان' ج ۲' ص ۲۰۳۔

(۸) ابن اثیر' تاریخ الکامل' ج ۲' ص ۱۱۳۔

(۹) ابن عماد' شذرات الذھب' ج ۵' ص ۲۲۔

(۱۰) ابن اثیر' تاریخ الکامل' ج ۲' ص ۱۱۳۔

(۱۱) ابن خلکان' تاریخ ابن خلکان' ج ۲' ص ۲۰۳۔ ابن سبکی' طبقات الشافعیۃ' ج ۵' ص ۱۳۵۔

(۱۲) ابن عماد' شذرات الذھب' ج ۵' ص ۲۲۔

(۱۳) ابن اثیر' تاریخ الکامل' ج ۲' ص ۱۱۳۔

(۱۴) ابن عماد' شذرات الذھب' ج ۵' ص ۲۲۔

(۱۵) ابن سبکی' طبقات الشافعیۃ' ج ۵' ص ۱۳۵۔

(۱۶) ابن خلکان' تاریخ ابن خلکان' ج ۲' ص ۲۰۳۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱۷) ضیاء الدین اصلاحی 'تذکرۃ المحدثین' ج ۲' ص ۳۱۴ تا ۳۱۸۔

(۱۸) ابن اثیر' مقدمۃ النہایۃ' ص ۲۔۴۔

(۱۹) ضیاء الدین اصلاحی 'تذکرۃ المحدثین' ج ۲' ص ۲۹۷۔

(۲۰) سیوطی 'تدریب الراوی' ص ۳۹۔

(۲۱) طاش کبری زادہ 'مفتاح السعادۃ' ج ۱' ص ۱۱۰۔

(۲۲) ابن خلکان 'تاریخ ابن خلکان' ج ۲' ص ۲۰۴۔

(۲۳) ابن الربیع الشیبانی 'مقدمۃ تیسیر الوصول۔

(۲۴) طاش کبری زادہ 'مفتاح السعادۃ' ج ۱' ص ۱۱۰۔

(۲۵) شاہ عبدالعزیز دہلوی 'عجالہ نافعہ مع فوائد جامعہ' ص ۴۔

(۲۶) حاجی خلیفۃ 'کشف الظنون' ج ۱' ص ۳۵۹۔

(۲۷) صدیق حسن خان 'اتحاف النبلاء' ص ۷۴ (لیکن حضرت نواب صاحب کو یہ شرح لکھنے کا موقع نہیں ملا۔)

○ ○ ○

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

—(۳۲)—

امام عبدالعظیم مُنذری رحمۃ اللہ علیہ

(۵۸۱ھ — ۶۵۶ھ)

ائمہ حدیث میں امام زکی الدین عبدالعظیم منذری صاحبِ کمال محدّث تھے۔ حدیث کے علاوہ دوسرے علومِ اسلامیہ یعنی تفسیر، قراءت، فقہ، اصولِ فقہ، لغت و ادب اور تاریخ وغیرہ میں بھی یکتا تھے۔ ان کے علمی تبحر کا علمائے فن اور اربابِ سیر نے اعتراف کیا ہے۔

حافظ ذہبی نے ان کو الحافظ الکبیر، الامام الثبت اور شیخ الاسلام کے الفاظ سے یاد کیا ہے[۱]۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے بھی ان کو شیخ الاسلام اور سلطان العلماء لکھا ہے اور اس کے ساتھ اس بات کی تصریح بھی کی ہے کہ فن قراءت میں ان کو کمال حاصل تھا۔[۲]

شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام، جو حافظ منذری کے ارشد تلامذہ میں سے تھے، کا بیان علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب حسن المحاضرہ اور حافظ ابنِ سبکی نے اپنی کتاب طبقات الشافعیہ میں درج کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں :

> "ہمارے شیخ زکی الدین عبدالعظیم منذری فن حدیث میں عدیم المثال تھے۔ حدیث کے صحیح و سقیم اور معلول اچھی طرح جانتے تھے۔ اس کے احکام و معانی اور مشکلات کو حل کرنے میں پوری مہارت رکھتے تھے اور اس کے لغات اور ضبط الفاظ میں کامل تھے۔ احادیث کے لفظی فروق پر گہری نظر تھی"۔[۳]

علامہ ابنِ دقیق العید جن کے بارے میں ابنِ سبکی نے لکھا ہے کہ وہ باتفاق ساتویں صدی ہجری کے مجدد تھے، فرماتے ہیں کہ امام عبدالعظیم منذری کو میں اپنے سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

زیادہ متدین سمجھتا ہوں (۴)۔ حافظ سیوطی نے حسن المحاضرۃ میں شیخ عزالدین عبدالسلام کے حالات بیان کرتے ہوئے شیخ ابوالحسن شاذلی کا یہ قول نقل کیا ہے :

"مجھ سے کہا گیا ہے کہ روئے زمین پر علم فقہ کی کوئی مجلس شیخ عزالدین عبدالسلام کی مجلس سے بہتر نہیں ہے اور روئے زمین پر علم حدیث میں کوئی مجلس شیخ زکی الدین عبدالعظیم منذری کی مجلس سے زیادہ بارونق و عمدہ نہیں' اور تحت زمین پر علم اور حقائق و معارف کے لحاظ سے تمہاری مجلس سے عمدہ و بہتر کوئی مجلس نہیں ہے۔"(۵)

حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں اپنے استاد عبدالمؤمن کے یہ الفاظ درج کیے ہیں :

"میں ان کے پاس مبتدی کی حیثیت سے آیا تھا اور فاضل بن کر ان کے پاس سے گیا"۔(۶)

حافظ ابنِ کثیر لکھتے ہیں:

عنی بهذا الشان حتى فاق اهل زمانه فيه(۷)

(فن حدیث میں دائم الاشتغال اور منہمک رہے' یہاں تک کہ اپنے اہل زمانہ سے سبقت لے گئے۔)

حدیث کے علاوہ فقہ' عربیت اور قراءت میں بھی صاحب کمال تھے اور شعر و سخن سے بھی دلچسپی رکھتے تھے۔ حافظ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں کہ:

كان اماما حجةً بارعًا في الفقه والعربية والقراءات(۸)

(آپ فقہ اور عربیت اور قراءت کے فنون میں بھی امام کامل اور سند تھے۔)

علامہ ابنِ عماد حنبلی نے شذرات الذہب میں علامہ ابنِ شہبہ کا یہ قول نقل کیا ہے :

يبرح في العربية والفقه(۹)

(عبدالعظیم منذری کو فقہ اور عربیت میں کمال حاصل تھا۔)

حافظ منذری کو اللہ تعالیٰ نے ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ باطن کی روشنی سے بھی بھرپور حصہ عطا فرمایا تھا۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں "کان ذا نسک و تزهد" یعنی عبادت گزار اور زاہد آدمی تھے (۱۰)۔ علامہ ابنِ سبکی فرماتے ہیں : "کان الحافظ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الکبیر الورّاع الزّاھد" یعنی بڑے حافظ، بہت پرہیز گار اور زاہد تھے۔ اور حافظ ابنِ سبکی نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ ان کی پرہیز گاری کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ فقہی اعتبار سے امام شافعی کے مذہب سے وابستہ تھے۔ (۱۱)

ولادت

حافظ الامام شیخ زکی الدین عبد العظیم منذریؒ یکم شعبان ۵۸۱ ھ کو مصر میں پیدا ہوئے۔ (۱۲)

تحصیل علم

آپ نے تحصیل علم کے لیے مدینہ، بیت المقدس، دمشق، حران، رے اور اسکندریہ کے سفر کیے اور ہر جگہ کے اساطین علم و فن سے اکتسابِ فیض کیا۔ (۱۳)

اساتذۂ کرام

حافظ عبد العظیم منذری کے اساتذہ کرام کی فہرست طویل ہے۔ حافظ ابنِ سبکی نے طبقات الشافعیۃ میں ان کے نام درج کیے ہیں اور ابنِ عماد حنبلی نے بھی شذرات الذھب میں ان کے اساتذہ کی فہرست درج کی ہے۔ حافظ منذری کے اساتذہ میں امام موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ حنبلی بھی شامل ہیں۔ (۱۴)

تلامذہ

امام منذری کے تلامذہ کا حلقہ بھی وسیع ہے۔ ان کے مشہور تلامذہ میں شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام اور قاضی القضاۃ علامہ تقی الدین ابنِ دقیق العید شامل ہیں۔ (۱۵)

درس و تدریس

حافظ منذری کی ساری زندگی درس و تدریس میں بسر ہوئی۔ پہلے جامعہ ظافری

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قاہرہ میں درس دیتے رہے اور اس کے بعد مدرسہ کاملیہ میں ۲۰ سال تک تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ درس و تدریس اور علمی انہماک و اشتغال کا یہ عالم تھا کہ سوائے نماز جمعہ کے مدرسہ کاملیہ سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ علامہ ابن سبکی لکھتے ہیں کہ ان کے ایک صاحب زادے 'جو بڑے محدث اور فاضل تھے' کا انتقال ہوا تو مدرسہ کاملیہ میں ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور صرف دروازے تک ساتھ آئے اور وہیں سے رخصت کر کے واپس ہو گئے کہ جاؤ بیٹا میں نے تمہیں اللہ کے سپرد کیا۔[۱۶]

وفات

حافظ منذری نے ٦٥٦ھ میں مصر میں وفات پائی۔[۱۷]

تصانیف

حافظ منذری ایک کامیاب مصنف تھے۔ آپ نے حدیث' فقہ' تاریخ اور رجال وغیرہ پر متعدد کتابیں لکھیں۔ اہل علم نے ان کی تصانیف کی تعریف کی ہے۔ آپ کی چند کتابوں کا مختصر تعارف درج ذیل ہے :

مختصر صحیح مسلم : حافظ منذری نے صحیح مسلم کا مختصر لکھا۔ نواب صدیق حسن خان نے اس کی شرح "السراج الوہاج" کے نام سے لکھی' جو مطبوع ہے۔[۱۸]

مختصر سنن ابی داؤد : حافظ ابن قیم اس کے بارے میں لکھتے ہیں :

ان الحافظ زکی الدین المنذری قد احسن فی اختصاره فهذَّبتُه نحو ما هذَّب هو وزدتُ علیه من الکلام علی علل سکت عنها اذلم یکملها[۱۹]

"حافظ زکی الدین منذری نے اس (سنن) کا بڑا اچھا اختصار کیا ہے۔ میں نے بھی اسی نہج پر اس کو مرتب و مہذب کیا ہے اور جن علل وغیرہ پر انہوں نے سکوت کیا تھا ان پر بھی کلام کیا ہے' اس لیے کہ منذری اس کو مکمل نہیں کر سکے تھے۔"

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابنِ کثیرؒ اس کے بارے میں لکھتے ہیں :

وھو احسن اختصارًا من الاول [۲۰]

(مختصر صحیح مسلم سے سنن ابی داؤد کا اختصار زیادہ عمدہ ہے۔)

عمل الیوم واللّیلۃ : اس کتاب میں رات دن کے معمولات' عبادات اور اذکار و دعوات جمع کی گئی ہیں۔ حافظ منذری اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں :

"اس موضوع پر اہل علم نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں سے بہترین کتاب امام ابو عبدالرحمٰن نسائی کی ہے اور اس سے بھی بہتر کتاب ان کے شاگرد امام ابن السنی کی ہے۔ اور میں نے یہ کتاب مرتب کی ہے جو ان دونوں سے زیادہ جامع ہے' لیکن طویل ہے۔ تاہم میں نے اس میں سندیں حذف کردی ہیں کیونکہ پڑھنے والے طویل کتاب پڑھنے کی ہمت نہیں کرتے"۔ [۲۱]

دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھانا: حافظ منذری نے ایک رسالہ میں وہ تمام روایات جمع کردی ہیں جن میں دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے۔ اس رسالہ کا تذکرہ حافظ ابنِ حجر نے اپنی کتاب فتح الباری شرح صحیح بخاری کی کتاب الدعوات' باب رفع الایدی فی الدعاء کے تحت کیا ہے۔ حافظ ابنِ حجر لکھتے ہیں :

فان فیہ احادیث کثیرۃ افردھا المنذری فی جزء [۲۲]

(اس سلسلہ میں بہت سی حدیثیں ہیں' حافظ منذری نے ان سب کو ایک مستقل رسالہ میں جمع کردیا ہے۔)

الترغیب والترھیب : حافظ منذری کی تصانیف میں یہ بہت مشہور و معروف کتاب ہے۔ اس میں مصنف نے صرف ان حدیثوں کو جمع کیا ہے جن میں صراحت کے ساتھ ترغیب اور ترہیب' یعنی نیک اعمال پر اجر و ثواب اور بدعملیوں پر سزا و عذاب کا مضمون ہے۔ امام منذری نے اس کتاب میں سندوں کو حذف کردیا ہے' اور صرف کتابوں کے حوالے دیئے ہیں۔ مصنف نے اس کتاب میں جن کتب حدیث

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے حدیثیں نقل کی ہیں ان کی تعداد ۲۷ ہے۔
اہل علم نے اس کتاب کی بہت پذیرائی کی ہے۔ چنانچہ اس کی تلخیصات بھی لکھیں اور شرحیں بھی، حواشی بھی تحریر کیے اور اس کے تراجم بھی کیے۔ تلخیص میں حافظ ابنِ حجر عسقلانی کی تلخیص بہت مشہور و معروف ہے، جو ۱۳۸۰ھ میں مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی کی کوششوں سے "انتقاء الترغیب والترھیب" کے نام سے زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکی ہے۔ (۲۳)
علمائے حدیث نے اس کی شرحیں بھی لکھی ہیں۔ ان شروح میں امام برہان الدین ابو اسحاق ابراہیم بن محمد المعروف بالناجی کی شرح معروف ہے۔ صاحب کشف الظنون اور حافظ سخاوی نے اس شرح کا ذکر کیا ہے (۲۴)۔ حواشی میں صرف ایک حاشیہ لکھا گیا ہے جو شیخ مصطفیٰ بن محمد عمارہ نے لکھا ہے۔ اس کا نام الفتح الجدید فی شرح احادیث الترغیب والترھیب ہے اور یہ مصر سے شائع ہو چکا ہے۔ (۲۵)
الترغیب والترہیب کے اردو میں کئی ترجمے ہوئے ہیں اور یہ ترجمے مطبوع ہیں۔ سب سے بہتر ترجمہ مولانا محمد عبداللہ طارق رفیق ندوۃ المصنفین دہلی کا ہے جو ۱۳۵۲ھ میں دہلی سے شائع ہونا شروع ہوا۔ یہ ترجمہ ۸ جلدوں میں مکمل ہوا اور اب مکمل ترجمہ ندوۃ المصنفین سے شائع ہو چکا ہے۔

☆ ☆ ☆

حواشی

(۱) ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج ۴، ص ۲۲۱۔
(۲) سیوطی، حسن المحاضرۃ، ج ۱، ص ۱۲۶۔
(۳) ابن سبکی، طبقات الشافعیۃ، ج ۵، ص ۱۰۹۔ سیوطی، حسن المحاضرۃ، ج ۱، ص ۱۲۸۔
(۴) طبقات الشافعیۃ، ج ۶، ص ۳۔ حسن المحاضرۃ، ج ۱، ص ۱۲۸۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۵) طبقات الشافعیة' ج ۶' ص ۳۔ حسن المحاضرۃ' ج ۱' ص ۱۲۸۔
(۶) ذہبی' تذکرۃ الحفاظ' ج ۳' ص ۲۲۱۔
(۷) ابن کثیر' البدایۃ والنھایۃ' ج ۱۳' ص ۲۱۲۔
(۸) سیوطی' حسن المحاضرۃ' ج ۱' ص ۱۴۹۔
(۹) ابن عماد' شذرات الذھب' ج ۵' ص ۲۷۷۔
(۱۰) ذہبی' تذکرۃ الحفاظ' ج ۳' ص ۲۲۱۔
(۱۱) ابن سبکی' طبقات الشافعیة' ج ۵' ص ۱۰۸۔
(۱۲) ابن کثیر' البدایۃ والنھایۃ' ج ۱۳' ص ۲۱۲۔
(۱۳) ابن عماد' شذرات الذھب' ج ۵' ص ۳۱۶۔
(۱۴) ابن سبکی' طبقات الشافعیة' ج ۵' ص ۱۹۱۔ ابن عماد' شذرات الذھب' ج ۵' ص ۸۸۔ صدیق حسن خان' التاج المکلل' ص ۲۳۱۔
(۱۵) ابن سبکی' طبقات الشافعیة' ج ۵' ص ۱۰۹۔
(۱۶) ابن سبکی' طبقات الشافعیة' ج ۵' ص ۱۰۹۔
(۱۷) ابن کثیر' البدایۃ والنھایۃ' ج ۱۳' ص ۱۲۱۔
(۱۸) صدیق حسن خان' التاج المکلل' ص ۱۶۲۔ (۱۹) حوالہ سابقہ
(۲۰) ابن کثیر' البدایۃ والنھایۃ' ج ۱۳' ص ۲۱۲۔
(۲۱) حاجی خلیفۃ' کشف الظنون' ج ۲' ص ۱۳۶۔
(۲۲) ابن حجر' فتح الباری' ج ۱۱' ص ۱۲۰۔
(۲۳) محمد عبداللہ طارق' الترغیب والترھیب اردو' ج ۲' ص ۵۱۔
(۲۴) حاجی خلیفہ' کشف الظنون' ج ۱' ص ۲۸۱۔ سخاوی' الضوء اللامع' ج ۳' ص ۱۶۶۔
(۲۵) محمد عبداللہ طارق' الترغیب والترھیب اُردو' ج ۱' ص ۵۷۰۔

✪ ✪ ✪

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

—۴۲—

امام یحییٰ بن شرف نووی رحمۃ اللہ علیہ

(۶۳۱ھ — ۶۷۶ھ)

علم حدیث اور اس کے متعلقات میں جن محدثین کرام نے اپنا ایک مقام بنایا اور ان کو اکابر محدثین اور ممتاز شارحین حدیث میں شمار کیا گیا ہے ان میں امام یحییٰ بن شرف نوویؒ سرفہرست ہیں۔ علمائے طبقات و تراجم نے امام نووی کو امام حدیث کے لقب سے یاد کیا ہے۔ حافظ ذہبیؒ لکھتے ہیں :

"امام نووی حدیث و فنون حدیث کے حافظ و تبحر عالم، رجال و اسناد اور صحیح و سقیم حدیثوں کی پرکھ کے ماہر تھے"۔ (۱)

امام یافعی نے ان کو حدیث میں وسیع النظر اور کثیر المعرفت لکھا ہے (۲)۔ علمائے طبقات و تراجم نے ان کے حفظ و ضبط، عدالت و ثقاہت کا اعتراف کیا ہے اور ان کو متقن، حجت، ثقہ اور ثابت لکھا ہے۔ (۳)

فقہی مسلک

امام نوویؒ امام محمد بن ادریس شافعیؒ کے مسلک سے وابستہ تھے اور ان کا شمار اکابر فقہاء اور شوافع کے شیوخ میں ہوتا تھا۔ انہوں نے شافعی مذہب کی گوناگوں خدمات سرانجام دیں۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں :

"شافعی مذہب کی تحقیق و تصحیح، ضبط و تنقیح، تحریر و تدوین اور ترتیب و تہذیب میں ان کا بڑا حصہ ہے اور وہ اس مذہب کے چوٹی کے علماء میں سے تھے۔" (۴)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علومِ اسلامیہ میں جامعیت

امام نوویؒ کو "علمِ حدیث" میں خاص امتیاز حاصل تھا، لیکن اس کے ساتھ ساتھ دوسرے علوم میں بھی ان کی ژرف نگاہی مسلّم تھی۔ علومِ قرآن، فقہ و افتاء، لغت، عربیت اور نحو و صرف میں بھی ان کو کمال حاصل تھا۔

قرآنِ مجید اور اس کے متعلقہ علوم میں ان کو مکمل دسترس حاصل تھی۔ قراءت و تجوید اور علمِ تفسیر میں ان کو خاص درک تھا، اور ان علوم کی تحصیل آپ نے مشاہیر فضلاء سے کی تھی (۵)۔ اس کے علاوہ امام نووی لغت، عربیت، نحو و صرف اور منطق و فلسفہ سے بھی اشتغال رکھتے تھے اور ان علوم کے ماہرین سے ان کی تحصیل کی تھی (۶)۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام نووی جامع کمالات تھے اور متعدد علوم میں دسترس رکھتے تھے۔ امام یافعیؒ نے لکھا ہے کہ "امام نووی فقہ و حدیث کے علاوہ دیگر علوم و فنون میں بھی ممتاز تھے"۔ (۷)

حدیث کی طرح فقہ و افتاء میں ان کو کمال حاصل تھا اور اس فن میں ان کی معلومات بہت وسیع تھیں۔ علمائے طبقات و تراجم نے لکھا ہے کہ:

> "حدیث کی طرح فقہ و افتاء میں ان کو امتیاز حاصل تھا۔ وہ شافعی مذہب کے معتمد اور لائق اعتبار مفتی اور صاحب کمال امام تھے۔ شافعی مذہب کی ترقی و ترویج میں ان کا بڑا حصہ ہے۔ اور اس مذہب کے چوٹی کے علماء میں ان کا شمار ہوتا تھا"۔ (۸)

فضل و کمال

امام نوویؒ بڑے متدین اور عابد و زاہد تھے۔ بڑے عبادت گزار تھے، ذکر الٰہی میں ہمہ وقت مشغول رہتے تھے۔ ورع اور تقویٰ و طہارت میں بے مثال تھے۔ بڑے متقی اور پرہیزگار تھے۔ زہد و قناعت، اتباعِ سنّت، اقتدائے سلف اور نیکی و اصلاح میں ممتاز تھے۔ اربابِ سیر اور تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"امام نوویؒ نے مجاہدہ، تزکیہ نفس، مراقبہ، تصفیہ، تقویٰ و طہارت اور معمولی اور جزئی باتوں میں احتیاط کو اپنے اوپر لازم کر لیا تھا اور اپنی خواہشاتِ نفس کو یکسر پامال کر دیا تھا۔ بہت بڑے عابد و زاہد، متورع، باعمل، شب بیدار، حامی دین و ناصر سنت تھے۔ ان کا تمام وقت عبادت و ریاضت، تلاوتِ قرآنِ مجید اور تصنیف و تالیف میں بسر ہوتا تھا۔ ہر وقت نیکی کے کاموں میں مشغول رہتے تھے۔ اتباعِ سنت اور اقتدائے سلف ان کی زندگی کا دستور تھا۔ انہوں نے اپنی زندگی اسلامی علوم، خصوصاً حدیث و سنت کی خدمت و اشاعت میں گزار دی اور ان کی اصل دلچسپی کا مرکز فقہ و حدیث تھا"۔ (۹)

امام نووی زہد و اتقاء کی بناء پر صبر و قناعت کی زندگی گزارنے کے عادی ہو گئے تھے۔ سادگی اور قناعت میں ممتاز تھے۔ کھانے پینے اور لباس و پوشاک میں سادگی پسند کرتے تھے۔ دنیاوی تعیّشات سے ان کو سخت نفرت تھی۔ علامہ ابنِ عماد حنبلی نے لکھا ہے کہ:

"امام نوویؒ نہایت قانع اور تھوڑے پر گزر اوقات کرنے والے تھے۔ اللہ کا دیا جو کچھ میسر آ جاتا اسی پر راضی رہتے۔ معمولی لباس اور مختصر ساز و سامان پر اکتفا کر لیتے تھے۔ تقلیل، قناعت اور عسرتِ زندگی میں ان کی کوئی مثال نہ تھی"۔ (۱۰)

امام نووی سیرت و کردار کے لحاظ سے بھی بڑے ممتاز تھے۔ یافعی نے لکھا ہے:

"امام نووی بہترین اوصاف و فضائل اور پاکیزہ سیرت و اخلاق سے متّصف اور محاسن و کمالات میں عدیم النظیر تھے"۔ (۱۱)

امام نووی رحمہ اللہ فریضہ امر بالمعروف کا اہتمام کرتے۔ نہی عن المنکر سے تمام عمر غافل نہیں رہے۔ بڑے جری، حق گو اور بے باک تھے اور اپنی گوناگوں تصنیفی مصروفیات کے باوجود اصلاحِ خلق اور امر بالمعروف کا اہتمام کرتے۔ آپ تقریری اور تحریری دونوں طریقوں سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ حافظ ذہبیؒ لکھتے ہیں :

"امام نووی اپنی گوناگوں مصروفیتوں اور علمی اشتغال کے باوجود اصلاحِ خلق اور امر بالمعروف کا فریضہ بھی انجام دیتے' بادشاہوں اور ظلم و جفا پرور لوگوں کے روبرو حق بات کہتے اور ان کے غلط کاموں پر سخت ردّ و نکیر فرماتے۔ انہوں نے سلاطین و امراء کو خطوط لکھ کر امورِ خیر کی تلقین کی اور معاصی سے بچنے کی دعوت دی"۔ (۱۲)

اعترافِ فضل و کمال

امام نوویؒ کے فضل و کمال اور ان کی عظمت و جامعیت کا علمائے فن' اربابِ سیر اور تذکرہ نگاروں نے اعتراف کیا ہے اور ان کی عظمت و جامعیت پر تمام علمائے فن کا اتفاق ہے۔ امام ذہبی نے ان کو امام' حافظ' یکتائے روزگار' شیخ الاسلام اور سرتاجِ اولیاء لکھا ہے (۱۳)۔ علامہ ابنِ سبکی نے ان کو شیخ الاسلام' علامہ' اللہ تعالیٰ کی حجت و برہان اور طریقہ اسلاف کے داعی کے القاب سے یاد کیا ہے (۱۴)۔ یافعی نے ان کو الامام' شیخ الاسلام' المحقق' المدقق' النجیب' الحبر' المفید' وسیع المعرفت عالم' فاضل یگانہ' ولی کبیر' سید شہیر' تمام معاصرین سے فائق و برتر لکھا ہے (۱۵)۔ حافظ ابنِ کثیر نے محی الدین' علامۂ وقت' مذہب شافعی کے شیخ' جلیل القدر فقیہہ و محدث کے الفاظ سے یاد کیا ہے (۱۶)۔ علامہ ابنِ عماد حنبلی نے ان کو شیخ الاسلام' امام اور فاضل و عالم لکھا ہے (۱۷)۔ علامہ مرتضیٰ زبیدی لکھتے ہیں کہ "امام نوویؒ لوگوں پر اللہ کی حجت' اپنے زمانے کے قطب' سید دوراں اور اللہ کی مخلوقات کے درمیان اُس کا راز تھے"۔ (۱۸)

فقہی مذہب اور انصاف پسندی

امام نووی شافعی المذہب تھے اور ان کا شمار اس مذہب کے اساطین میں ہوتا تھا' مگر اس کے ساتھ ساتھ امام نووی بہت بڑے انصاف پسند تھے اور ان کو اپنے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذہب کے علماء سے اختلاف کرنے اور دوسرے مذاہب کے ائمہ کے اقوال نقل کرنے میں کوئی امر مانع نہ تھا۔ علامہ ابنِ سبکی اور امام یافعی لکھتے ہیں :

"امام نووی عقیدہ و مسلک کے اعتبار سے سلف صالحین اور اہل سنت والجماعت کے مذہب پر سختی سے عمل پیرا تھے۔ حدیث و سنت کی اتباع اور سلف کے مسلک کی ہم نوائی اور اس کی دعوت و تلقین ان کا اصلی طغرائے امتیاز تھا اور وہ طریقہ، اسلاف کے داعی اور متقدمین اہل سنت والجماعت کے متبع تھے"۔ (۱۹)

نام و نسب

امام نووی کا نام یحییٰ بن شرف، کنیت ابو زکریا اور لقب محی الدین تھا۔ (۲۰)

ولادت و وطن

محرم ۶۳۱ھ میں ملک شام کے ایک قصبہ حوران میں پیدا ہوئے۔ اسی کی نسبت سے نووی مشہور ہوئے۔ (۲۱)

اساتذہ

امام نووی نے جن اربابِ کمال سے علومِ اسلامیہ میں تحصیل کی ان کی فہرست ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں درج کی ہے۔ (۲۲)

تحصیل علم

امام نووی ۶۴۹ھ میں دمشق تشریف لے گئے۔ یہاں آپ نے باقاعدہ علم دفن کی تحصیل کی۔ دو سال بعد اپنے والد کے ہمراہ حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے اور مدینہ کے دو ماہ قیام کے دوران فضلائے مدینہ سے بھی استفادہ کیا۔

پھر وطن واپس آکر پورے انہماک کے ساتھ تعلیم میں مشغول ہو گئے اور آخر میں بیت المقدس کی زیارت بھی کی۔ (۲۳)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فراغتِ تعلیم کے بعد

فراغتِ تعلیم کے بعد درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا اور شام کے مختلف دینی مدارس میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ دار الحدیث اشرفیہ کے شیخ الحدیث بھی رہے۔ مدرسہ اقبالیہ دمشق میں علامہ ابنِ خلکان کے جانشین مقرر ہوئے اور ان کے انتقال کے بعد درس وتدریس کی خدمات انجام دیں۔ (۴۴)

تلامذہ

امام نووی کے تلامذہ کی فہرست بھی طویل ہے۔ حافظ ذہبی نے ان کے مشہور تلامذہ کی فہرست تذکرۃ الحفاظ میں درج کی ہے۔ (۴۵)

وفات

امام نووی نے ۲۴ رجب ۶۷۶ھ کو ۴۵ سال کی عمر میں اپنے وطن میں انتقال کیا۔ متعدد شعرائے کرام نے ان کے انتقال پر مرثیے لکھے۔ (۴۶)

تصنیفات

امام نووی نے ۴۵ سال کی عمر پائی مگر اللہ تعالی نے ان کے علمی کاموں میں برکت دی۔ وہ ساری زندگی علم وفن کی خدمت میں مصروف رہے۔ اربابِ سیر اور تذکرہ نگاروں نے امام نووی کی تصنیفات کی تعریف وتوصیف کی ہے۔ علامہ ابنِ سبکی لکھتے ہیں:

> "اہل بصیرت سے یہ مخفی نہیں کہ امام نووی اور ان کی تصنیفات کے ساتھ اللہ تعالی کی خاص عنایت اور توجہ شامل حال رہی ہے"۔ (۴۷)

امام یافعی فرماتے ہیں:

> "امام نووی پر خدا کی برکتیں ان کتابوں کے ذریعے ظاہر ہوئیں۔ چنانچہ ان سب کو بڑا قبول حاصل ہوا اور ہر ملک میں ان کی شہرت ہوئی اور لوگ ان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے خوب فیض یاب ہوئے"۔(۲۸)

طاش کبریٰ زادہ لکھتے ہیں :

"امام نووی کی کتابیں بیش قیمت اور یادگار ہیں اور فن حدیث میں ان کی کتابوں کی تعداد زیادہ ہے"۔(۲۹)

امام نووی کی تصنیفات کی تعداد

حاجی خلیفہ مصطفیٰ بن عبداللہ نے اپنی کتاب "کشف الظنون" میں امام نووی کی تصنیفات کی تعداد ۲۸ بتائی ہے۔ ذیل میں چند مشہور تصانیف کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے :

طبقات الشافعية : علامہ ابن صلاح کی کتاب طبقات الشافعیہ کا مختصر ہے۔ امام صاحب نے اس پر کسی قدر اضافے بھی کیے ہیں۔(۳۰)

الاصول و الضوابط فی المذهب : ان اہم فقہی اصول و عقائد اور مفید مطالب پر مشتمل ہے جو اس فن کے طلبہ کے لیے ضروری ہیں۔(۳۱)

الارشاد فی علوم الحديث : علامہ ابن صلاح کی مشہور کتاب مقدمہ ابن صلاح کا مختصر ہے۔(۳۲)

التقريب و التيسير فی مصطلح الحديث : یہ کتاب الارشاد کا مختصر ہے۔(۳۳)

شرح البخاری : صرف کتاب الایمان تک لکھی گئی۔ مقدمہ شرح مسلم میں امام نوویؒ تحریر فرماتے ہیں :

"میں نے شرح بخاری میں گوناگوں معلومات جمع کی ہیں۔ یہ مختصر ہونے کے باوجود مفید و متنوع علوم و فوائد پر مشتمل ہے"۔(۳۴)

رياض الصالحين : ترغیب و ترہیب اور زہد و ریاضت نفس سے متعلق احادیث کا مختصر مجموعہ ہے۔ معتبر اور مفید ہونے کی وجہ سے اس کتاب کو بڑی شہرت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حاصل ہوئی۔ دینی مدارس کے نصاب میں داخل ہے۔ علمائے کرام نے اس کتاب کا اُردو میں بھی ترجمہ کیا ہے۔ مولانا سید عبدالاول غزنوی اور مولانا محمد صادق خلیل کے تراجم بہت مشہور و معروف ہیں۔

شرح المُهذّب : یہ امام ابو اسحاق شیرازی کی مشہور اور عظیم الشان کتاب المهذب فی الفروع کی شرح ہے۔ یہ کتاب احکام و مسائل میں بڑی جامع اور نادر معلومات ہے۔ امام نوویؒ نے اپنی شرح صحیح مسلم میں جابجا اس کا حوالہ دیا ہے۔ حافظ ابن کثیر اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ :

> "امام نووی نے اس شرح پر غیر معمولی جدت و اختراع اور نقد و تحقیق سے کام لیا ہے۔ غریب الفاظ کی تحقیق، فقہی و حدیثی معلومات اور گوناگوں دوسرے اہم امور و مسائل ایسے جمع کر دیئے ہیں جو دوسری کتابوں میں نہیں ملتے۔ مجھے اس سے بہتر فقہی کتاب کا علم نہیں"۔ (۳۵)

امام نووی نے اپنی اس کتاب کی حدیثوں کی تلخیص بھی کی تھی جس کا نام "الخلاصہ فی الحدیث" رکھا۔ (۳٦)

اربعین : اربعینات کتب حدیث کی ایک مشہور قسم ہے۔ اس حدیث نبوی ﷺ کے بموجب، جس میں چالیس (۴۰) احادیث جمع کرنے کی فضیلت وارد ہوئی ہے، اکثر محدثین کرام اور علمائے عظام نے چالیس حدیثوں کے مجموعے مرتب کرنے کی طرف توجہ دی۔

مختلف علمائے کرام نے مختلف اغراض و مقاصد کے تحت اربعینات مرتب کیے ہیں۔ بعض نے توحید و صفاتِ الٰہی کی ۴۰ احادیث جمع کیں۔ بعض نے اصول و مہماتِ دین کی روایات کو اکٹھا کیا۔ بعض نے جہاد، بعض نے زہد و مواعظ، بعض نے آداب و اخلاق اور بعض نے فضائل وغیرہ کے متعلق چالیس احادیث جمع کیں۔ امام نووی کا مجموعہ ان گوناگوں اغراض و امور کا جامع ہے۔ امام نووی اپنی اس کتاب کے بارے میں خود فرماتے ہیں :

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"وهي اربعون حديثا مشتملةٌ علي جميع ذلك وكل حديث منها قاعدةٌ عظيمةٌ من قواعد الدين"

(یہ چالیس حدیثیں ان سب امور کو شامل ہیں اور ان میں سے ہر ایک حدیث دین کے کسی عظیم الشان قاعدہ پر مبنی ہے۔)

امام نوویؒ نے اپنی اس کتاب میں صحیح احادیث جمع کی ہیں اور ان میں اکثر روایات صحیح بخاری و صحیح مسلم سے ماخوذ ہیں۔ اختصار کے خیال سے سندیں حذف کر دی ہیں اور ۴۰ کی بجائے ۴۲ حدیثیں جمع کی ہیں۔

اربعین نووی کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ اس کی بے شمار شرحیں لکھی گئی ہیں۔ مولانا ضیاء الدین اصلاحی نے اس کی ۲۱ شروح کے نام لکھے ہیں[۳۷]۔ مشہور شارحین میں خود امام نووی' ابن رجب بغدادی' ابن حجر ہیثمی' ملا علی قاری' شیخ علی بن ملقن شافعی' ابن حجر عسقلانی اور حافظ ابن عبد الہادی رحمہم اللہ شامل ہیں۔

کتاب الاذکار: یہ امام نووی کی مشہور و معروف کتاب ہے۔ اس میں حدیث کی کتابوں سے شب و روز کے اشغال و اذکار اور دعائیں جمع کی گئی ہیں۔ امام نووی اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ...﴾ (البقرۃ) "سو تم مجھ کو یاد کرو میں تم کو یاد کروں گا"۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (الذاریات) "میں نے جن و انس کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا"۔ ان آیات سے ثابت ہوا کہ بندہ کی سب سے عمدہ اور بہتر حالت وہی ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے اور ان اذکار و اعمال میں مشغول ہو جاتا ہے جو رسول اللہ ﷺ سے وارد ہیں ـــــ اس لیے میں نے یہ مختصر کتاب تالیف کی"۔[۳۸]

تہذیب الاسماء واللغات: اس کتاب میں اسماء و اعلام کے الفاظ و لغات کی تشریح و توضیح کی گئی ہے۔ اس کو امام نووی نے بڑی محنت اور تحقیق سے لکھا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شرح صحیح مسلم : اس کتاب کا اصل نام "المنہاج شرح صحیح مسلم" ہے اور امام نووی کی یہ بہت اہم اور شہرۂ آفاق تصنیف ہے۔ صحیح مسلم کی متعدد شرحیں لکھی گئیں، مگر جو مقبولیت اور شہرت اس شرح کو حاصل ہوئی وہ کسی اور شرح کو نہیں ہوئی۔ امام نووی کی یہ شرح نہ تو مطول و مفصل ہے اور نہ مختصر و مجمل، بلکہ متوسط ہے۔ اس کے شروع میں ایک مقدمہ ہے جس میں صحیحین خصوصاً صحیح مسلم کی خصوصیت و اہمیت، امام مسلم کی حدیث میں عظمت و برتری، غیر معمولی احتیاط و کاوش اور دقت نظر وغیرہ کے علاوہ اصول درایت و فن حدیث کے مباحث تحریر کیے گئے ہیں۔(۳۹)

☆ ☆ ☆

حواشی

(۱) ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج ۴، ص ۲۴۲۔

(۲) یافعی، مراۃ الجنان، ج ۴، ص ۱۸۳۔

(۳) ابن سبکی، طبقات الشافعیۃ، ج ۵، ص ۳۵۷۔ ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۳، ص ۲۷۸۔

(۴) ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج ۴، ص ۲۴۲۔

(۵) ابن سبکی، طبقات الشافعیۃ، ج ۵، ص ۳۵۷۔

(۶) ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۳، ص ۲۷۱۔

(۷) یافعی، مراۃ الجنان، ج ۴، ص ۱۸۳۔

(۸) ابن سبکی، طبقات الشافعیۃ، ج ۵، ص ۳۵۷۔ ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۳، ص ۲۷۱۔ یافعی، مراۃ الجنان، ج ۴، ص ۱۸۴۔

(۹) ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج ۴، ص ۱۶۱، ۲۶۰۔ یافعی، مراۃ الجنان، ج ۴، ص ۱۸۱، ۱۸۲۔

(۱۰) ابن عماد، شذرات الذہب، ج ۵، ص ۳۵۶۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱۱) مراۃ الجنان ۱۸۲/۳۔ (۱۲) تذکرۃ الحفاظ ۲۶۳/۳۔
(۱۳) تذکرۃ الحفاظ ۲۴۳/۳۔ (۱۴) طبقات الشافعیۃ ۱۶۶/۵۔
(۱۵) مراۃ الجنان ۱۸۳/۳۔ (۱۶) البدایۃ والنہایۃ ۲۴۸/۱۳۔
(۱۷) شذرات الذہب ۳۵۵/۵۔ (۱۸) زبیدی 'تاج العروس۔
(۱۹) طبقات الشافعیۃ 'ج۵'ص۱۶۲۔مراۃ الجنان 'ج۳'ص۱۸۶۔
(۲۰) البدایۃ والنہایۃ 'ج۱۳'ص۲۴۸۔
(۲۱) صدیق حسن خان 'اتحاف النبلاء'ص۳۳۹۔
(۲۲) تذکرۃ الحفاظ 'ج۳'ص۲۶۱۔
(۲۳) تذکرۃ الحفاظ ۲۶۱/۳۔ (۲۴) البدایۃ والنہایۃ ۲۴۹/۱۳۔
(۲۵) تذکرۃ الحفاظ ۲۶۱/۳۔ (۲۶) تذکرۃ الحفاظ ۲۶۳/۳۔
(۲۷) طبقات الشافعیۃ ۱۶۶/۵۔ (۲۸) مراۃ الجنان ۱۸۶/۳۔
(۲۹) طاش کبریٰ زادہ'مفتاح السعادۃ ۳۹۸/۱
(۳۰) حاجی خلیفۃ بن مصطفی 'کشف الظنون ۵۴۳/۲
(۳۱) کشف الظنون ۱۱۷/۱۔
(۳۲) ضیاء الدین اصلاحی 'تذکرۃ المحدثین ۲۲۵/۲۔ (۳۳) ایضًا
(۳۴) نووی 'مقدمہ صحیح مسلم 'ص۴۔
(۳۵) البدایۃ والنہایۃ ۲۴۹/۱۳۔ (۳۶) شذرات الذہب ۳۵۶/۵۔
(۳۷) تذکرۃ المحدثین 'ج۲'ص ۲۲۹تا۲۳۱
(۳۸) نووی 'کتاب الاذکار'ص۴۔
(۳۹) تذکرۃ المحدثین 'ج۲'ص۲۳۶۔

✪ ✪ ✪

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

— (۴۴) —

شیخ الاسلام حافظ ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ

(۶۶۱ھ — ۷۲۸ھ)

شیخ الاسلام حافظ ابنِ تیمیہ اپنے دور کے ایک متبحر عالم' محدث' مؤرخ' فقیہہ اور نقاد تھے۔ آپ نے علومِ اسلامیہ میں جو مجتہدانہ مقام حاصل کیا اور علومِ اسلامیہ خاص طور پر تفسیر' حدیث' فقہ اور تاریخ میں اپنے تبحر علمی کا جو نقش اپنے زمانہ میں قائم کیا' اس میں بہت بڑا دخل ان کے غیر معمولی حافظہ اور ذہانت کو تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی حافظہ کی نعمت سے نوازا تھا' جس کی وجہ سے آپ نے تمام علومِ اسلامیہ میں مہارت حاصل کر لی تھی اور اسی کا نتیجہ تھا کہ ان کے دور میں دینِ اسلام کے خلاف جس قسم کی بھی شورش برپا ہوئی آپ نے اس کا دنداں شکن جواب دیا۔

امام ابنِ تیمیہ نے اپنے تبحر علمی' شوقِ مُطالعہ اور ذوقِ علم سے اسلامی علوم اور رائج الوقت علوم و فنون میں ایسی جامعیت پیدا کی کہ ان کے معاصرین' جو اپنے فن میں امام تسلیم کیے جاتے تھے' انھوں نے امام صاحب کے تبحر علمی اور علم و فضل کا اعتراف کیا ہے۔

علامہ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ ناصرالدین (م ۸۴۲ھ) نے اپنی کتاب "الرد الوافر" میں علامہ تقی الدین ابن دقیق العید (م ۷۰۲ھ) کا یہ قول نقل کیا ہے:

> "جب ابنِ تیمیہ سے میری ملاقات ہوئی تو مجھے ایسا معلوم ہوا کہ تمام علوم اس شخص کی آنکھوں کے سامنے ہیں' جو چاہتا ہے لے لیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے چھوڑ دیتا ہے"۔[1]

تفسیر اور حدیث میں ان کو کمال حاصل تھا۔ حدیث کے رواۃ اور اسناد پر ان کی گہری نظر تھی۔ حدیث میں آپ کی واقفیت پر معاصرین نے یہ شہادت دی کہ "جس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث کو ابنِ تیمیہ نہیں جانتے وہ حدیث ہی نہیں ہے"۔ (۲)

تاریخ ان کا خصوصی فن نہیں تھا اور نہ ہی اس کو اپنا موضوع بنایا' تاہم ارباب سیر نے اس بات کی شہادت دی ہے کہ تاریخ میں بھی ان کی واقفیت غیر معمولی اور حیرت انگیز تھی۔ امام ابنِ تیمیہ جہاں ایک بلند پایہ مصنف' نقاد اور محدث و فقیہہ تھے وہاں آپ صاحب سیف بھی تھے' اور ان کے صاحب سیف ہونے کی شہادت بھی ان کے معاصرین نے دی ہے۔

شیخ الاسلام حافظ ابنِ تیمیہؒ اپنے معاصرین میں اپنے علمی تبحر کی وجہ سے ممتاز تھے اور معاصرین نے ان کے علمی تبحر کا اعتراف کیا ہے' لیکن ان کا اصلی امتیاز ان کا علمی تبحر نہ تھا' بلکہ ان کا فکری استقلال' ذوقِ تحقیق اور مجتہدانہ انداز تھا۔ امام ابنِ تیمیہ میں سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ آپ نے ناقدانہ حیثیت سے کتابوں کا مُطالعہ کیا اور جو چیز بھی خلاف شریعت محمدیہ نظر آئی اس کا دندان شکن جواب دیا۔ مثلاً علم نحو میں سیبویہ کو امام نحو تسلیم کیا جاتا ہے اور اس کے قول کو حرف آخر مانا جاتا ہے۔ آپ نے سیبویہ کی کتاب کا ناقدانہ مُطالعہ کیا اور فرمایا:

> "سیبویہ کوئی نبی نہیں تھا' جس پر نحو اتری ہے۔ اس نے اپنی کتاب میں اتنی مقامات پر غلطی کی ہے"۔ (۳)

اسی طرح آپ نے یونانی فلسفہ و منطق کا ناقدانہ حیثیت سے مُطالعہ کیا اور اس کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور اپنی کتاب "الرد علی المنطقیین" میں یونانی فلسفہ و منطق پر ناقدانہ بحث کی۔ امام ابنِ تیمیہ نے تقریباً تمام غیر اسلامی مذاہب و عقائد کی تنقید و تردید کی اور زندگی کا ایک بہت بڑا حصہ اس علمی جہاد میں صرف کیا۔

عیسائیت کی تردید

مسلمانوں کے سیاسی زوال کے ساتھ ساتھ اسلامی ممالک میں دوسرے مذاہب و ادیان نے نئی کروٹ لی اور ان مذاہب و ادیان میں سب سے زیادہ مستعدی مسیحیت نے دکھائی۔ اس وقت عیسائیوں کی بہت زیادہ تعداد مصر و شام میں موجود

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ شام کی سرحدیں تو عیسائی ممالک سے ملتی تھیں اور عیسائی مبلغین اس کوشش میں مصروف تھے کہ کسی طرح شام دوبارہ مسیحیت کے جھنڈے کے نیچے آجائے۔ ۶۵۸ھ میں جب تاتاریوں نے دمشق (شام) پر یلغار کی اور فاتحانہ دمشق میں داخل ہوئے تو عیسائیوں نے شہر سے نکل کر تاتاریوں کا استقبال کیا تھا اور ان کو تحائف بھی پیش کیے تھے۔ اسی زمانہ میں قبرص سے ایک عیسائی مصنف کی کتاب دمشق پہنچی جس میں عقلی اور نقلی دلائل سے مسیحیت کا اثبات پیش کیا گیا تھا اور آنحضرت ﷺ کی بعثت تمام نوعِ انسانی کے لئے نہیں بلکہ خاص عربوں کی طرف مبعوث ہونے کے دلائل دیئے گئے تھے اور یہ دعویٰ بھی کیا گیا تھا کہ عیسائی آپ ﷺ پر ایمان لانے کے مکلف نہیں۔

امام ابنِ تیمیہؒ نے اس کتاب کا جواب چار جلدوں میں "الجواب الصّحیح لمن بدّل دین المسیح" کے نام سے دیا۔ اس میں آپ نے صرف مدافعت اور صفائی کو ہی پیش نظر نہیں رکھا بلکہ تحریف شدہ مسیحیت کی بنیادوں پر بھی حملہ کیا۔ آپ نے نبوّتِ محمدی ﷺ کو ثابت کرنے کے لیے قدیم و جدید دلائل دیئے، مسیحیت کی تاریخ پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور آنحضرت ﷺ کی بعثت پر پیشین گوئیوں کا اتنا بڑا ذخیرہ جمع کر دیا جو کسی ایک کتاب میں جمع نہیں ہو سکتا۔ یہ امام ابنِ تیمیہ ہی تھے جنہوں نے عیسائیت کی تردید میں ایسی لاجواب کتاب لکھی، کیونکہ آپ فلسفہ، علم کلام اور عقائد و فرق پر وسیع نظر رکھتے تھے اور دوسری طرف عہد عتیق و جدید کے صحائف پر بھی آپ کو پورا عبور تھا۔

شیعیت کی تردید

عیسائیت کی تردید کے بعد شیخ الاسلام حافظ ابنِ تیمیہ نے شیعیت کی تردید میں ایک لاجواب کتاب "منهاج السنة النبوية في نقض كلام الشيعة و القدرية" تصنیف کی۔ اس کی تصنیف کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک شیعی عالم ابن المطہر الحلّی نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"منهاج الكرامة في معرفة الامامة" کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں مصنف نے حضرت علی بڑ ہو اور اہل بیت کی امامت و عصمت کے ثبوت ' خلفائے ثلاثہ کی خلافت کی تردید اور صحابہ کرام کے مطاعن پر کافی مواد جمع کیا تھا' اور آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبویہ سے حضرت علی بڑ ہو اور اہل بیت کی امامت و عصمت ثابت کرنے کی پوری کوشش کی تھی اور اس کے ساتھ اہل سنّت کے عقائد پر بھی متکلمانہ بحث کی تھی۔

جب یہ کتاب دمشق پہنچی اور علمائے اہل سنّت کی نظر سے گزری تو سب علمائے کرام نے متفقہ طور پر شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ سے اس کتاب کا جواب لکھنے کی درخواست کی۔ اس لیے کہ علمائے اہل سنّت یہ سمجھتے تھے کہ اس کتاب کا جواب وہی شخص دے سکتا ہے جس کی تمام علومِ اسلامیہ خاص طور پر تفسیر' حدیث' تاریخ' آثار' فلسفہ' عقائد اور علم کلام پر گہری نظر ہو۔ چنانچہ امام ابن تیمیہؒ نے چار جلدوں پر مشتمل "منهاج السُّنّة النبوية" کی صورت میں اس کا جواب لکھا۔ اس کتاب کے مطالعہ سے امام ابنِ تیمیہ کے علمی تبحر' وسعت مطالعہ' حفظ و استحضار' ذہانت و طباعی اور اتقان کا پتہ چلتا ہے۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رقمطراز ہیں :

"مصنف منہاج الکرامہ کی عبارت نقل کرنے کے بعد جب ان کے علم و حمیت دینی کو جوش آتا ہے تو ان کے علم کے سمندر میں طوفان اٹھتا ہے اور تفسیر و حدیث' تاریخ و سیر کے معلومات کا لشکر امڈ آتا ہے"۔ (۴)

الصَّارِمُ المسلول على شاتم الرَّسول کی تصنیف

شیخ الاسلام ابنِ تیمیہؒ کا جذبۂ دینی مثالی تھا۔ ۶۹۳ھ میں دمشق میں ایک عیسائی نے آنحضرت ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کی' جس سے دمشق میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ امام صاحب کی دینی حمیت جوش میں آئی اور آپ نے اس کا سختی سے نوٹس لیا۔ آپ نے "الصارم المسلول على شاتم الرسول" کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں آپ نے قرآن و سنّت کی روشنی میں تفصیل سے اس مسئلہ پر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

روشنی ڈالی کہ شاتمِ رسول کی کیا سزا ہو سکتی ہے۔

حدیث وفقہ اور علمی آثار کی اشاعت پر توجہ

شیخ الاسلام ابنِ تیمیہؒ کے دور سے پہلے فقہ و حدیث میں بحث و نظر کے دائرے محدود ہو گئے تھے، جن سے باہر نکلنے کی کوشش نہیں ہو رہی تھی اور عرصہ دراز سے اس ذخیرہ میں کوئی اضافہ نہیں ہو رہا تھا۔ امام ابنِ تیمیہ نے اس طرف پوری توجہ اور کوشش کی اور سنجیدگی کے ساتھ اپنی تحقیقات کو پیش کیا۔ چنانچہ ساکن حالتوں میں جنبش پیدا ہوئی، غور و فکر اور تحقیقات و تدقیقات کا دروازہ کھلا، اور امام ابنِ تیمیہ نے کتاب و سنّت اور آثارِ صحابہ کی روشنی میں فتویٰ دینا شروع کیا۔

صاحب الرد الوافر نے امام ذہبی (م ۷۴۸ھ) کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

"امام ابنِ تیمیہ نے سنّتِ خالصہ اور طریقہ سلف کی نصرت میں ایسے دلائل، مقدمات اور وجوہ قائم کیے جن میں وہ منفرد ہیں۔ کسی نے ان سے پہلے ایسے دلائل و مقدمات قائم نہیں کیے"۔ (۵)

امام ابنِ تیمیہؒ کی زندگی کا ایک نمایاں پہلو

شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ کی زندگی کا ایک نمایاں پہلو یہ ہے کہ وہ ساری زندگی علمِ دین کی خدمت میں مصروف رہے۔ انہوں نے کوئی دینی منصب یا انتظامی ذمہ داری قبول نہیں کی، بلکہ اپنی ساری زندگی علمِ دین کے اشتغال، افتاء، درس و تدریس، وعظ و ارشاد، تصنیف و تالیف اور تحقیق و تدقیق میں بسر کر دی۔ آپ کے اخلاص و للّٰہیت کی ایک بڑی دلیل یہ بھی تھی کہ ساری زندگی کسی سے ذاتی بدلہ نہیں لیا اور اپنے مخالفین کو ہر موقع پر معاف کیا۔ اگر کسی سے اختلاف تھا تو دینی تھا، ذاتی نہیں تھا۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں:

"اس اخلاص و انہماک کا نتیجہ یہ تھا کہ انہوں نے ۶۷ سال کی مصروف اور پُر از حوادث واقعات اور تلاطم خیز زندگی میں تصنیفات و تحقیقات اور علمی

www.KitaboSunnat.com

آثار کا ایک ایسا ذخیرہ چھوڑا جو اہل علم کی ایک پوری جماعت کے لیے سرمایہ افتخار بن سکتا ہے۔ اسی اخلاص و انہماک کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے زمانہ پر ایسے دیرپا اثرات چھوڑے کہ وہ بجا طور پر ایک نئے دور کے بانی اور ایک عہد آفریں شخصیت کے مالک کہے جا سکتے ہیں"۔ (۶)

امام ابن تیمیہ کے علمی تبحر اور ان کے جامع کمالات ہونے کی وجہ سے کچھ علمائے کرام ان کے مخالف تھے۔ امام صاحب اپنے علم و فضل کے لحاظ سے اعلیٰ مرتبہ و مقام پر فائز تھے اور عوام و خواص میں مقبول تھے۔ حکومت کی نظر میں بھی ان کا بہت احترام تھا۔ ان کے علم و فضل کے سامنے کسی اور کا چراغ نہیں جلتا تھا۔ تحریر و تقریر، درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ آپ نے کسی مخالف کی مخالفت کی پرواہ نہیں کی اور ساری زندگی اشاعت اسلام "کتاب و سنت کی ترقی و ترویج اور شرک و بدعت کی تردید و توبیخ میں بسر کر دی۔ حدیث و سنت کے ساتھ امام ابن تیمیہ کے شغف و انہماک کا اعتراف آپ کے مخالفین نے بھی کیا ہے۔ صاحب الکواکب الدریہ شیخ مرعی بن یوسف (م ۱۰۳۳ھ) نے حافظ سراج الدین بزار کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

"خدا کی قسم میں نے رسول اللہ ﷺ کا اتنا ادب و احترام کرنے والا اور آپ ﷺ کے اتباع اور آپ ﷺ کے دین کی نصرت کی حرص رکھنے والا ابن تیمیہ سے بڑھ کر نہیں دیکھا"۔ (۷)

عقیدۂ توحید کی تجدید اور مشرکانہ عقائد و رسوم کا ابطال

امام ابن تیمیہ کے دور سے پہلے غیر مسلم اور عجمی اقوام کے اختلاط کی وجہ سے مسلمانوں میں مشرکانہ عقائد و رسوم کا بہت رواج ہو چکا تھا۔ اس کے ساتھ ہی گمراہ صوفیوں نے بھی اسلام کی عمارت میں رخنے ڈالنے شروع کر دیئے تھے۔ قبر پرستی کا رواج عام ہو چکا تھا۔ ایک اور بڑی رسم یہ رواج پذیر ہو چکی تھی کہ بزرگوں کے بارے اُلوہیت کا اعتقاد رکھتے تھے اور اُن کے مزارات کا طواف کرتے تھے۔ امام

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابنِ تیمیہ نے اِن سب مشرکانہ اعمال و رسوم کے خلاف جہاد و تجدید کا علم بلند کیا اور عوام کی ناراضگی و مخالفت کے باوجود مروّجہ اعمال و رسوم اور مشرکانہ عقائد و خیالات کی تردید کی۔

فلسفہ، منطق اور علمِ کلام پر تنقید و تردید

یونانی فلسفہ و منطق کا اصل رواج عباسی خلیفہ مامون الرشید (۱۹۸ھ تا ۲۱۸ھ) کے عہد سے شروع ہوا۔ مامون الرشید نے اپنی سرپرستی میں یونانی فلسفہ و منطق اور علم کلام سے متعلق کتابوں کے عربی زبان میں تراجم کرائے۔ خود مامون الرشید یونانی علوم کا بڑا قدر دان اور حریص تھا۔ ترجمہ کا کام مامون الرشید کے انتقال (۲۱۸ھ) کے بعد بھی جاری رہا۔ چنانچہ چوتھی صدی ہجری تک یونان کے علمی ذخیرہ کا بڑا حصہ عربی زبان میں منتقل ہو چکا تھا۔

یونانی فلسفہ و منطق کی تردید میں سب سے پہلے علامہ عبدالکریم شہرستانی (م ۵۴۸ھ) نے ایک کتاب لکھی، جس میں فلسفہ و منطق کی مکمل تردید کی۔ ان کے بعد امام غزالی (م ۵۷۱ھ) نے فلسفہ و منطق کا ردّ لکھا۔ امام غزالی کے بعد شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے یونانی فلسفہ و منطق کا ردّ کیا اور فلسفہ و منطق کی تردید میں "نقض المنطق" اور "الرد علی المنطقیین" لکھیں۔ امام ابنِ تیمیہ نے محض اجمالی تبصرہ اور اصولی اعتراضات پر اکتفا نہیں کیا بلکہ پورے فن پر ایک ناقدانہ اور مجتہدانہ نظر ڈالی، اس کا علمی احتساب کیا اور اس پر خالص فنی حیثیت سے بحث کی۔

علومِ شریعت کی تجدید

شیخ الاسلام امام ابنِ تیمیہ کا سب سے علمی و تجدیدی کارنامہ علومِ شرعیہ کی تجدید ہے۔ آپ جس دور میں پیدا ہوئے اس وقت علومِ اسلامیہ بڑی وسعت اختیار کر چکے تھے۔ خصوصیت کے ساتھ تفسیر، حدیث، فقہ اور اصولِ فقہ، ہر موضوع پر ایک وسیع کتب خانہ مرتب ہو چکا تھا۔ امام ابنِ تیمیہؒ نے ان سب علوم میں عبور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حاصل کیا اور اپنی تصنیفات میں ان سے پورا فائدہ اٹھایا۔ تفسیر قرآن کو امام ابنِ تیمیہ نے اپنے فکر کا خاص موضوع بنایا۔ یہ ذوق ان پر اس قدر غالب تھا کہ ان کی کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جس میں قرآن مجید کی تفسیر کا مواد موجود نہ ہو۔ تفسیر قرآن سے ان کو گہرا تعلق تھا' قرآن مجید سے ان کو بہت شغف تھا اور قرآن سے محبت اور اس کی شرح و تفسیر اُن کا امتیازی نشان تھا۔ اسی وجہ سے جب ان کی نماز جنازہ کا اعلان ہوا تو یہی عنوان سامنے رکھا گیا : الصَّلٰوۃ علٰی ترجمان القرآن!

امام ابنِ تیمیہ نے اصولِ تفسیر پر ایک رسالہ بھی تصنیف فرمایا تھا اور علمائے کرام کی رائے ہے کہ اصولِ تفسیر پر سب سے پہلا رسالہ یہی ہے۔

حدیث' اصولِ حدیث اور شرحِ حدیث پر آپ کی کوئی مستقل تصنیف نہیں ہے۔ ان کے دَور میں علمِ حدیث انتہائی وسعت اختیار کر چکا تھا اور اُس وقت یہ ضروری نہیں سمجھا گیا کہ اس پر مزید کام کیا جائے۔ تاہم آپ کی تصانیف میں اصولِ حدیث' أسماء الرجال' جرح و تعدیل' نقد حدیث اور فقہ حدیث پر بہت مواد ملتا ہے۔ اگر اس مواد کو یکجا جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔

اصولِ فقہ ان کا پسندیدہ اور ذوقی موضوع تھا' جس میں ان کو ملکہ راسخ حاصل تھا اور اس میں وہ مجتہدانہ شان رکھتے تھے۔ ان کی کوئی تصنیف ان اصولی مباحث سے خالی نہیں۔ علم کلام میں بھی ابنِ تیمیہ تبحر علمی رکھتے تھے اور اس بات کی شہادت ان کی وہ تصنیفات دیتی ہیں جو اس موضوع سے متعلق ہیں۔

فقہ امام ابنِ تیمیہ کے زمانے میں اتنی مدون ہو چکی تھی کہ اس میں نیا اضافہ مشکل تھا۔ تاہم امام صاحب نے اس کی طرف خاص توجہ کی۔ آپ نے بکثرت مسائل و احکام پر مجتہدانہ نظر ڈالی' فقہ و حدیث میں تطبیق کی کوشش کی اور نئے پیش آنے والے مسائل کے لیے اجتہاد و استنباط سے کام لیا۔ چنانچہ آپ نے اپنے فتاویٰ و اختیارات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ چھوڑا۔ آپ کے فتاویٰ ۳۴ ضخیم جلدوں میں حکومت سعودیہ نے شائع کر دیے ہیں۔ اس عظیم علمی کارنامے کے ساتھ ساتھ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الاسلام ابنِ تیمیہ نے فکر اسلامی پر جو جمود طاری ہو گیا تھا اس کو دور کیا اور فکر اسلامی کے احیاء کے لیے اپنی ساری زندگی وقف کر دی۔ وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب و کامران ہوئے۔

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ چوتھی صدی ہجری سے پہلے تقلیدِ شخصی کا رواج نہیں تھا۔ لوگ کسی ایک عالم یا کسی ایک مذہب کے تعین اور التزام کے بغیر عمل کرتے تھے۔ جہاں تک امام ابنِ تیمیہ کا تعلق ہے انہوں نے بیشتر مسائل میں امام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) کے مذہب و اصول پر فتویٰ دیا ہے۔ اکثر مسائل میں ان کی رائے اور فتویٰ ائمہ اربعہ و ائمہ ہدیٰ میں کسی نہ کسی امام کے اجتہاد اور فتویٰ کے مطابق ہے' جبکہ بعض مسائل میں انہوں نے اجتہاد سے کام لیا ہے اور کتاب و سنت اور اجماع و قیاس کی روشنی میں فتویٰ دیا ہے۔

امام ابنِ تیمیہ کے تجدیدی کارناموں پر مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے بہت عمدہ تبصرہ کیا ہے۔ لکھتے ہیں :

"امام ابنِ تیمیہ کا یہ تجدیدی کارنامہ ہے کہ انہوں نے جس طرح کتاب و سنت کو عقائد کا ماخذ بنانے کی پُرزور دعوت دی اور خود کامیابی کے ساتھ اس پر عمل کیا' اسی طرح کتاب و سنت کو تفصیلات و احکام کا ماخذ بنانے اور ان کو حق کا معیار قرار دینے کی طاقت ور دعوت دی اور اپنے زمانہ میں اس پر عمل کر کے دکھایا اور ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ پر عملی نمونہ پیش کیا۔ ان کی اس دعوت سے ان فقہی دائروں اور امت کے علمی حلقوں میں' جن میں عرصہ سے نئے غور و فکر اور احکام و مسائل کے کتاب و سنت سے مقابلہ کرنے کا کام بند ہو گیا تھا اور اجتہاد و استنباط کا سلسلہ عرصہ سے مسدود تھا' علمی و فکری حرکت اور براہِ راست کتاب و سنت کی طرف رجوع کی تحریک پیدا ہوئی۔ اس طرح سے انہوں نے اس صحیح اسلامی فکر کا احیاء کیا جو قرونِ اولیٰ میں پائی جاتی تھی اور مسلمانوں کی زندگی کی بنیاد تھی۔ اور وہ اپنے ان تمام علمی و عملی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کارناموں کی بناء پر تاریخ اسلام کی ان چیدہ شخصیتوں میں سے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے اس دین کی تجدید و احیاء کا کام لیا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ "(۸)

تصانیف امام ابن تیمیہؒ

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے ۱۷ سال کی عمر میں تصنیف و تالیف شروع کی اور ۴۵ سال تک ان کا قلم رواں دواں رہا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں غیر معمولی حافظہ سے نوازا تھا۔ دماغ حاضر اور درد مند دل پایا تھا۔ سرعت تحریر کا یہ عالم تھا کہ ایک دن میں ۴۰ صفحات تک لکھ ڈالتے تھے۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں :

"ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تصنیفات.... کئی صدیاں گزر جانے کے بعد اور بڑے اہم علمی و ذہنی انقلابات کے باوجود ابھی تک ایک نئی نسل کے دل و دماغ کو متاثر کرتی ہیں اور اسی کا نتیجہ ہے کہ اس عقلیت پسند اور جدت طلب دور میں وہ از سر نو مقبول ہو رہی ہیں"۔ (۹)

مشہور اہل حدیث عالم اور محقق مولانا محمد عطاء اللہ حنیف (م ۱۴۰۸ھ) لکھتے ہیں :

"امام صاحب کی تصانیف و تحریرات کی مختلف نوعیتیں ہیں۔ بعض تصانیف کسی کتاب کی شرح و تعلیق کی صورت میں مستقل حیثیت رکھتی ہیں یا "قاعدہ" اور "فصل" کے عنوان سے کسی مسئلہ کی تحقیق مستقلاً لکھ ڈالی ہے۔ بعض کتابیں مخالفین اسلام یا مخالف حق فرقوں کی کتابوں کے جواب میں لکھی گئی ہیں۔ بعض مکتوبات و مراسلت کی شکل میں تھیں۔ لیکن عظیم اکثریت سوالوں کے جوابات اور افتاء کی تھی جن میں تفسیر، اصولِ تفسیر، حدیث و اصولِ حدیث، عقائد و کلام بہمہ اقسام تصوف و اخلاق، فقہ و اصولِ فقہ وغیرہ مسائل و مباحث شامل ہیں، مختصر سے مختصر بھی اور طویل سے طویل بھی"۔ (۱۰)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تصانیف کی تعداد

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف (م ۱۴۰۸ھ) نے امام ابن تیمیہ کی تصانیف کی تعداد ۵۹۱ بتائی ہے اور ڈاکٹر غلام جیلانی برق مرحوم نے ۳۸۵ لکھی ہے۔ امام صاحب نے جن موضوعات پر قلم اٹھایا اس کی تفصیل درج ذیل نقشہ سے دیکھی جا سکتی ہے۔[11]

نمبر شمار	موضوعات	مولانا عطاء اللہ حنیف	غلام جیلانی برق
۱۔	تفسیر	۱۰۲	۸۰
۲۔	احادیث	۳۱	۳۰
۳۔	فقہ و فتاویٰ	۱۳۸	۱۲۰
۴۔	اصولِ فقہ	۲۸	۲۰
۵۔	عقائد و کلام	۱۳۶	۲۰
۶۔	اخلاق، زہد اور تصوف	۷۸	۶۰
۷۔	تردید فلسفہ و منطق	۱۷	۱۰
۸۔	مکاتیب	۷	-
۹۔	متفرقات	۵۴	۳۵
	میزان	۵۹۱	۳۸۵

امام ابن تیمیہ کی مشہور تصانیف

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ کی تصانیف کی مکمل فہرست درج کرنا مشکل ہے۔ تاہم چند مشہور تصانیف درج ذیل ہیں:

تفسیر: مقدمة في اصول التفسير۔ تفسیر آیت کریمہ ﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث : شرح حدیث ((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ)) شرح حدیث ((لَا تَسُبُّوا الدَّھْرَ))

فقہ وفتاویٰ : الاختیارات العلمیة شرح العمدة

اصولِ فقہ : منہاج الوصول الیٰ علم الاصول

عقائد وکلام : عقیدۃ الحمویۃ الکبریٰ' منہاج السنۃ النبویۃ' الجواب الصحیح' الصارم المسلول' اقتضاء الصراط المستقیم' کتاب النبوات۔

اخلاق' زہد اور تصوف : الفرقان بین اولیاء الشیطان و اولیاء الرحمٰن۔

تردید فلسفہ و منطق : کتاب الرد علی المنطقیین

متفرقات : الوصیۃ الکبریٰ' الوصیۃ الصغریٰ

نام ونسب وولادت

احمد نام' عرف ابن تیمیہ' کنیت ابو العباس' لقب تقی الدین۔ ۱۰ ربیع الاول ۶۶۱ھ کو حران (عراق) میں پیدا ہوئے۔

نقل سکونت

ابتدائی چھ سال حران میں گزارے۔ ساتویں سال میں تھے کہ حران پر تاتاریوں نے حملہ کر دیا تو آپ کے والد عبدالحلیم نقل سکونت کر کے دمشق آ گئے۔

تعلیم وتربیت

دمشق میں امام ابنِ تیمیہ کی تعلیم و تربیت ہوئی۔ آپ نے دمشق کے دو مشہور مدارس دار الحدیث السکریہ اور مدرسہ الحنبلیہ میں تعلیم حاصل کی۔ آپ کا حافظہ غیر معمولی تھا۔ اس لیے آپ نے تمام علومِ اسلامیہ میں ۲۱ سال کی عمر تک کمال حاصل کر لیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابنِ تیمیہ کا پہلا درس

۲۲ سال کے تھے کہ آپ کے والد عبدالحلیم ابنِ تیمیہ نے انتقال کیا' جو اس وقت دار الحدیث السکریہ کے شیخ الحدیث تھے۔ ان کے انتقال کے بعد ابنِ تیمیہ شیخ الحدیث مقرر ہوئے اور آپ نے آیت "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم" پر درس دیا۔ اس درس میں اعیانِ حکومت کے علاوہ اس وقت کے اساتذۂ فن نے بھی شرکت کی۔ یہ درس کیسا تھا؟ اس کے بارے میں آپ کے تلمیذ رشید حافظ ابن کثیر (م ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

"یہ محیر العقول درس تھا۔ تاج الدین الفرازی نے اس کے کثیر فوائد اور لوگوں کی عام پسندیدگی کی وجہ سے اس کو اپنے قلم سے ضبط کیا۔ حاضرین نے ابنِ تیمیہ کی کم عمری اور جوانی کی بناء پر اس درس کی بڑی تعریف کی اور ان کو بہت داد دی' اس لیے کہ اس وقت ان کی عمر ۲۲ سال کی تھی"۔ (۱۲)

قاضی بننے کی پیشکش

۳۰ سال کے تھے کہ حکومت نے آپ کو قاضی القضاۃ کا عہدہ پیش کیا' مگر آپ نے انکار کر دیا۔ ۶۹۱ھ میں آپ نے حج کیا۔ اور جب حج سے واپس آئے تو تمام ملک میں ان کے علم و فضل کا سکہ جم چکا تھا۔ (۱۳)

امام ابنِ تیمیہؒ کی پہلی مخالفت

۶۹۸ھ میں آپ کے پاس ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ اور ﴿ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ﴾ جیسی آیات کے بارے میں ایک استفسار آیا۔ آپ نے اس کا جواب العقیدۃ الحمویۃ الکبرٰی کے نام سے لکھا جس میں آپ نے اس مسئلہ کا جواب آثارِ صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین کے اقوال کی روشنی میں دیا' مگر علمائے سوء نے آپ کے خلاف ایک طوفان کھڑا کر دیا۔ قاضی القضاۃ نے آپ کو طلب کیا۔ آپ نے قاضی القضاۃ کے سامنے مسئلہ کی وضاحت قرآن و حدیث کی روشنی میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تفصیل سے کی۔ اس پر تمام لوگ جو وہاں جمع تھے خاموش ہو گئے اور حالات اعتدال پر آ گئے۔ (۱۴)

تاتاریوں کے خلاف جہاد

شیخ الاسلام امام ابنِ تیمیہ صاحب قلم ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب سیف بھی تھے۔ تاتاریوں کے خلاف جہاد میں امام ابنِ تیمیہ نے شجاعت و بہادری کے جو جوہر دکھائے اس کے بارے میں صاحب الکواکب الدریہ کہتے ہیں:

> "امام ابنِ تیمیہ جب گھوڑے پر سوار ہوتے تھے تو دشمن کی صفوں میں اس طرح گھومتے پھرتے تھے جیسے بڑے سے بڑا بہادر، اور اس طرح کھڑے ہوتے تھے جیسے بڑے سے بڑا ثابت قدم شہسوار، وہ دشمن کو اپنے حملوں سے چور کرتے رہتے تھے اور اس بے تکلفی سے فوج میں گھس جاتے تھے جیسے ان کو موت کا کوئی ڈر نہیں ہے"۔ (۱۵)

امام ابنِ تیمیہؒ کا دورِ ابتلاء

شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ حق گوئی و بے باکی میں اپنی مثال آپ تھے اور حق کے معاملہ میں کسی قسم کی معمولی سی مداہنت بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ اس لیے ان کے خلاف ایک طرف صوفیہ سرگرم عمل ہو گئے، دوسری طرف شیعہ بھی ان کے خلاف تھے اور تیسری طرف اہل بدعت بھی آپؒ کے خلاف مصروفِ عمل تھے۔ ان سب کی مخالفت اس درجہ بڑھ گئی کہ حکومت کے ایوانوں میں بھی اس مخالفت کے اثرات پہنچ گئے۔ چنانچہ امام ابنِ تیمیہ کو مصر طلب کیا گیا۔ وہاں آپ سے علماء نے مناظرے کیے، لیکن وہ امام صاحب کے سامنے نہ ٹھہر سکے۔ مگر چونکہ آپ کے مخالفین کا زور زیادہ تھا اس لیے امام صاحب کو جیل میں بند کر دیا گیا اور بعد میں مشروط رہائی کی پیشکش ہوئی، لیکن امام صاحب نے اس کو منظور نہ کیا۔ آخر آپ کو رہائی ملی تو ۷۱۲ھ میں واپس دمشق آ گئے۔ ابھی کچھ عرصہ ہی گزرا تھا کہ آپ کو ایک فتویٰ کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بناء پر' جو آپ نے ۱۷ سال قبل دیا تھا' دوبارہ جیل بھیج دیا گیا۔ یہ فتویٰ "شدّ الرحال" سے متعلق تھا۔ جیل میں آپ نے جتنا وقت بھی گزارا وہ آپ نے ذکر واذکار اور تلاوتِ قرآنِ مجید میں گزارا۔ تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری نہ رکھ سکے' اس لیے کہ آپ سے قلم دوات چھین لیا گیا تھا۔

وفات

۲۸/ ذیقعدہ ۷۲۸ھ کو ۶۷ سال کی عمر میں دمشق کی جیل میں آپ کا انتقال ہوا۔ جنازہ میں لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ فوج کو کنٹرول کرنا پڑا۔ حاضرین کی تعداد دو لاکھ سے متجاوز تھی۔ حافظ ابنِ کثیر کا بیان ہے کہ دمشق کی تاریخ میں اس قسم کے جنازہ کی مثال نہیں ملتی۔[۱۶]

ذاتی اوصاف واخلاق وعادات

امام ابنِ تیمیہؒ کی زندگی اسوۂ رسول ﷺ کا ایک روشن نمونہ تھی۔ وہ اپنے ہر فعل اور ہر عمل میں کتاب وسنّت ہی کو پیش نظر رکھتے تھے۔ شب و روز عبادات اور ذکر و اذکار میں مشغول رہتے۔ تلاوتِ قرآنِ مجید سے بہت شغف تھا۔ مطالعہ بہت زیادہ کرتے تھے اور بچپن سے ہی اس کا ذوق تھا۔ خطیب بہت اچھے تھے۔ حق گوئی و بے باکی کا وصف ممتاز تھا اور ((أفضلُ الجهادِ كلمةُ الحقِ عند سلطانٍ جائرٍ)) پر پورا عمل کرتے تھے۔ امام ابنِ تیمیہ صاحب علم و قلم ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب سیف بھی تھے اور اس کے ساتھ ساتھ بہت منکسر المزاج' زہد و اتقاء میں بہت بلند' ایثار و سخاوت میں بہت آگے تھے۔ عفو و درگزر' تواضع' فروتنی و استغناء میں اپنی مثال آپ تھے۔[۱۷]

ابنِ تیمیہ سے متعلق علمائے کرام کی علمی خدمات

شیخ الاسلام حافظ تقی الدین احمد ابنِ تیمیہ جامع کمالات تھے۔ وہ بیک وقت ایک

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

متبحر عالم، محدث، مفسر، فقیہہ، مؤرخ اور نقاد تھے۔ وہ تمام علوم اسلامیہ میں ایک یگانہ حیثیت رکھتے تھے۔ علمائے کرام نے آپ کے تجدیدی و اصلاحی کارناموں کا تفصیل سے جائزہ لیا ہے اور آپ کے حالات اور کارناموں پر روشنی ڈالی ہے۔ آپ کے حالات و مناقب اور علمی خدمات پر جو کتابیں عربی، فارسی اور اردو میں لکھی گئی ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

سب سے پہلے حافظ ابنِ عبدالهادی (م ۷۴۴ھ) نے "العقود الدرية" کے نام سے کتاب لکھی جس میں امام ابنِ تیمیہ کے حالات اور ان کے تجدیدی و اصلاحی کارناموں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

حافظ شمس الدین ذہبی (م ۷۴۸ھ) نے اپنی درج ذیل تصانیف میں امام ابن تیمیہ کے حالات اور ان کی علمی خدمات کا تذکرہ کیا ہے: الدر اليتيمية في سيرة التيمية، تاریخ الاسلام، معجم شیوخ کبیر، معجم اوسط، معجم صغیر، معجم مختص بہ محدثین، سیر اعلام النبلاء، تذکرۃ الحفاظ۔

امام ابنِ تیمیہ کے حالات اور ان کے علمی کارناموں پر جو مفصل کتابیں لکھی گئی ہیں ان کے نام یہ ہیں:

امام ابو حفص عمر بن علی البزار البغدادی (م ۷۴۹ھ) کی الاعلام العلية في مناقب الامام ابنِ تیمیہ، علامہ یوسف بن محمد (م ۷۷۲ھ) کی حمية الاسلام فی الانتصار لمذهب ابن تيمية، شیخ مرعی بن یوسف (م ۱۰۳۳ھ) کی الكواكب الدرية فی مناقب الامام المجتهد شيخ الاسلام ابن تيمية، علامہ محمد بن احمد بخاری نابلسی حنفی (م ۱۲۰۰ھ) کی القول الجلی فی ترجمة تقی الدين ابن تيمية الحنبلی، حافظ ابن القيم الجوزی (م ۷۵۱ھ) کی مناقب الامام ابن تیمیہ، علامہ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ ناصر الدین (م ۸۴۲ھ) کی الرد الوافر على من زعم ان من سمى ابن تيمية شيخ الاسلام كافر، علامہ نعمان خیر الدین آلوسی (م ۱۳۱۷ھ) کی جلاء

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

العینین فی محاکمۃ الاحمدین۔

تاریخ و تراجم کی جن کتابوں میں امام ابنِ تیمیہ کے حالات مبسوط یا مختصر ملتے ہیں ان کے نام یہ ہیں:

طبقات الحفاظ' حافظ ابن عبدالھادی (م ۷۴۴ھ)۔ تتمۃ المختصر' علامہ ابن الوردی (م ۷۴۹ھ)۔ البدایۃ والنھایۃ' علامہ ابن کثیر دمشقی (م ۷۷۴ھ)۔ طبقات الحنابلۃ' علامہ محمد بن مفلح (م ۸۰۳ھ)۔ ذیل طبقات الحنابلۃ' ابن رجب بغدادی (م ۷۹۵ھ)۔ الدرر الکامنۃ' حافظ ابن حجر (م ۸۵۲ھ)۔ مختصر طبقات الحنابلۃ' علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ)۔ شذرات الذھب من اخبار الذھب' علامہ عبد الحی بن العماد الحنبلی (م ۱۰۸۹ھ)۔ البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع' علامہ محمد بن علی شوکانی (م ۱۲۵۰ھ)۔

برصغیر پاک و ہند میں امام ابنِ تیمیہ کے حالات و واقعات اور ان کے علمی کارناموں کی تفصیل پر جن حضرات نے روشنی ڈالی ان میں سب سے پہلے حکیم الامت شاہ ولی اللہ دہلویؒ (م ۱۱۷۶ھ) کا نام آتا ہے۔ آپ نے اپنی کتاب جلاء العینین میں امام صاحب کا تذکرہ کیا ہے۔ ان کے بعد محی السنّۃ نواب صدیق حسن خان قنوجی رئیس بھوپال (م ۱۳۰۷ھ) نے اپنی متعدد تصانیف میں امام ابنِ تیمیہ کے حالات اور ان کے تجدیدی و اصلاحی کارناموں کی تفصیل لکھی ہے۔

برصغیر میں اردو زبان میں امام ابنِ تیمیہ پر جو مضامین لکھے گئے ان کی تفصیل یہ ہے:

سب سے پہلے علامہ شبلی نعمانی (م ۱۳۳۲ھ) نے الندوۃ لکھنؤ' جلد ۵ شمارہ ۲ (۱۹۰۸ء) میں علامہ ابنِ تیمیہ حرانی کے نام سے مقالہ لکھا' جو بعد میں "مقالاتِ شبلی" جلد پنجم میں ص ۶۲ تا ۷۶ درج ہے۔ علامہ شبلی نعمانی کے بعد امام الہند مولانا ابو الکلام آزاد (م ۱۳۷۸ھ) نے تذکرہ میں امام ابنِ تیمیہ کے حالات اور ان کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دعوت وعزیمت پر روشنی ڈالی ہے۔ [۱۸]

اردو زبان میں امام ابنِ تیمیہ پر جو کتابیں شائع ہوئی ہیں ان کی فہرست درج ذیل ہے:

① سیرت امام ابن تیمیہ 'مولانا غلام رسول مہر (م ۱۳۹۵ھ)
② امام ابنِ تیمیہ 'ڈاکٹر غلام جیلانی برق مرحوم
③ شیخ الاسلام حافظ ابنِ تیمیہ 'مولانا ابوالحسن علی ندوی (تاریخ دعوت وعزیمت)
④ امام ابنِ تیمیہ 'ڈاکٹر ابو سلمان شاہ جہان پوری
⑤ امام ابنِ تیمیہ 'ڈاکٹر محمد یوسف کو کن عمری (م ۱۹۹۰ء)
⑥ عقلیاتِ ابنِ تیمیہ 'مولانا محمد حنیف ندوی (م ۱۴۰۸ھ)
⑦ صاحب سیف وقلم 'حسین حسنی

حیاتِ شیخ الاسلام ابنِ تیمیہؒ

"حیاتِ شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ" عربی زبان میں پروفیسر محمد ابو زہرہ مصری کی تصنیف ہے۔ آپ نے امام ابنِ تیمیہ کے علاوہ درج ذیل ائمہ کرام کے حالات بھی قلمبند کیے ہیں: امام ابو حنیفہ (م ۱۵۰ھ)' امام مالک (م ۱۷۹ھ)' امام شافعی (م ۲۰۴ھ)' امام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ)' امام جعفر صادق (م ۱۴۸ھ) اور امام ابن حزم (م ۴۵۶ھ)۔ پروفیسر ابو زہرہ مصری ۱۹۵۵ء میں پاکستان تشریف لائے تھے اور پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے منعقدہ ایک علمی مذاکرہ میں شرکت کی تھی۔ ۱۳۸۰ھ میں آپ کا قاہرہ میں انتقال ہوا۔

حیاتِ شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ کا اردو ترجمہ مشہور اہلحدیث عالم اور محقق مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی سابق مدیر الاعتصام لاہور (م ۱۴۰۸ھ) نے مولانا سید رئیس احمد جعفری ندوی (م ۱۹۶۸ء) سے کرایا۔ اس پر مولانا غلام رسول مہر (م ۱۳۹۵ھ) نے ایک فاضلانہ مقدمہ لکھا اور مولانا عطاء اللہ مرحوم نے تعلیقات

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور حواشی لکھ کر اپنے اشاعتی ادارہ مکتبہ سلفیہ لاہور سے شائع کیا۔

مولانا عطاء اللہ حنیف مرحوم نے اس کتاب میں کچھ اضافے بھی کیے ہیں، یعنی امام ابنِ تیمیہ کے دس تلامذہ کے مختصر حالات بھی لکھے ہیں۔ مثلاً حافظ ابنِ قیم (م ۷۵۱ ھ)، حافظ ابنِ کثیر (م ۷۷۴ ھ)، حافظ ذہبی (م ۷۴۸ ھ)، محمد بن مفلح (م ۷۶۲ ھ)، علامہ ابن الوردی (م ۷۴۹ ھ)، ابو حفص بزار (م ۷۴۹ ھ) اور ابوالعباس ابن فضل اللہ (م ۷۴۹ ھ)۔ ایک باب حلقہ بگوشان افکار ابنِ تیمیہ اور ایک باب امام محمد بن عبدالوہاب کی دعوتِ تجدید و اصلاح اور اس کے بعد ضمیمہ کے عنوان سے ابن بطوطہ سیاح کی غلط فہمی اور اس کی تحقیق پر تبصرہ کیا ہے۔ تصانیف کا باب مولانا عطاء اللہ حنیف مرحوم نے خود ترتیب دیا ہے اور فن کے لحاظ سے چھوٹی بڑی ۵۹۱ کتابوں کے نام لکھے ہیں۔ جو کتابیں مطبوع ہیں حاشیہ میں ان کی نشاندہی کی ہے اور سن اشاعت اور مطبع کا نام بھی لکھا ہے۔ آخر کتاب میں مراجع و مصادر کے نام سے ان کتابوں کی فہرست مع نامِ مصنف درج کی ہے جن سے اس کتاب کے حواشی و تعلیقات میں استفادہ کیا ہے۔

برصغیر میں امام ابنِ تیمیہؒ اور حافظ ابنِ قیمؒ کی تصانیف کی نشر و اشاعت

برصغیر پاک و ہند میں حافظ ابنِ تیمیہ اور حافظ ابن قیم رحمہما اللہ کی تصانیف کی نشر و اشاعت علمائے غزنوی (امرتسر) یعنی حضرت مولانا سید عبد اللہ غزنوی (م ۱۲۹۸ھ) اور آپ کے صاحبزادگانِ عالی مقام یعنی مولانا عبدالجبار غزنوی (م ۱۳۳۱ ھ)، مولانا محمد بن عبداللہ غزنوی (م ۱۲۹۳ھ)، مولانا عبدالرحیم غزنوی (م ۱۳۴۲ ھ) اور مولانا عبدالواحد غزنوی (م ۱۳۴۹ھ) کی سعی و کوشش سے امام ابنِ تیمیہ اور حافظ ابنِ قیم کی بعض کتابیں طبع ہوئیں۔ علمائے غزنوی کے بعد خاندان قصوری، اور علمائے کرام میں مولانا محمد اسماعیل سلفی (م ۱۳۸۷ھ)، شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی (م ۱۴۰۵ھ) اور مولانا محمد عطاء اللہ حنیف (۱۴۰۸ھ) نے افکار ابنِ تیمیہ کی نشر و

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اشاعت میں اپنی زندگیاں صرف کر دیں۔

☆ ☆ ☆

حواشی

(۱) ابو عبداللہ محمد بن ناصر الدین 'الرّدُّ الوافر' ص ۳۱۔
(۲) مرعی بن یوسف 'الکواکب الدُّریۃ' ص ۱۳۵۔
(۳) ابو الحسن علی ندوی 'تاریخ دعوت و عزیمت ج ۲' ص ۱۳۹۔
(۴) ابو الحسن علی ندوی 'تاریخ دعوت و عزیمت ج ۲' ص ۳۱۲۔
(۵) الرّدُّ الوافر' ص ۱۷۔
(۶) ابو الحسن علی ندوی 'تاریخ دعوت و عزیمت ج ۲' ص ۱۵۵۔
(۷) الکواکب الدریۃ' ص ۳۳۹۔
(۸) تاریخ دعوت و عزیمت' ج ۲' ص ۳۷۵۔
(۹) تاریخ دعوت و عزیمت' ج ۲' ص ۱۵۶۔
(۱۰) ابو زہرہ مصری 'حیاتِ شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ' ص ۸۰۳۔
(۱۱) مولانا عطاء اللہ حنیف 'حیاتِ شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ' ص ۷۹۸ تا ۸۳۴۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برق 'امام ابنِ تیمیہ' ص ۱۲۹ تا ۱۵۸۔
(۱۲) ابن کثیر 'البدایۃ والنھایۃ' ج ۱۳' ص ۳۵۔
(۱۳) شبلی نعمانی 'مقالاتِ شبلی ج ۵' ص ۶۵۔
(۱۴) البدایۃ والنھایۃ' ج ۱۴' ص ۴۔
(۱۵) الکواکب الدریۃ' ص ۱۲۱۔
(۱۶) البدایۃ والنھایۃ' ج ۱۴' ص ۱۳۔
(۱۷) محمد یوسف کوکن عمری 'امام ابنِ تیمیہ۔
(۱۸) تذکرہ' مطبوعہ انارکلی کتاب گھر لاہور' ص ۱۸۵ و ۲۶۳۔

✪ ✪ ✪

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۳۵)

امام ولی الدّین خطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ

(م ۷۳۷ھ)

کتب حدیث میں مشکوۃ شریف بہت مشہور کتاب ہے اور یہ ہر عربی مدرسہ کے نصاب میں داخل ہے۔ مگر بہت کم لوگ اس کے مصنف کے حالات سے واقف ہیں۔ ذیل میں صاحب مشکوۃ کے مختصر حالات درج کیے جاتے ہیں۔

نام و نسب

محمد نام' ابو عبداللہ کنیت' ولی الدین لقب۔ لیکن خطیب تبریزی کے نام سے مشہور ہوئے۔

خاندان و وطن

آپ کا مولد و مسکن آذربائیجان کا مشہور شہر تبریز ہے جس کی نسبت سے تبریزی کہلاتے تھے۔ امیرالمؤمنین خلیفہ ثانی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے نسبی تعلق تھا جس کی وجہ سے عمری بھی کہلاتے تھے۔

اساتذہ

ان کے اساتذہ میں صرف ایک شیخ علامہ حسین بن محمد بن عبداللہ طیبی کا نام ملتا ہے جن کے ایماء اور مشورے سے آپ نے مشکوۃ المصابیح مرتب کی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں :

"طیبی نے اپنے ایک شاگرد کو امام بغوی کی مصابیح کو اس نہج پر مختصر کرنے کا حکم دیا اور اس کا نام مشکوۃ رکھا اور اس کی ایک مبسوط شرح لکھی"۔ (۱)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تلامذہ

جس طرح اساتذہ میں آپ کے صرف ایک شیخ کا نام ملتا ہے اسی طرح تلامذہ میں بھی آپ کے صرف ایک شاگرد کا نام ملتا ہے اور وہ ہیں امام الدین علی بن مبارک، جیسا کہ امام ولی اللہ محدث دہلوی" (م ۱۱۷۶ھ) اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی" (م ۱۲۳۹ھ) نے اس کی تصریح کی ہے۔ (۲)

علم و فضل

علم و فضل میں ممتاز مقام کے حامل تھے اور اس پر ان کی تصانیف شاہد ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ وہ علم و فضل اور حقائق و دقائق کا بحر بیکراں تھے۔ (۳)

زہد و ورع

زہد و ورع میں بھی اپنا جواب نہیں رکھتے تھے اور اس کا اعتراف ان کے شیخ علامہ طیبی نے بھی کیا ہے۔ وہ ان کو بقیۃ الاولیاء اور قطب الصلحاء کہا کرتے تھے۔ ملا علی قاری نے ان کو "تقی نقی" لکھا ہے۔ (۴)

فقہی مسلک

فقہی لحاظ سے وہ شافعی المذہب تھے۔ (۵)

وفات

جس طرح امام خطیب کی ولادت کا سن معلوم نہیں ہو سکا اسی طرح سن وفات کا بھی پتہ نہیں چل سکا۔ مگر یہ مسلّم ہے کہ آپ کی وفات ۷۳۷ھ کے بعد کی ہے۔ اس لیے کہ مشکوٰۃ کی ترتیب و تالیف سے آپ ۷۳۷ھ میں فارغ ہوئے تھے۔ (۶)

تصنیفات

ہو سکتا ہے کہ آپ نے کئی ایک کتابیں لکھی ہوں، لیکن آپ کی سب سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مشہور کتاب "مشکوٰۃ المصابیح" ہے۔

"مشکوٰۃ المصابیح" حدیث کی بہت اہم اور مقبول کتاب ہے۔ صحاح ستہ اور دوسری مستند کتب حدیث کا مجموعہ ہونے کی بناء پر خود بھی بہت معتبر سمجھی جاتی ہے۔ خطیب نے اس کی ترتیب اور تالیف میں امام بغوی کی مشہور کتاب "مصابیح السنۃ" پر اعتماد کیا ہے۔ مشکوٰۃ المصابیح دراصل امام بغوی کی مصابیح السنۃ کے لیے تکملہ اور ذیل کی حیثیت رکھتی ہے۔ خطیب تبریزی نے اس کو اپنے استاد علامہ طیبی کے ایماء و مشورہ سے مرتب کیا ہے۔ جیسا کہ علامہ طیبی فرماتے ہیں:

"مجھ میں اور میرے دینی بھائی محمد بن عبداللہ خطیب میں ایک مجموعۂ حدیث مرتب کرنے کا مشورہ ہوا اور طے پایا کہ مصابیح کا تکملہ لکھا جائے اور اس کو از سرنو مرتب کیا جائے۔ چنانچہ انھوں نے میری خواہش کے مطابق پوری محنت اور جانفشانی سے یہ مجموعہ مرتب کیا"۔ (۷)

گو مشکوٰۃ المصابیح مصابیح السنۃ کا تکملہ ہے تاہم اس میں کہیں کہیں حذف و اضافہ سے کام لیا گیا ہے اور اس سے دونوں کتابوں میں خاصا فرق آ گیا ہے۔ احادیث کی تعداد بھی مشکوٰۃ المصابیح میں زیادہ ہو گئی ہے۔ مولانا ضیاء الدین اصلاحی لکھتے ہیں:

"امام بغوی نے اختصار کے خیال سے سندیں حذف کر دی تھیں اور کتابوں کے حوالے بھی نہیں دیئے تھے۔ خطیب تبریزی نے حوالے بھی دیئے ہیں اور ان صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام بھی تحریر کیے ہیں جن سے حدیثیں مروی ہیں۔ اس وجہ سے ہر حدیث کا ماخذ بھی معلوم ہو جاتا ہے اور اس کی صحت و قوت اور درجہ و مرتبہ کا بھی پتہ چل جاتا ہے"۔ (۸)

اور خود خطیب تبریزی اس پر یوں روشنی ڈالتے ہیں:

"امام ابو محمد حسین بن مسعود فراء بغوی کی کتاب المصابیح اپنے موضوع پر بہت جامع کتاب ہے۔ اس میں مختلف و متفرق حدیثوں کو نہایت خوبی سے ضبط کیا گیا ہے مگر اختصار کی بناء پر سندیں حذف کر دی گئی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کچھ لوگوں نے اس پر اعتراض کیا ہے۔ حالانکہ بغوی جیسے مستند شخص کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نقل کرنا ہی سند کی حیثیت رکھتا ہے"۔ (۹)

امام بغوی نے مصابیح السنۃ کی دو فصلیں قائم کی تھیں۔ لیکن خطیب نے ترتیب بدل دی ہے۔ آپ نے دو کے بجائے تین فصلیں قائم کی ہیں۔ پہلی فصل میں امام بغوی کی طرح صحیحین کی روایتیں درج کی ہیں' دوسری فصل میں ان ائمہ کے علاوہ جن سے بغوی نے احادیث نقل کی ہیں' بعض دوسرے ائمہ فن کی کتابوں کی حدیثیں بھی شامل کر دی گئی ہیں۔ اور تیسری فصل میں' جو بغوی کے یہاں نہیں ہے' مرفوع حدیثوں کے علاوہ ابواب کی مناسبت سے آثارِ صحابہ و تابعین نقل کر کے راویوں کے نام اور کتابوں کے حوالے دیئے ہیں۔ جیسا کہ امام خطیب لکھتے ہیں:

"ترتیب و تبویب میں صاحب مصابیح کی پیروی کی گئی ہے۔ البتہ ہر باب کو عموماً تین فصلوں میں منقسم کیا گیا ہے۔ پہلی فصل میں شیخین یا ان میں سے کسی ایک کی حدیثیں جمع کی گئی ہیں۔ دوسری فصل میں ائمہ صحاح ابو داؤد' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ اور دارمی کے علاوہ جن جن سے شیخ نے روایتیں نقل کی ہیں۔ امام مالک' شافعی' احمد' دار قطنی' بیہقی اور رزین بن معاویہ وغیرہ کے مرویات بھی شامل کیے گئے ہیں۔ تیسری فصل میں مقررہ شرطوں کے مطابق اسی کے ابواب کے ہم معنی سلف و خلف سے منقول مناسب الحاقات درج ہیں"۔ (۱۰)

تیسرا فرق مصابیح السنۃ اور مشکوۃ المصابیح میں مولانا ضیاء الدین اصلاحی نے یوں واضح کیا ہے:

"صاحب المصابیح نے جن حدیثوں کی غرابت یا ضعف و نکارت کی جانب صرف اشارہ کیا ہے' صاحب مشکوۃ نے ان کی غرابت یا ضعف و نکارت کے وجوہ بھی بتا دیئے ہیں اور جن کے بارے میں انہوں نے سکوت اختیار کیا ہے' ان کے بارے میں صاحب مشکوۃ نے بھی سکوت سے کام لیا ہے۔ البتہ بعض جگہ کسی خاص مصلحت و ضرورت کے تحت بعض وضاحتیں کی ہیں۔ جیسے ان روایتوں کے سلسلہ میں جن پر کوئی طعن کیا گیا ہے۔ اور جہاں امام بغوی نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ان کے بارے میں سکوت اختیار کیا ہے تو ان کے سکوت کے باوجود امام تبریزی نے ان کی اصل حقیقت واضح کرکے یہ بتایا ہے کہ وہ حسن ہیں یا ضعیف"۔ (۱۱)

اور چوتھا فرق مصابیح السنّہ اور مشکوٰۃ المصابیح میں یہ ہے کہ جن حدیثوں کو صاحب مصابیح نے مکمل نہیں کیا امام تبریزی نے کسی خاص مصلحت کے تحت ابواب کی مناسبت سے ان کو مکمل درج کر دیا ہے۔

حذف و اختصار اس طور پر کیا گیا ہے کہ اوّلاً مصابیح کی مکرر حدیثوں کو مشکوٰۃ میں تکرار کی وجہ سے نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ ثانیاً مفصل اور طویل روایتوں کی غیر ضروری طوالت و تفصیل کو حذف کرکے مختصر روایتیں نقل کی گئی ہیں اور ثالثاً امام بغوی نے جن طویل حدیثوں کو کسی ایک ہی باب میں تحریر کیا ہے امام تبریزی نے ان کے کچھ حصے تو اسی باب میں نقل کیے ہیں مگر دوسرے حصوں کو کسی دوسرے مناسب باب میں نقل کیا ہے۔ (۱۲)

استدراک

مشکوٰۃ المصابیح میں کہیں کہیں امام بغوی پر استدراک بھی کیا گیا ہے۔ جیسا کہ امام تبریزی فرماتے ہیں :

"اگر تم کو مشکوٰۃ کی پہلی اور دوسری فصلوں میں اصل کتاب (مصابیح) سے کوئی فرق و اختلاف نظر آئے، مثلاً پہلی فصل میں شیخین کے علاوہ دیگر ائمہ حدیث کی، یا دوسری فصل میں شیخین کی روایتیں درج ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے خود بھی تحقیق و کاوش کی ہے اور حمیدی کی الجمع بین الصحیحین اور ابن اثیر کی جامع الاصول کا تتبع کرکے صحیحین کے متن پر اعتماد کیا ہے"۔ (۱۳)

اور دوسری جگہ اپنی تلاش و تفحص کا اس طرح ذکر کرتے ہیں :

"میں نے حدیثوں کی تلاش و جستجو اور تحقیق و تفتیش میں اپنے امکان بھر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پوری جِدّ و جُہد کی "۔ (۱۳)

شرح و حواشی

مشکوٰۃ المصابیح کی اہمیت و مقبولیت کا یہ بھی ثبوت ہے کہ محدثین اور علمائے فن نے اس کے ساتھ بڑا اعتناء کیا ہے اور اس کی متعدد شرحیں' تعلیقات اور حواشی لکھے گئے ہیں۔ فارسی' اردو' انگریزی اور ترکی زبانوں میں اس کے ترجمے کیے گئے ہیں۔ شروح اور حواشی کے نام یہ ہیں :

الاکمال فی اسماء الرجال : یہ رسالہ خود امام خطیب تبریزی کی تصنیف ہے۔ اس میں انہوں نے مشکوٰۃ کے رجال پر گفتگو کی ہے۔ امام صاحب نے جب یہ رسالہ لکھ کر اپنے استاد کی خدمت میں پیش کیا تو انہوں نے اس کی بہت تعریف کی۔ یہ رسالہ چھپ چکا ہے۔

الکاشف عن حقائق السُّنن : یہ علامہ طیبی استاد امام خطیب تبریزی کی تصنیف ہے۔ امام تبریزی کی اس سے بڑھ کر اور کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے کہ ان کی تصنیف کی شرح ان کے استاد نے لکھی۔ چنانچہ علامہ طیبی فرماتے ہیں :

"جب وہ مشکوٰۃ کی تالیف مکمل کر چکے تو میں اس کی شرح لکھنے کے لیے کمربستہ ہوا۔ اس میں مشکوٰۃ کے مشکل مباحث اور غریب الفاظ کو حل کیا گیا ہے اور نکات و لطائف مستنبط کیے گئے ہیں۔ نیز نحوی مشکلات اور معانی و بیان کے مسائل سے بھی بقدرِ ضرورت تعرض کیا گیا ہے۔ ان مباحث کی تحقیق کے لیے جن ائمہ فن کی کتابوں کا تتبع کیا گیا ہے ان کے حوالے بھی دیے گئے ہیں۔ حوالے کے لیے مخصوص علامتیں اور نشان مقرر کیے گئے ہیں۔ جہاں حوالے نہیں دیے گئے ہیں وہ میرے اپنے نتائج فکر ہیں۔ جو لوگ اس کو انصاف کی نظر سے دیکھیں گے وہ اس کو نہایت مختصر' جامع اور محققانہ کتاب پائیں گے۔"

شروع میں حدیث کے اصول و اصطلاحات اور اس کے اقسام و انواع نیز

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جرح وتعدیل پر مفید بحث کی گئی ہے۔[15]
یہ مشکوٰۃ کی اہم اور مفید شرح ہے اور شرح طیبی کے نام سے معروف ہے۔ ابھی تک چھپی نہیں ہے۔

حاشیۃ سید شریف : یہ حاشیہ علامہ سید شریف علی بن محمد بن علی جرجانی (م ۸۱۶ھ) کا تصنیف کردہ ہے اور حاشیہ سید شریف کے نام سے مشہور ہے۔ یہ حاشیہ ابھی تک چھپا نہیں۔اس کا ایک قلمی نسخہ خدا بخش خاں لائبریری پٹنہ میں موجود ہے۔[16]

ھدایۃ الرواۃ الی تخریج المصابیح والمشکوٰۃ : یہ حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) کی تصنیف ہے۔ اس میں مصابیح و مشکوٰۃ دونوں کی حدیثوں کی تخریج کی گئی ہے۔[17]

منہاج المشکوٰۃ : یہ شرح عبدالعزیز بن محمد بن عبدالعزیز امیری (م ۸۹۵ھ) کی تصنیف ہے۔[18]

فتح الالٰہ فی شرح المشکوٰۃ : یہ علامہ شہاب الدین احمد بن محمد بن محمد بن علی بن حجر ہیثمی شافعی (م ۹۷۳ھ) کی شرح ہے۔[19]

مرقاۃ المفاتیح : یہ مشہور شرح نامور حنفی عالم شیخ نورالدین علی بن سلطان بن محمد المعروف ملا علی قاری (م ۱۰۱۴ھ) کی شرح ہے۔ یہ شرح چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس شرح میں پہلے کی تمام شرحوں اور حواشی کے مباحث کے علاوہ دوسری مفید اور ضروری معلومات تحریر کی گئی ہیں۔ اس حیثیت سے اس کو بہت جامع اور اہم خیال کیا جاتا ہے۔

ملا علی قاری اس شرح کے متعلق خود تحریر فرماتے ہیں :

"چونکہ مشکوٰۃ المصابیح احادیث نبوی کی ایک جامع کتاب ہے، اس لیے مجھ کو اس کے مطالعہ کا شوق ہوا اور میں نے حرم کے شیوخ سے اس کو پڑھا مگران

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کے پاس کوئی صحیح اور مستند نسخہ نہ تھا اور شارحین نے محض بعض لفظوں کو ضبط کیا تھا۔ اس لیے میں نے مختلف نسخوں سے مقابلہ و تصحیح کرکے ایک صحیح نسخہ تیار کیا' پھر ایک لطیف شرح لکھی۔ اس میں الفاظ کو بھی ضبط کیا گیا ہے اور روایتوں کی فنی بحث و تحقیق کرکے ان کے معانی و مطالب کی تشریح بھی کی گئی ہے"۔ (۴۰)

انوار المشکوٰۃ : مولانا ضیاء الدین اصلاحی اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

"یہ ملا علی قاری کے بعد کسی فاضل کی تصنیف ہے۔ اس میں مشکوٰۃ کی تین فصلوں پر ایک اور فصل کا اضافہ کرکے چار فصلیں قائم کی گئی ہیں۔ چوتھی فصل میں ان سات ائمہ حمیدی' ابن اثیر' صنعانی' قضاعی' ثعلبی' نووی اور مدینی کی کتابوں سے ایسی روایتیں درج کی گئی ہیں جو مجتہدین فی المذہب کی مستدل بہا ہیں۔ اس طرح یہ مشکوٰۃ اور مرقاۃ دونوں کی شرح ہے"۔ (۴۱)

لمعات التنقیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح : یہ عربی زبان میں مشکوٰۃ کی شرح ہے۔ ہندوستان کے نامور محدث حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی (۱۰۵۲ھ) کی تصنیف کردہ ہے۔ یہ شرح دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ شیخ محدث نے فارسی میں بھی "اشعۃ اللمعات" کے نام سے شرح لکھی ہے۔ جب آپ اشعۃ اللمعات کی تصنیف میں مصروف تھے تو بعض مضامین ایسے درپیش آئے جن کی تشریح کو فارسی میں مناسب نہ سمجھا' فارسی عوام کی زبان تھی اور بعض مباحث میں عوام کو شریک کرنا مصلحت کے خلاف تھا' لہٰذا جو باتیں فارسی میں قلم انداز کردی تھیں وہ عربی میں بیان کردیں۔ فرماتے ہیں:

"در اثنا ئے مطالعہ آں سخناں رو ئے نمود کہ درج آں در شرح فارسی مناسب در نیمہ باشد و از دست د ادن آں سخناں را نیز گنجائش ندید۔ پس او شرح آں بلسانِ عربی نیز شروع نمود تاچند گاہ ہر دو شرح فارسی و عربی معًا تسوید

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یافت۔ آخر چناں گشت کہ عربی چوں اسپ تازی بیشتر رفت و تمام شد فارسی در نیمہ راہ ماند۔ چو امراز نظر ثانی بر آں مفید شد و لبییض نمود و زما نے مدبر آں گشت و مسودہ فارسی حکم نسیًا منسیًا گرفت، باز امر شد کہ فارسی نیز تمام گردد"۔ (۲۲)

اس شرح کی تکمیل ۲۴ رجب ۱۰۲۵ھ کو ہوئی۔ اس میں لغوی نحوی مشکلات اور فقہی مسائل کو نہایت عمدگی سے حل کیا گیا ہے، اور اس کے ساتھ یہ شرح گوناگوں علمی مباحث، لطیف تحقیقات اور مفید معلومات کا مجموعہ ہے۔ علاوہ ازیں احادیث سے فقہ حنفی کی تطبیق نہایت کامیابی کے ساتھ کی گئی ہے۔ خود فرماتے ہیں :

"اس شرح کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ حضرت امام شافعیؒ اصحاب الرائے میں سے ہیں اور حضرت امام ابو حنیفہؒ اصحابِ ظواہر میں سے"۔ (۲۳)

شروع میں ایک مفید و جامع مقدمہ ہے جس میں شاہ صاحب نے اصولِ حدیث کے مباحث تحریر کیے ہیں۔ یہ مقدمہ مشکوٰۃ کے متن کے ساتھ اور علیحدہ بھی شائع کیا گیا ہے۔ (۲۴) لمعات التنقیح شائع ہو چکی ہے۔ (۲۵)

أشعّة اللّمعات في شرح المشكوٰة : یہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کی فارسی زبان میں نہایت جامع اور مکمل شرح ہے۔ شیخ محدث نے یہ عظیم الشان کام ۱۰۱۹ھ مطابق ۱۶۱۰ء میں دہلی میں شروع کیا تھا اور ۱۰۲۵ھ مطابق ۱۶۱۶ء میں چھ سال کی محنت کے بعد مکمل کیا۔ کتاب کے خاتمہ پر لکھتے ہیں :

"تمّ الكتاب شكر الله سعيه واتم نعمه ووقع انفراغ من جميع الاحاديث النبوية صلى الله عليه وآله وسلم أخر يوم الجمعة من رمضان عند رؤية هلال شوال... بحمد الله"۔ (۲۶)

مشکوٰۃ کی شرح لکھنے کا خیال جن حالات میں پیدا ہوا اس کے متعلق خود فرماتے ہیں :

"بعد از رجوع از حرمین شریفین زادهما الله تشریفًا و تعظیمًا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وحصول اجازت روایت حدیث از مشائخ آن دیار شریف
چوں توفیق و تائید الٰہی تعالٰی و دستگیری کرد در خدمت
اہل علم شریف در مقام استقامت بنشاند' خواست کہ کتاب
مشکوٰۃ المصابیح راکہ دریں روزگار بسمت تداول و اشتہار
موسوم است' شرح کند' و از فوائد آنچہ کہ در کتب قوم
دیدہ و از مشائخ وقت شنیدہ یا بخاطر فاتروے رسیدہ'
بطالبان برساند"۔ (۲۷)

(حرمین سے واپسی اور وہاں کے شیوخ سے روایت حدیث ﷺ کی اجازت لینے کے بعد جب حدیث نبوی ؐ کی خدمت کی سعادت بندہ کو میسر ہوئی کہ مشکوٰۃ المصابیح کی' جس کی غیر معمولی شہرت ہے' شرح لکھی جائے' اور اس میں علماء نے اپنی کتابوں کے جو فوائد لکھے ہیں یا جو شیوخ وقت سے ہم نے سنے ہیں یا جو ہمارے دل میں ہیں' ان کو طلبہ کے سامنے بیان کر دیا جائے۔)

اشعۃ اللمعات کی تکمیل میں حضرت شاہ عبدالمعالیؒ کے تقاضوں اور دعاؤں کو بھی بڑا داخل تھا۔ ایک دفعہ شیخ لاہور تشریف لے گئے تو فرمایا: "شرح مشکوٰۃ را تمام کنید۔ ان شاء اللہ کتابے شود کہ اہل علم ہمہ ازاں مستفید شوند"۔ (۲۸)

اشعۃ اللمعات چار جلدوں پر مشتمل ہے اور مطبع نول کشور لکھنؤ سے شائع ہو چکی ہے۔ ان چار جلدوں میں مضامین کی ترتیب یہ ہے:

پہلی جلد میں علم حدیث و محدثین پر ۳۹ صفحات کا ایک مقدمہ ہے' جس میں علم حدیث اور اقسام حدیث پر عالمانہ اور بصیرت افروز انداز میں تبصرہ کیا گیا ہے' اور امام بخاریؒ' امام مسلمؒ' امام مالکؒ' امام شافعیؒ' امام احمد بن حنبلؒ' امام ابو داؤد سجستانیؒ' امام ترمذیؒ' امام نسائیؒ' امام ابن ماجہؒ' امام دارمیؒ' امام دار قطنیؒ' امام بیہقیؒ' امام رزینؒ' امام نوویؒ' امام ابن جوزیؒ کے حالات مختصراً لکھے گئے ہیں۔ اس کی افادیت کے پیش نظر اس کو علیحدہ بھی شائع کیا گیا ہے۔ (۲۹)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس مقدمہ کے علاوہ پہلی جلد میں مشکوٰۃ کی مندرجہ ذیل پانچ کتابوں کا ترجمہ ہے : ۱۔ کتاب الایمان ۲۔ کتاب العلم ۳۔ کتاب الطہارۃ ۴۔ کتاب الصلوٰۃ ۵۔ کتاب الجنائز۔

دوسری جلد میں چھ کتابیں ہیں : ۱۔ کتاب الزکوٰۃ ۲۔ کتاب الصوم ۳۔ کتاب فضائل القرآن ۴۔ کتاب الاموات ۵۔ کتاب اسماء اللہ تعالیٰ ۶۔ کتاب المناسک۔

تیسری جلد میں مندرجہ ذیل کتابیں ہیں : ۱۔ کتاب البیوع ۲۔ کتاب العتق ۳۔ کتاب الحدود ۴۔ کتاب الامارات والقضاء ۵۔ کتاب الجہاد ۶۔ کتاب الصید والذبائح ۷۔ کتاب الاطعمہ ۸۔ کتاب اللباس ۹۔ کتاب الطب والرقی۔

چوتھی جلد میں دو کتابیں ہیں : ۱۔ کتاب الآداب ۲۔ کتاب الفتن۔

چار جلدیں ۲۶۵۵ صفحات پر مشتمل ہیں اور شیخ نے مشکوٰۃ کی شرح کا پورا حق ادا کیا ہے [۳۰]۔ لغات و مطالب کو عمدہ طور پر حل کیا گیا ہے۔ یہ شرح مفید معلومات کا ذخیرہ ہے' اور فقہ حنفی کے مسائل کی وضاحت کے سلسلہ میں یہ بہت عمدہ شرح ہے۔[۳۱]

اشعة اللمعات کے قلمی نسخے حبیب گنج (علی گڑھ)' اسلامیہ کالج پشاور' ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ' برٹش میوزیم' بانکی پور اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں موجود ہیں۔ ان سب نسخوں میں حبیب گنج کا نسخہ سب سے زیادہ قدیم اور قابل قدر ہے۔ اس کے خاتمے پر مصنف کے دست مبارک سے یہ عبارت درج ہے:

"تمام شد تسوید ایں کتاب عشیۂ یوم الاربعاء بیست و چہار ربیع الآخر سنہ ہزار و بیست و پنج از ہجرت سید المرسلین و خاتم النبیین ﷺ و آلہ و اصحابہ واتباعہ اجمعین' و بود ابتداء تالیف سیزدہم ذی الحجہ سنہ یک ہزار و نود و دو بہ تحقیق در آمد درمیان مشاغل دیگر از تالیفات دیگر کہ مجموع سہ سال و کسرے باشد' و تمام شد در خانقاہ قادریہ' در دہی کہ ایں بندہ خدمت می کند۔ اور اجاروب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(می کشد) می افروزد چراغ آں را۔ دبود ابتداء و ختم دریک مکان گویا در مجلس واحد تمام شد۔ مقصود بیان توفیق الٰہی ست سبحانہ واعطائے وے استقامت مرا' و تخصیص وے تعالیٰ بندۂ مسکین را بسلامت و عافیت۔ الحمدللّٰہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً حررت ہذہ الاسطر علی ید مؤلفه الفقیر الحقیر عبدالحق بن سیف الدین القادری الدهلوی البخاری۔ ضحوہ یوم الجمعة ۱۰۵۹ھ۔ و آخر دعوانی الحمدللّٰہ رب العالمین [۳۲]

جامع البرکات منتخب شرح مشکوٰۃ : حضرت شیخ نے اپنی شرح مشکوٰۃ کا دو جلدوں میں خلاصہ کیا ہے۔

فہرس التوالیف میں اس کے متعلق فرماتے ہیں :

"مجموع آمدہ است شامل فوائد کثیرہ و عوائد عزیزہ دریں باب یک دو متن حدیث ذکر کردہ' در باقی احادیث بر مضامین آں اقتصار کردہ و اختصار نمودہ شدہ است"۔ [۳۳]

اسماء الرجال و الرواۃ المذکورین فی کتاب المشکوٰۃ : یہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تصنیف ہے۔ اس میں مشکوٰۃ کے سب راویانِ حدیث کے نام یک جا کر دیئے گئے ہیں۔ شروع میں خلفائے راشدین کا ایک طویل تذکرہ ہے۔ اس کے بعد اہل بیت کا حال ہے۔ پھر راویانِ حدیث کے حالات حروف تہجی کی ترتیب سے لکھے گئے ہیں۔ "اسماء الرجال و الرواۃ المذکورین فی کتاب المشکوٰۃ" کا ایک قلمی نسخہ بانکی پور کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ یہ کتاب ابھی چھپی نہیں ہے۔ [۳۴]

الرحمة المهداة الٰی من یرید زیادة العلم علٰی احادیث المشکوٰة (عربی) : یہ محی السنہ نواب صدیق حسن خان رئیس بھوپال (م ۱۳۰۷ھ) کی تصنیف ہے۔ صاحبِ مشکوٰۃ امام خطیب تبریزی نے ہر باب کو تین

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ نواب صاحب نے ہر فصل کے بعد چوتھی فصل کی احادیث کا اضافہ کیا ہے۔(۳۵)

شرح مشکوٰۃ: مرتبہ شیخ عبدالعزیز کاہالی سندھی

شرح مشکوٰۃ: مصنفہ شیخ محمد سعید فاروقی سرہندی بن احمد۔

ذریعة النجاة شرح مشکوٰۃ: مصنفہ شیخ عبدالنبی شطاری گجراتی بن عبداللہ۔

زینة النکات شرح مشکوٰۃ: مصنفہ سید محمد گجراتی بن جعفر الحسینی۔

شرح مشکوٰۃ: مرتبہ شیخ طیب سندھی برہانپوری بن ابو طیب۔

شرح مشکوٰۃ بزبانِ فارسی: یہ شرح چار جلدوں میں ہے۔ اور یہ شرح ۲ شوال ۹۹۳ھ کو مکمل ہوئی۔ اس شرح میں درج ذیل خصوصیات ہیں:

۱۔ ضمائر کے مرجعوں کی وضاحت ۲۔ کلمات محذوفہ کا اعادہ ۳۔ مبہم کی وضاحت ۴۔ مقدر کی وضاحت ۵۔ تخصیص و تعمیم کی وضاحت ۶۔ شرح کا متن سے ربط ۷۔ ترکیب نحوی ۸۔ ہر باب و فصل کی احادیث کی تعداد کا تعین ۹۔ ہر کلمہ کے متعلقات کا بیان۔ ۱۰۔ کلام غیر مکمل کی تکمیل ۱۱۔ زبان سہل فارسی ہے۔

نجوم المشکوٰۃ شرح مشکوٰۃ (عربی): مرتبہ شیخ محمد صدیق۔

شرح مشکوٰۃ: مرتبہ شیخ محمد نعیم جون پوری بن محمد فائض۔

طریقة النجاة: مشکوٰۃ شریف کی احادیث کا ترجمہ، مصنفہ مولانا محمد ابراہیم آروی (م ۱۳۲۰ھ) بن عبدالعلی۔(۳۶)

التعلیق الصبیح علی مشکوٰۃ المصابیح: یہ مولانا محمد ادریس کاندھلوی مرحوم کی تصنیف ہے اور اس کی چار نامکمل جلدیں ۱۳۵۴ھ میں دمشق سے شائع ہوئیں۔(۳۷)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تنقیح الرواۃ فی تخریج احادیث المشکوٰۃ (عربی): اس کا ابتدائی حصہ مولانا سید احمد حسن دہلوی (م ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۹۲۰ء) تلمیذ شیخ الکل حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۹۰۲ء) نے لکھا۔ اور کتاب الزکوٰۃ سے لے کر آخر تک مولانا ابو سعید شرف الدین محدث دہلوی (م ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۹۶۱ء) نے لکھا۔ [۳۸]

اس کی پہلی جلد مولانا حافظ ڈپٹی نذیر احمد دہلوی مرحوم کی نگرانی میں دہلی سے شائع ہوئی۔ دوسری جلد کا مسودہ ڈپٹی صاحب مرحوم نے مطبع مجتبائی دہلی کو طباعت کے لیے دیا تھا کہ گم ہوگیا۔ مولانا ابو سعید شرف الدین کو اس کا سخت صدمہ ہوا۔

۱۹۵۸ء میں مطبع مجتبائی دہلی والوں کا سامان دہلی سے کراچی منتقل ہوا تو اس سامان میں یہ مسودہ بھی تھا۔ جماعت اہل حدیث کے ممتاز عالم اور محقق حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف مرحوم مدیر الاعتصام لاہور کو جب اس کی اطلاع ملی تو آپ نے صرف زرِ کثیر سے یہ مسودہ حاصل کیا۔ اس کا کچھ حصہ بوسیدہ اور کرم خوردہ تھا، جسے مولانا شرف الدین نے لکھا تھا۔ مولانا عطاء اللہ نے اس کو دوبارہ بڑی محنت اور جانفشانی سے ایڈٹ کیا۔ مولانا کا یہ علمی کارنامہ ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ جلد ثالث مولانا عطاء اللہ حنیف کی تحقیق و تنقیح اور جلد رابع حافظ صلاح الدین یوسف اور حافظ نعیم الحق نعیم کی تحقیق و تنقیح سے شائع ہو چکی ہے۔

مشکوٰۃ مع حاشیہ و تعلیق: ۱۳۸۰ھ میں ابو بکر شاویس نے مشکوٰۃ کا متن کئی نسخوں سے مقابلہ و تصحیح کر کے ناصر الدین البانی کے حواشی و تعلیقات کے ساتھ دمشق سے شائع کیا ہے۔ مولانا ضیاء الدین اصلاحی لکھتے ہیں:

> "اس میں حدیثوں پر دو طرح کے نمبر دیئے گئے ہیں۔ ایک تو کتاب کی مسلسل حدیثوں کے لحاظ سے اور دوسرے ابواب کی حدیثوں کی تعداد ظاہر کرنے کے لیے۔ حواشی میں حدیث کے غریب اور مشکل الفاظ اور وضاحت طلب امور کی تشریح کے علاوہ صاحب مشکوٰۃ کی مسامحتوں کا بھی ذکر ہے۔ مثلاً غلط

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حوالوں کی تصحیح کی گئی ہے اور جہاں سرے سے حوالے نہیں دیئے گئے ہیں وہاں حوالوں کی تخریج کی گئی ہے۔ جہاں ایک ہی حوالہ تحریر کیا گیا ہے وہاں مزید دوسرے حوالے بھی تحریر کیے گئے ہیں۔ بعض جگہ مشکوۃ میں دو حوالے دے کر الفاظ کو ان میں سے کسی ایک سے متعلق کیا گیا ہے' لیکن محشی نے اس کے بجائے دوسری کتاب کے الفاظ بتائے ہیں۔ بعض حدیثوں کو مشکوۃ میں مرفوع' متصل اور مسند بتایا گیا ہے' لیکن حاشیہ میں ان کے موقوف' منقطع اور مرسل ہونے کا ذکر ہے۔ اسی طرح اس میں جن کو موقوف وغیرہ کہا گیا ہے اس میں ان کے برعکس ہونے کی تصریح کی گئی ہے۔ اسی طرح مشکوۃ میں اگر امام ترمذی کی روایتیں نقل کرکے ان کی تصحیح و تحسین یا تضعیف وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے تو اس میں یہ کمی پوری کردی گئی ہے۔ جن حدیثوں کو مصنف نے ناکمل نقل کیا ہے محشی نے اس کو مکمل نقل کر دیا ہے۔ جن حدیثوں کے بعض الفاظ اور ترجمے نقل ہونے سے رہ گئے ہیں یا ان میں کسی طرح کا تغیر ہو گیا ہے تو حاشیہ میں ان کو اصل کے مطابق ٹھیک ٹھیک نقل کیا گیا ہے۔ اسی طرح جن حدیثوں کی سندیں ضعیف نقل ہوئی ہیں ان کے یا تو صحیح طرق بیان کیے گئے ہیں یا ان کی تقویت کے لیے شواہد و متابعات بھی ذکر کردیے گئے ہیں۔"

یہ خوبصورت اور دیدہ زیب ایڈیشن تین جلدوں پر مشتمل ہے اور اس میں کئی فہرستیں بھی دی گئی ہیں۔ شروع میں امام بغوی (صاحب المصابیح) اور امام تبریزی (صاحب مشکوۃ المصابیح) کے حالات قلم بند کیے گئے ہیں' اور دونوں کتابوں (مصابیح و مشکوۃ) پر مختصراً تبصرہ بھی ہے۔ (۳۹)

<u>زجاجة المصابيح</u> : یہ مولانا سید ابوالحسنات عبداللہ شاہ حیدر آبادی کی تصنیف ہے۔ اس کو مشکوۃ ہی کی طرز پر فقہی ابواب کے لحاظ سے مرتب کیا گیا ہے اور عموماً کتب و ابواب بھی اس سے لیے گئے ہیں۔ البتہ مشکوۃ میں جہاں عنوانات میں شافعی مسلک کی رعایت کی گئی ہے وہاں اس میں فقہ حنفی کی رعایت مدِ نظر رکھی گئی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ ساتھ ہی حواشی میں حدیثوں کی مختصر تشریح بھی کی گئی ہے۔ یہ کتاب عربی میں ہے اور اس کا اُردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ (۳۰)

شرح مشکوٰۃ (عربی) : استاذ العلماء حضرت العلام مولانا حافظ محمد گوندلوی (م ۱۹۸۵ء) سابق امیر جمعیت اہل حدیث۔ آپ نے مشکوٰۃ کی شرح لکھنی شروع کی تھی مگر کتاب العلم تک ہی لکھ سکے کہ اس کے بعد یہ سلسلہ رک گیا۔

مرعاۃ المفاتیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح : یہ شرح جمعیت اہلحدیث ہند کے ممتاز عالم و محدث مولانا ابوالحسن عبیداللہ رحمانی مبارک پوری کی تصنیف ہے۔ مولانا عبیداللہ رحمانی مشہور اہل حدیث عالم مولانا عبدالسلام مبارک پوری (م ۱۳۴۲ھ مطابق ۱۹۲۴ء) صاحب سیرۃ البخاری کے صاحبزادے تھے۔ محرم ۱۳۲۷ھ میں مبارک پور ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی عربی و فارسی کی کتابیں اپنے والد ماجد مولانا عبدالسلام سے پڑھیں۔ ان کے علاوہ آپ کے اساتذہ میں مولانا غلام یحییٰ کان پوری، مولانا احمد اللہ امرتسری، مولانا حافظ عبدالرحمن اور مولانا ابوالعلیٰ عبدالرحمن محدث مبارک پوری صاحب تحفۃ الاحوذی فی شرح جامع الترمذی (م ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹۳۹ء) کے نام قابل ذکر ہیں۔

تکمیل تعلیم کے بعد شیخ عطاء الرحمن کے مدرسہ رحمانیہ دہلی میں مدرس مقرر ہوئے۔ انہی دنوں مولانا عبدالرحمن مبارک پوری صاحب تحفۃ الاحوذی مکفوف البصر ہو گئے تھے اور آپ کی اپنی شرح تحفۃ الاحوذی کی تکمیل کے سلسلہ میں ایک ایسے لائق عالم و فاضل کی اعانت کی ضرورت تھی جو فنون حدیث سے خاص مناسبت اور ادب سے ذوق رکھتا ہو۔ چنانچہ مولانا عبدالرحمن مرحوم کی نظر آپ پر پڑی۔ شیخ عطاء الرحمن صاحب مہتمم مدرسہ رحمانیہ نے آپ کو مبارک پور بھیج دیا اور آپ کی ملازمت کو بحال رکھا۔ چنانچہ آپ نے دو سال مولانا عبدالرحمن صاحب کے ساتھ بطور معاون رہ کر تحفۃ الاحوذی کی آخری دو جلدوں کی تکمیل کی۔ (۳۱)

مرعاۃ المفاتیح کی اب تک ۹ جلدیں شائع ہوئی ہیں، جن میں سے آٹھ جلدیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بنارس سے شائع ہوئی ہیں اور ایک جلد مکتبہ سلفیہ لاہور کے زیر اہتمام شائع ہوئی ہے۔ مولانا ضیاء الدین اصلاحی لکھتے ہیں:

"اس شرح میں پہلے کی اکثر شرحوں کا خلاصہ آگیا ہے۔ لائق شارح نے حدیثوں کی مفصل تشریح کرکے ان کے معانی و مطالب کی پوری وضاحت کی ہے۔ اس ضمن میں محدثین پر طعن و تشنیع کرنے' منکرین حدیث اور حدیثوں سے غلط نتائج مستنبط کرنے والوں کا جواب بھی دیا گیا ہے اور ان کے نقض و تضاد کو بھی رفع کیا گیا ہے۔ فقہی اختلافات نقل کرکے اور ائمہ فقہ و اجتہاد کے مذاہب و دلائل بیان کرکے مرجح و قوی مسلک کی تعیین کی گئی ہے۔ شارح نے عموماً محدثین کے مذہب کی تصویب کی ہے' اور مرجوح اقوال پر بعض جگہ رد و کد بھی کی ہے۔ حدیثوں کی مشکلات اور لغوی و نحوی مسائل کو حل کرنے پر خاص دھیان دیا گیا ہے۔ ان پر نقد و بحث کرکے ان کے درجہ و مرتبہ اور قوت و ضعف کی وضاحت بھی کی گئی ہے۔ رواۃ کے مختصر ترجے اور بلاد و اماکن کے متعلق ضروری معلومات تحریر کی گئی ہیں۔ مشکوۃ کی پہلی اور تیسری فصل میں صحیحین کی جو حدیثیں نقل کی گئی ہیں اگر ان کی تخریج دوسرے محدثین نے بھی کی ہے تو اس کا ذکر بھی کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح دوسری حدیثوں کی فصل کے لیے جو حوالے دیئے گئے ہیں اگر ان کی تخریج ان کے علاوہ دوسرے محدثین نے بھی کی ہے تو ان کی تصریح کر دی گئی ہے۔ جہاں مصنف نے حوالے تحریر نہیں کئے وہاں حوالوں کی تخریج کی گئی ہے۔ اگر مصنف سے الفاظ حدیث نقل کرنے میں کوئی مسامحت ہوئی ہے تو اس کی تصحیح کر دی گئی ہے۔ یا اگر انہوں نے صحیحین کی جو حدیثیں پہلی فصل کے بجائے دوسری فصل میں اور دوسرے محدثین کی حدیثیں دوسری کے بجائے پہلی فصل میں بیان کی ہیں تو ان پر تنبیہہ کی گئی ہے اور جن حدیثوں کو مصنف نے مختصر نقل کیا ہے ان کا پورا متن اس میں نقل کر دیا گیا ہے۔ مسلسل حدیثوں پر نمبر دیئے گئے ہیں۔ ابواب کی حدیثوں میں علیحدہ نمبر بھی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گئے ہیں۔ شروع میں کئی مفصل فہرستیں اور ایک مقدمہ ہے۔ اس میں اصولِ حدیث پر عالمانہ گفتگو کی ہے۔ (۴۲)

مظاہر حق : یہ اُردو میں مشکوٰۃ کا ترجمہ اور اس کی شرح ہے۔ ترجمہ کی ابتداء شاہ محمد اسحاق دہلوی (م ۱۲۶۲ھ) نے کی (۴۳)، مگر پھر ان کے ایماء اور مشورہ پر مولانا قطب الدین خان دہلوی (م ۱۲۸۹ھ) نے اس کو شرح کی شکل دی۔ اردو میں ہونے کی وجہ سے اس شرح سے عوام کو بڑا فیض پہنچا۔ (۴۴)

یہ شرح کئی بار چھپ چکی ہے۔ مطبع نو لکشور سے بھی شائع ہوئی۔ اور اب لاہور سے شیخ غلام علی اینڈ سنز نے بھی شائع کی ہے۔

مظاہر حق کی زبان و طرز بیان کی قدامت کی بناء پر دار العلوم دیوبند کے بعض فضلاء نے اس کو موجودہ دور کی سہل اور سلیس زبان میں "معارفِ مشکوٰۃ" کے نام سے شائع کیا ہے۔ پہلی جلد ۱۹۶۰ء میں شائع ہوئی۔ شروع میں اصولِ حدیث کے مسائل و مباحث پر ایک مقدمہ بھی ہے۔ (۴۵)

ترجمہ مشکوٰۃ المصابیح (اُردو) : از مولانا حافظ محمد ابو الحسن مرحوم سیالکوٹی۔ (۴۶)

انوار المصابیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح (اُردو) : از مولانا عبد السلام بستوی (م ۱۳۹۴ھ) (۴۷)

ترجمہ مشکوٰۃ المصابیح (اُردو) : از مولانا عبد الاوّل غزنوی (م ۱۳۱۳ھ)۔ یہ مشکوٰۃ شریف کا بین السطور ترجمہ ہے اور اس کے ساتھ مختصر حاشیہ ہے۔ چار جلدوں میں ہے۔ سب سے پہلے یہ کتاب امرتسر سے طبع ہوئی۔ اب دوبارہ جامعہ اثریہ سانگلہ ہل سے طبع ہوئی ہے۔

ترجمہ اُردو مشکوٰۃ المصابیح : از مولانا محمد اسماعیل سلفی سابق امیر جمعیت اہلحدیث پاکستان (م ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۹۶۸ء)۔ پہلی جلد مولانا محمد اسماعیل کے قلم سے ہے اور باقی تین جلدوں کا ترجمہ مولانا سلیمان کیلانی نے کیا ہے۔ چاروں جلدیں مطبوعہ ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

، سلطات التنقیح (اردو) شیخ الادب مولانا محمد صادق خلیل پانچ جلدوں میں فیصل آباد سے شائع ہوئی ہے۔ (۳۸)

☆ ☆ ☆

حواشی

(۱) الدُّرر الکامنۃ' ج ۲' ص ۶۹

(۲) اتحاف النبیہ' ص ۷۹' عجالۃ نافعۃ' ص ۶۳۔

(۳) مقدمۃ مشکوٰۃ المصابیح ابو بکر شادیش

(۴) ایضًا

(۵) تذکرۃ المحدثین' ج ۲' ص ۳۵۳۔

(۶) ایضًا

(۷) کشف الظنون' ج ۲' ص ۳۴۳۔

(۸) تذکرۃ المحدثین' ج ۲' ص ۳۵۳۔

(۹) دیباچہ مشکوٰۃ (۱۰) ایضًا

(۱۱) تذکرۃ المحدثین' ج ۲' ص ۳۵۶۔ (۱۲) ایضًا۔

(۱۳) دیباچہ مشکوٰۃ۔ (۱۴) ایضًا۔

(۱۵) کشف الظنون ۲/۳۴۳ بحوالہ تذکرۃ المحدثین ۲/۳۵۸۔

(۱۶) تذکرۃ المحدثین' ج ۲' ص ۳۵۸۔ (۱۷) ایضًا

(۱۸) تذکرۃ المحدثین' ج ۲' ص ۳۵۹۔ (۱۹) ایضًا

(۲۰) فہرست کتب خانہ خدیو مہ مصر بحوالہ تذکرۃ المحدثین' ج ۲' ص ۳۵۹۔

(۲۱) تذکرۃ المحدثین' ج ۲' ص ۳۶۰۔

(۲۲) حیاتِ شیخ عبدالحق محدث دہلوی' ص ۱۶۸

(۲۳) ایضًا' ص ۱۶۹۔ (۲۴) ایضًا

(۲۵) ایضًا۔ (۲۶) ایضًا

(۲۷) ایضًا۔ (۲۸) ایضًا ص ۱۶۵

(۲۹) ۱۳۰۵ھ میں اعظم پریس جون پور سے شائع ہوئی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۳۰) حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی 'ص ۱۶۵۔
(۳۱) تذکرۃ المحدثین 'ج ۲'ص ۳۶۱۔
(۳۲) حیاتِ شیخ عبدالحق محدث دہلوی 'ص ۱۶۷۔
(۳۳) ایضاً۔ (۳۴) ایضاً۔
(۳۵) ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات 'ص ۳۶۔
(۳۶) جماعت اہلحدیث کی تصنیفی خدمات 'ص ۵۷۔
(۳۷) تذکرۃ المحدثین 'ج ۲'ص ۳۶۲۔
(۳۸) تراجم علمائے حدیث ہند 'ص ۱۸۲۔
(۳۹) تذکرۃ المحدثین 'ج ۲'ص ۳۶۳۔
(۴۰) تذکرۃ المحدثین 'ج ۲'ص ۳۶۳
(۴۱) تراجم علمائے حدیث ہند 'ص ۳۰۷۔
(۴۲) تذکرۃ المحدثین 'ج ۲'ص ۳۶۳۔
(۴۳) ایضاً'ص ۳۶۳۔ (۴۴) ایضاً۔ (۴۵) ایضاً۔
(۴۶) ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات 'ص ۴۵۔
(۴۷) اسلامی خطبات 'ج ۱'ص ۲۔
(۴۸) اہل حدیث لاہور (خدمات نمبر ۱'ص ۱۸۶)

○ ○ ○

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۳۶)

حافظ ابنِ قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ

(۶۹۱ھ — ۷۵۱ھ)

شیخ الاسلام حافظ ابنِ تیمیہؒ (م ۷۲۹ھ) کے تلامذہ و مستفیدین کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ حافظ ابنِ قیمؒ امام ابنِ تیمیہؒ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے اور انہیں سولہ سال امام صاحب کی مصاحبت حاصل رہی۔

نام ونسب اور ولادت

نام شمس الدین محمد، ابو عبداللہ کنیت، والد کا نام ابوبکر بن ایوب تھا۔

۷ صفر المظفر ۶۹۱ھ کو دمشق میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ابوبکر بن ایوب مدرسہ جوزیہ کے قیم تھے۔ اس لیے ابنِ قیم کہلائے۔[1]

ابتدائی تعلیم

حافظ ابنِ قیم نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ بعدازاں جملہ علومِ اسلامیہ یعنی تفسیر، حدیث، فقہ، اصولِ فقہ، تاریخ، رجال، ادب، معانی، لغت، عربیت اور صرف و نحو کی تعلیم ہر صاحبِ فن استاد سے حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں شیخ الاسلام حافظ ابنِ تیمیہؒ (۷۲۸ھ) کا نام بہت ممتاز ہے جن کی شاگردی میں آپ نے ۱۶ سال گزارے اور تمام علومِ اسلامیہ میں دسترس حاصل کی۔ حافظ ابنِ کثیرؒ (م ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں کہ:

"جب ابنِ تیمیہؒ ۷۱۲ھ میں مصر سے واپس آئے تو حافظ ابنِ قیم نے ان کی ایسی صحبت اور رفاقت اختیار کی کہ ان کے انتقال تک ساتھ نہ چھوڑا۔"[2]

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علمی مرتبہ

حافظ ابنِ قیمؒ کا علمی مرتبہ بہت بلند تھا۔ تمام علومِ اسلامیہ میں مہارتِ تامہ حاصل تھی اور تمام علومِ اسلامیہ پر ان کی نگاہ گہری تھی۔ علمِ تفسیر میں ان کی ژرف نگاہی مسلّم تھی۔ حافظ شمس الدین ذہبی (م ۷۴۸ ھ) لکھتے ہیں :

"حافظ ابنِ قیم بالخصوص تفسیر و حدیث و رجال کی طرف بڑی توجہ تھی۔ وہ فقہ کے مطالعہ میں ہی مشغول رہتے تھے اور اس کے مسائل کو بڑی شرح و بسط سے لکھتے تھے۔ نحو کی تدریس' اصولِ فقہ اور اصولِ حدیث میں اچھی مہارت تھی"۔ (۳)

حافظ ابنِ رجب حنبلی (م ۷۹۵ ھ) لکھتے ہیں :

"حافظ ابنِ قیم کو تمام علومِ اسلامیہ میں دخل تھا' لیکن تفسیر میں ان کی نظیر نہیں ملتی۔ اصولِ دین میں بھی وہ درجۂ کمال کو پہنچے ہوئے تھے۔ حدیث' فقہ حدیث اور دقائق استنباط میں ان کا کوئی ہمسر نہیں تھا۔ علم سلوک اور اہل تصوف کے ارشادات و دقائق پر بھی وسیع نظر تھی۔ میں نے قرآن و سنّت کے معانی اور حقائق ایمانی کا ان سے بڑا عالم نہیں پایا۔ وہ معصوم تو نہ تھے لیکن میں نے ان خصوصیات میں ان جیسا آدمی نہیں دیکھا"۔ (۴)

خصائص

حافظ ابنِ قیم گوناگوں خصائص کے مالک تھے۔ نرم مزاج اور قوی الخلق تھے۔ اپنے استاد شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ (م ۷۲۸ ھ) سے انہوں نے علم' اخلاص اور ایمان کی دولت حاصل کی تھی۔ لیکن مزاج میں تیزی نہ تھی۔ حافظ ابنِ کثیرؒ جو اُن کے مخلص دوست اور رفیق درس تھے' بیان کرتے ہیں کہ :

"حافظ ابنِ قیم بڑی خوبیوں کے آدمی تھے۔ محبت سب سے' حسد کسی سے بھی نہیں۔ نہ کبھی کسی کے درپے آزار ہوئے' نہ کسی کی عیب چینی کی۔ میں اکثر اُن کے ساتھ رہا' وہ مجھ سے محبت کا برتاؤ کرتے تھے۔ مجھے نہیں معلوم کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہمارے زمانہ میں کوئی شخص ان سے زیادہ عبادت گزار رہا ہو۔ ان کی نماز بڑی طویل ہوتی تھی' رکوع اور سجود خاصے لمبے ہوتے تھے۔ بہت سے دوست اور ساتھی اس پر کبھی کبھی انہیں ملامت بھی کرتے تھے' لیکن انہوں نے کبھی جواب نہ دیا' نہ اس معمول کو ترک کیا"۔ (۵)

مولانا محمد یوسف کوکن عمری لکھتے ہیں:

"حافظ ابنِ قیم اپنی مذہبی شدت کے باوجود نہایت خلیق اور متواضع تھے۔ ان میں اپنے استاد (شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ) کی سی حدت اور شدت نہیں تھی۔ مخالفین کے ساتھ وہ اچھی طرح پیش آتے تھے۔ اس وصف میں وہ اپنے استاد سے بالکل ممتاز تھے۔ اس لیے مخالفین بھی ان کی قدر و منزلت کرتے تھے"۔ (۶)

زہد و عبادت

حافظ ابنِ قیم زہد و عبادت میں اپنی مثال آپ تھے۔ دن رات درس و تدریس' ذکر و اذکار اور تلاوتِ قرآنِ مجید میں بسر کرتے۔ تواضع' انکسار اور حسن خلق میں ممتاز مقام کے حامل تھے۔ حافظ ابنِ رجب (م ۷۹۵ ھ) لکھتے ہیں:

"حافظ ابنِ قیم کثیر العبادات اور بڑے شب بیدار تھے۔ ان کی نماز بڑی طویل ہوتی تھی۔ وہ ہر وقت ذکر و مشاغل میں لگے رہتے۔ اور ان میں محبت الٰہی اور انابت کی ایک خاص کیفیت تھی۔ ان کے چہرے پر بارگاہِ خداوندی کی طرف فقر و احتیاج اور عجز و انکساری کا نور نظر آتا تھا۔ اس کیفیت میں ہیں نے ان کو منفرد پایا"۔ (۷)

ابتلاء و آزمائش

حافظ ابنِ قیم بھی اپنے استاد شیخ الاسلام حافظ ابنِ تیمیہؒ (م ۷۲۸ ھ) کی طرح ابتلاء و آزمائش اور مجاہدات کی منازل سے گزرے۔ ان کو بہت ایذا دی گئی۔ اونٹ پر سوار کر کے شہر میں تشہیر کی گئی' درے مارے گئے' اور اپنے استاد ابنِ تیمیہؒ کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتھ جیل بھی گئے۔ آپ کا جرم یہ تھا کہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر کی زیارت کے لیے شدِّ رحال کے قائل نہ تھے۔[۸] حافظ ابنِ قیم کی رہائی اس وقت عمل میں آئی جب جیل میں شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ کا انتقال ہوا۔ حافظ ابنِ قیم ایامِ اسیری میں تلاوتِ قرآنِ مجید اور اس کے معانی و مطالب میں مشغول رہے۔ حافظ ابنِ رجب (م ۷۹۸ ھ) لکھتے ہیں :

"ففتح عليه من ذلك كثير وحصل له جانب عظيم من الاذواق المواجيد الصحيحة وتسلط بسبب ذلك على الكلام في علوم اهل المعارف والدخول في غوامضهم وتصانيفه ممتلئة بذلك"[۹]

(اس سے ان کو بڑا نفع حاصل ہوا۔ ان کو اذواق و مواجید صحیحہ کا ایسا حصہ ملا جس سے اہل معارف کے علوم اور ان کے غوامض و دقائق کا سمجھنا اور سمجھانا ان کے لیے آسان ہوگیا۔ ان کی تصنیفات ان مضامین سے لبریز ہیں۔)

پروفیسر ابو زہرہ مصری (م ۱۹۶۰ء) لکھتے ہیں :

"جب امام ابنِ تیمیہؒ کو طلاق اور شد رحال کے مسائل کے بارے میں فتوؤں کی بنا پر آخری مرتبہ قید کیا گیا تو آپ کے بعض شاگردوں کو بھی نشانہ ستم بنایا گیا۔ آپ کے بعض شاگردوں کو سزا بھی دی گئی۔ بعض بھاگ نکلے اور بعض کو عرصہ دراز تک قید و بند کی صعوبتوں میں ڈال دیا گیا۔ حافظ ابنِ قیم اسی گروہ میں شامل تھے۔ آپ کے سوا دوسرے شاگردوں کو رہائی ملی، لیکن ابنِ قیم امام ابنِ تیمیہ کے انتقال پر رہا ہوئے"۔[۱۰]

امام ابنِ تیمیہؒ کی جانشینی

حافظ ابنِ قیم شیخ الاسلام کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ ۱۶ سال آپ نے استاد کی مصاحبت میں گزارے، جیل میں بھی ان کے ساتھی رہے، اس لیے آپ صحیح طور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پر علوم ابنِ تیمیہؒ کے حامل' مرتب اور ناشر تھے۔ حافظ ابنِ کثیر لکھتے ہیں :

"ابنِ قیمؒ نے امام ابنِ تیمیہؒ سے علم حاصل کیا۔ دن رات طلب علم کی دُھن تھی' لہٰذا متعدد علوم و فنون میں یگانہ روزگار بن گئے"۔[11]

پروفیسر ابو زہرہ مصری (م ۱۹۶۰ء) لکھتے ہیں :

"ابنِ قیمؒ صحیح معنوں میں علمِ ابنِ تیمیہؒ کے حامل تھے۔ آپ نے استاد کے علم کو بڑھانے' پھیلانے اور اس کی توسیع و اشاعت میں غیر معمولی حصہ لیا۔ اسی کی طرف انہوں نے دعوت دی' اسی کی جانب سے دفاع کیا' اور اسی کی تائید کے لیے تحقیق و تنقیح کی پوری کوشش کی۔ جس چیز کی نشر و اشاعت پر انہوں نے زیادہ توجہ دی وہ فقہ ابنِ تیمیہ تھی۔ مسئلہ طلاق پر انہوں نے ابنِ تیمیہ کے افکار و آراء کی خوب پشت پناہی کی۔ ابنِ قیم ہر لحاظ سے ابنِ تیمیہؒ کے وفادار جانشین تھے۔ آپ نے اپنے استاد کے طرزِ نگارش کو اپنایا اور آپ نے اپنے استاد کے فتاویٰ اور اصول کی پوری حمایت کی"۔[12]

حافظ ابنِ قیمؒ کا مسلک

حافظ ابنِ قیم تقلید شخصی کے خلاف تھے۔ مسلک میں آپ کا میلان اپنے شیخ (امام ابنِ تیمیہ) کی طرح امام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) کی طرف تھا۔ اصول اور عقائد میں ضرور حنبلی المذہب تھے لیکن فروع میں آزاد تھے۔

علامہ عبدالحی بن العماد (م ۱۰۸۹ھ) نے آپ کو مجتہد مطلق لکھا ہے۔[13] اجتہاد کی تمام شرائط آپ میں پوری تھیں۔ اس لیے آپ کو کسی امام کی تقلید کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن بایں ہمہ آپ نے تمام عمر کسی مسئلہ میں بھی شیخ الاسلام ابنِ تیمیہؒ سے اختلاف نہیں کیا' بلکہ تائید و حمایت میں اپنی عمر بسر کر دی۔ پروفیسر ابو زہرہ مصری (م ۱۹۶۰ء) لکھتے ہیں :

"فانه كان القائم على تركة شيخه من بعده من حيث التحرير والمجادلة والمناظرة وقد تلقى علم ابنِ تيمية واتبع به ونشره

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ودعا اليه وجادله عنه وحامى عليه وقد كان اخص نشره ودعا اليه الى فقهه فقد ناصر آرائه فى الطلاق وحرر عبارات فى فتاويه وجمع كثير من اصوله"[۱۴]

(حافظ ابنِ قیمؒ اپنے استاد کی وفات کے بعد تحریر' مجادلہ اور مناظرہ کے اعتبار سے اپنے شیخ کے علمی ترکہ کے وارث تھے۔ آپ نے ابنِ تیمیہؒ کے جملہ علوم کی تحصیل و تکمیل اور نشرو اشاعت کی۔ آپ نے ابنِ تیمیہؒ کے اقوال کی تائید و حمایت کی اور لوگوں کو ان میں غور و فکر کرنے کی دعوت دی۔ طلاق کے مسئلہ میں انہوں نے ابنِ تیمیہؒ کے عقیدہ کی تصدیق کی اور فتاویٰ ابنِ تیمیہؒ کی حمایت میں عبارات تحریر کیں۔ بعینہٖ آپ نے اصولِ ابنِ تیمیہ کی تدوین کی۔)

تدریس و تصنیف

حافظ ابنِ قیم کافی عرصہ تک مدرسہ جوزیہ میں درس کا فریضہ سرانجام دیتے رہے اور اس کے ساتھ مدرسہ جوزیہ کی امامت بھی ان کے سپرد تھی۔ جو وقت بچتا وہ تصنیف و تالیف میں بسر ہوتا۔ حافظ ابنِ قیم کو کتابوں کی خریداری کا بڑا شغف تھا' اور اس شوق کا نتیجہ تھا کہ آپ نے ایک بڑا کتب خانہ جمع کر لیا تھا جس میں بہت سی کتابیں ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھیں۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی (م ۸۵۲ ھ) لکھتے ہیں:

"وكان يجمع الكتب فحصل منها ما لا يحصر حتى كان اولاده يبيعون منها بعد موته دهرا طويلا"[۱۵]

(کتب اندوزی کا بے پناہ شوق تھا۔ چنانچہ لاتعداد کتابیں جمع کیں اور آپ کی اولاد آپ کی وفات کے بعد مدتوں انہیں فروخت کرتی رہی۔)

وفات

۲۳/ رجب ۷۵۱ ھ چہار شنبہ کے دن انتقال کیا۔ اور باب الصغیر کے قبرستان میں دفن ہوئے۔[۱۶]

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابنِ قیم کی علمی خدمات

حافظ ابنِ قیم کی تصنیفات کا تذکرہ کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ ان کی امتیازی خصوصیات کا ذکر کیا جائے۔ عام طور پر سمجھ لیا جاتا ہے کہ جس مصنف کی تصانیف کی تعداد زیادہ ہو اُس میں تحقیق و تدقیق کا پہلو نہیں ہوتا' مگر حافظ ابنِ قیم کی تصانیف میں یہ چیز نہیں ہے۔ ان میں کمیت کے ساتھ کیفیت کی بھی کمی نہیں۔

مشہور علومِ متداولہ پر آپ کی کئی کتابیں ہیں اور ایک ایک کتاب کئی جلدوں میں ہے۔ آپ نے ہر کتاب کو پورے دلائل کے ساتھ لکھا ہے۔ قرآنِ مجید کی آیات میں تدبر' احادیث اور روایات پر کامل غور' دلائل کی ترتیب' زورِ بیان اور زبان میں ادب کی چاشنی ان کی تصنیفات میں موجود ہے۔ علم حدیث اور لغت کے متعلق ایسے دقائق بیان کیے ہیں جو مطولات میں نہیں ملتے۔ مختصر عبارت میں طویل مطالب اور اس کے ضمن میں دیگر فوائد جو ایک صاحب ذوق کو فریفتہ کر دیں' آپ کی خاص خوبی ہے۔ آپ کے نظریات و تصورات براہ راست کتاب و سنّت سے کشید ہوئے اور ان میں عربیت کا صحیح ذوق رچا ہوا ہے۔

آپ کی جملہ تصانیف فی الحقیقت تفقہ فی الدین کا خزانہ ہیں۔ جن کو اس خزانہ کی چابی ہاتھ آگئی وہ دولت علم سے مالا مال ہو گئے۔ آپ نے اپنی تصانیف میں اطلاقاتِ کتاب و سنّت' انوارِ مشکوٰۃِ نبوت' افکار و تصوراتِ صحابہ کرام اور ائمہ تابعین کا جہاں کہیں علومِ موضوعہ اور فنونِ مخترعہ سے تصادم ہوا وہاں ہر جگہ کتاب و سنّت کی حمایت میں ڈٹ کر مقابلہ کیا اور کتاب و سنّت کے پرچم کو سرنگوں نہیں ہونے دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا ذوق' دینی بصیرت اور دینِ اسلام میں ڈوبا ہوا اور رسوبا ہوا ذہن عطا فرمایا تھا کہ فلسفۂ یونان اور عقل و رائے کے نئے انداز و اسلوب' جدید معانی و معارف اور ادبی و فنی قواعد کتاب و سنّت کے مقابلہ میں قطعاً اثر انداز نہ ہو سکے' بلکہ آپ نے تمام علوم و فنون کو کتاب و سنّت کی تصریحات سے ہم آہنگ کیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابنِ قیمؒ کی تصانیف کے بارے میں علمائے کرام کے تاثرات

حافظ ابنِ قیم کی تصانیف گوناگوں خصائص کی حامل تھیں' اس لیے علمائے کرام نے ان کے بارے میں عمدہ تاثرات کا اظہار کیا ہے۔ پروفیسر محمد ابوزہرہ مصری (م ۱۹٦۰ء) لکھتے ہیں:

"حافظ ابنِ قیم نے بہت علمی ذخیرہ چھوڑا ہے' جو ایک طرف تو ان کے استاد (ابنِ تیمیہ) کے علم کا خلاصہ ہے' دوسری طرف استاد کی تحقیقات کے نتائج و اثرات اور تعریفات و توجیہات ہیں"۔ (۱۷)

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رقم طراز ہیں:

"حافظ ابنِ قیم کی تصنیفات حسن ترتیب اور تالیفی سلیقہ میں اپنے شیخ حافظ ابنِ تیمیہؒ کی تصنیفات سے بھی ممتاز ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی کتابوں میں تصوف کی حلاوت' عبارت کی سلاست اور دل آویزی زیادہ پائی جاتی ہے۔ یہ غالباً ان کے مزاج کا نتیجہ ہے جس میں جلال سے زیادہ جمال ہے"۔ (۱۸)

مولانا محمد یوسف کوکن عمریؒ لکھتے ہیں:

"حافظ ابنِ قیم کی تقریر اور تحریر دونوں مرتب' مربوط اور حشو و زوائد سے پاک ہوتی تھی۔ اور ان کی اور امام ابنِ تیمیہؒ کی تصنیفات میں سب سے بڑا فرق یہ ہے کہ حافظ ابنِ قیم کی تصنیفات میں تکرار نہیں ہوتی تھی۔ امام ابنِ تیمیہؒ کی تصنیفات کا یہ حال نہیں ہے۔ اس کی ایک خاص وجہ یہ ہے کہ امام ابنِ تیمیہؒ کو حافظ ابنِ قیم کی طرح سکون اور اطمینان سے لکھنا نصیب نہ ہوا۔ وہ جو کچھ لکھتے تھے قلم برداشتہ لکھتے تھے۔ وہ تھوڑے سے وقت میں مضامین اور خیالات کا ایک دریا بہا دیتے تھے اور اس میں اکثر ضمنی باتوں کو تفصیل کے ساتھ بیان کر دیتے تھے۔ ان دونوں کی تصانیف پڑھنے سے صاف اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا علم بہت وسیع اور گہرا تھا اور ان کی تحقیق و تدقیق بہت زبردست تھی"۔ (۱۹)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تصانیف

حافظ ابنِ قیم کی تصانیف کی ایک طویل فہرست علامہ عبدالحی بن العماد الحنبلی (م ۱۰۸۹ھ) نے اپنی کتاب "شذرات الذہب" میں درج کی ہے [۲۰]۔ اس کے علاوہ ابنِ قیم کی کتابوں کی فہرست ان کی اپنی تصنیف "اغاثة اللهفان من مصائد الشیطان" میں بھی درج ہے [۲۱]۔ اس فہرست کا بیشتر حصہ ابنِ رجب بغدادی (م ۷۹۵ھ) کی ذیل طبقات الحنابلۃ سے ماخوذ ہے [۲۲]۔ حافظ ابنِ قیم جملہ علوم اسلامیہ میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ اس لیے آپ نے تمام علوم اسلامیہ یعنی تفسیر، حدیث، فقہ الحدیث، فقہ، اصولِ فقہ، تاریخ، ادب و شعر، انساب اور علم الکلام وغیرہ موضوعات پر ستر سے زیادہ بہترین اور عمدہ تحقیقی و علمی کتابیں تصنیف کیں۔

حافظ ابنِ قیمؒ کی چار مشہور کتابوں کا مختصر تعارف

حافظ ابنِ قیم کی اگر تمام تصانیف کا تعارف کرایا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے، مگر میں نے صرف چار مشہور کتابوں کا انتخاب کیا ہے جن کے نام حسب ذیل ہیں :

① زاد المعاد فی ھدی خیر العباد

② اعلام الموقعین عن ربِّ العالمین

③ مدارج السالکین فی شرح منازل السائرین

④ شفاء العلیل فی مسائل القضاء والقدر والحکمۃ والتعلیل

زاد المعاد فی ھدی خیر العباد : حافظ ابنِ قیم کی یہ مایہ ناز اور بلند پایہ تصنیف ہے اور بیک وقت سیرت، حدیث، فقہ، علم کلام اور تصوف و احسان کی کتاب ہے۔ عمل و اصلاح کے لیے احیاء العلوم (امام غزالیؒ) کے بعد شاید کوئی ایسی جامع کتاب نہیں لکھی گئی۔ تحقیق و اسناد اور کتاب و سنت سے مطابقت کے لحاظ سے اس کو احیاء العلوم پر ترجیح حاصل ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مولانا ابو الحسن علی ندویؒ لکھتے ہیں:

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ علامہ ابن قیم نے ایک ایسی کتاب لکھنے کا ارادہ کیا ہے جو بڑی حد تک دینیات کے کتب خانہ کی قائم مقامی کر سکے اور ایک مربی' مرشد اور فقیہہ و محدث کا کام دے سکے۔ جن لوگوں پر حدیث کا ذوق غالب رہا ہے اور جن کو سنن و آداب نبویؐ کے اتباع کی حرص اور اہتمام رہا ہے ان کو اس کتاب سے بڑا شغف رہا ہے[۴۳] اور انہوں نے اس کو اپنا چراغ اور رفیق طریق اور زادِ سفر سمجھا ہے۔[۴۴]

"زاد المعاد" حافظ ابن قیم نے حالت سفر میں لکھی۔ جیسا کہ حافظ صاحب مقدمہ میں لکھتے ہیں:

"یہ چند مضامین ہیں جن کی واقفیت ہر اس شخص کے لیے ضروری ہے جن کو اپنے پیغمبر ﷺ کی معرفت' آپ ﷺ کی سیرت اور آپ ﷺ کے اخلاق و عادات سے واقف ہونے کا ذرا بھی اہتمام ہو۔ یہ ایسی حالت میں لکھے گئے ہیں کہ دل تھکا ہوا ہے اور علم کی پونجی قلیل ہے۔ اس تحریر کی نوبت قیام کے بجائے سفر کی حالت میں پیش آئی۔ ایسی حالت میں کہ قلب منتشر و پراگندہ' دل جمعی مفقود' کتابیں جن سے رجوع کیا جا سکے ناپید' اور ایسے اہل علم جن سے علمی استفادہ کیا جا سکے نایاب ہیں"۔[۴۵]

زاد المعاد کے مطالعہ سے حافظ ابن قیم کے علمی تبحر اور جملہ علوم اسلامیہ میں مکمل مہارت کا پتہ چلتا ہے۔ مولانا ابو الحسن علی ندوی لکھتے ہیں:

"زاد المعاد میں حدیث کے متون و اسانید اور رجال کی جو فصل ہے' سیرت و تاریخ کے جزئیات اور مسائل و احکام میں جو محدثانہ و فقیہانہ کلام ہے اس سے ایک عام ناظر بھی اندازہ کر سکتا ہے کہ یہ کتاب ایک نہایت وسیع و عظیم الشان کتب خانہ میں بیٹھ کر لکھی گئی ہے۔ اگر یہ صحیح ہے کہ ساری کتاب حالت سفر میں لکھی گئی ہے تو یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اس کے مصنف کو علوم اسلامیہ بالخصوص حدیث و فقہ پر حیرت انگیز عبور حاصل تھا اور علوم دینیہ کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتب خانہ ان کے سینے میں محفوظ تھا اور وہ اپنی قوتِ حفظ و استحضار میں محدثین و متقدمین کی یادگار اور اپنے باکمال نادرِ روزگار استاد (شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ) کے صحیح جانشین و نمونہ تھے"۔ (۲۶)

آگے چل کر مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ لکھتے ہیں :

"اس کتاب کا قابل تنقید پہلو صرف یہ ہے کہ اس میں سیرت' حدیث' فقہ' تاریخ' کلام' نحو' صرف اور تقریباً تمام علوم اسلامیہ مخلوط ہیں۔ اور غالباً اس کتاب کی تالیف کے وقت ان پر ان کے شیخ (ابن تیمیہ) کی نسبت غالب تھی۔ اس لیے وہ ذرا سی نسبت سے کسی نحوی کلامی مسئلہ کو چھیڑ دیتے ہیں اور پھر پورے شرح و بسط کے ساتھ اس پر کلام کرتے ہیں۔ اگر اس میں سیرت و شمائل کو علیحدہ' مغازی و اہم واقعات کو علیحدہ' فقہ و احکام کو علیحدہ اور نحوی مباحث علیحدہ درج کیے جائیں تو اس سے استفادہ آسان ہو جائے۔ لیکن اس کے باوجود اسلام کی اہم تصنیفات میں سے ہے جو ایک پورے کتب خانہ کی قائم مقام اور اس کا وجود ایک متبحر' محقق 'کثیرالفنون عالم کی موجودگی کے مترادف ہے اور اس سے ہزاروں طالبین راہ خدا اور متبعین سنت نے اپنی رہنمائی اور روحانی غذا اور ایمانی حلاوت پائی"۔ (۲۷)

زاد المعاد ہندوستان میں سب سے پہلے ۱۲۹۸ھ میں ۹۲۶ صفحات پر مطبع نظامی کان پور سے شائع ہوئی اور مصر سے ۱۳۲۴ھ میں ۹۲۶ صفحات پر شائع ہوئی۔ زاد المعاد کا اُردو ترجمہ سید رئیس احمد جعفری ندوی (م ۱۹۶۸ء) نے چار جلدوں میں کیا ہے جو نفیس اکیڈمی کراچی نے شائع کیا ہے۔

مولانا غلام احمد حریری (م ۱۴۱۰ھ) نے بھی زاد المعاد کا اردو ترجمہ کیا جو ابھی طبع نہیں ہوا۔ زاد المعاد کی تلخیص اور اس کا مختصر شیخ ابو زید مصری مرحوم نے "اختصار هدی الرسول" کے نام سے کیا اور اس کا اردو ترجمہ مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی مرحوم نے "اسوۂ حسنہ" کے نام سے کیا جو فروری ۱۹۲۴ء میں اہلال بک ایجنسی لاہور کے زیرِ اہتمام شائع ہوا۔ اس کا دوسرا ایڈیشن ستمبر ۱۹۳۲ء میں شائع

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہوا، جبکہ اسے تیسری بار ۱۹۷۹ء میں مجلس نشریاتِ اسلام کراچی نے شائع کیا ہے۔

مدارج السالکین فی شرح منازل السائرین : حافظ ابنِ قیم کی یہ کتاب تین جلدوں میں ہے۔ اس کتاب میں علم حقیقت اور علم شریعت کے اسرار و حکم بیان کیے گئے ہیں۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس میں فکر حکیم، خلق قویم اور تدین و مسلک سلف کا فلسفہ سب کچھ موجود ہے۔ مولانا محمد عطاء اللہ حنیف لکھتے ہیں:

"مدارج السالکین میں علامہ ابنِ قیم نے اپنے استاد شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ کے ملفوظات، معمولات اور تصوفی نکات عمدہ پیرایہ میں بیان فرمائے ہیں"(۲۸)

مولانا ابوالحسن علی ندوی رقم طراز ہیں :

"شیخ الاسلام عبداللہ انصاری کی منازل السائرین کی شرح ہے اور تصوف و سلوک کی بہترین کتابوں میں سے ہے"۔(۲۹)

مدارج السالکین میں حافظ ابنِ قیم نے صوفیہ کے غلط اور خلافِ شریعت عقائد پر عمدہ پیرایہ میں تنقید کی ہے۔ حافظ ابنِ قیم لکھتے ہیں:

"ایک صوفی سے جب یہ کہا گیا کہ نماز پڑھے تو اس نے جواب میں یہ شعر پڑھا :

(ترجمہ) ورد کا مطالبہ تو اُس سے کیا جاتا ہے جو غافل ہو۔ اس دل سے مطالبہ کرنے کی کیا حاجت ہے جو ہر وقت ورد و ظیفہ میں مشغول رہتا ہو"۔

حافظ ابنِ قیم فرماتے ہیں :

"جو شخص ساز گار حالات کے باوجود فرائض ادا کرنے کا قائل نہ ہو وہ کافر اور دین سے خارج ہے۔ جو سنتِ رسول اللہ ﷺ، نفع بخش علم، جہاد، امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور ایسے امور کو کسی مصلحت کے پیش نظر چھوڑ رہا ہو جس کا فائدہ دوسروں کو پہنچتا ہو وہ شخص دین میں ناقص ہے"۔(۳۰)

مدارج السالکین کا اردو ترجمہ پروفیسر طیب شاہین کے قلم سے فاروقی کتب خانہ ملتان کے زیر اہتمام شائع ہو رہا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شفاء العليل في مسائل القضاء والقدر والحكمة والتعليل :
حافظ ابنِ قیمؒ نے اس کتاب میں مسائل قضاء وقدر کو قرآن وسنّت کی روشنی میں تفصیل سے بیان کیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ فرقہ جہمیہ، معتزلہ اور اشعریہ کے عقائد کی تردید کی ہے اور قرآن وسنّت کی روشنی میں ان کے عقائد کا رد کیا ہے۔ آپ کی یہ کتاب بہترین علمی مباحث پر مشتمل ہے اور تمام علمی مباحث کو عمدہ پیرایہ میں حل کیا ہے۔ حافظ ابنِ قیم نے اس کتاب میں مسئلہ افعال العباد پر قرآن وسنّت کی روشنی میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور اس مسئلے میں فرقہ جہمیہ، معتزلہ اور اشعریہ کے جو عقائد ہیں ان کی دلائل سے تردید کی ہے۔ حافظ ابنِ قیم مسئلہ افعال العباد میں اپنے شیخ (امام ابنِ تیمیہؒ) کے ہم نوا ہیں۔

أعلام الموقعين عن ربّ العالمين : علامہ ابنِ قیم کی یہ مشہور کتاب چار جلدوں میں ہے اور اس کا شمار آپ کی بہترین اور عمدہ کتابوں میں ہوتا ہے۔ یہ کتاب فقہاء واہلِ فتویٰ وحدیث سے اشتغال رکھنے والوں کے لیے معلومات کا گراں قدر خزانہ ہے۔

اس کتاب میں حافظ ابنِ قیم نے مسائل شرعیہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور مختلف فقہی مسالک کے جو مسائل خلافِ حدیث ہیں ان کی قلعی کھولی ہے۔ تقلید شخصی پر بڑی نفیس بحث کی ہے اور دلائل عقلی ونقلی سے اس کی تردید کی ہے اور اس کے ساتھ فقہ وحدیث کا فرق بیان کیا ہے۔ جلد ۴ میں ۱۲۰۰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے استفتاء جمع کیے ہیں۔ بہرحال حافظ ابنِ قیم کی یہ کتاب اپنے موضوع کے لحاظ سے بہت عمدہ اور نفیس ہے اور علمائے کرام نے اس کو بنظرِ استحسان دیکھا ہے۔

أعلام الموقعین کا اردو ترجمہ مولانا محمد بن ابراہیم جوناگڑھی (م ۱۳۶۰ھ) ایڈیٹر اخبار محمدی دہلی، صاحب تصانیف کثیرہ نے "دینِ محمدیؐ" کے نام سے کیا جو ۱۹۳۵ء میں دہلی سے شائع ہوا۔ صفحات کی تعداد ایک ہزار ہے۔ مولانا محمد جوناگڑھی نے جب أعلام الموقعین کا اُردو ترجمہ مکمل کرلیا اور اس کا اعلان "اخبارِ محمدیؐ"

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں کیا تو مولانا ابو الکلام آزاد (م ۱۹۵۸ء) نے مولانا محمد جوناگڑھی مرحوم کو ایک خط میں لکھا :

حبی فی اللہ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ '

مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے حافظ ابنِ قیم کی أعلام الموقعین کا اُردو ترجمہ کیا ہے۔ مجھے اس خبر سے نہایت خوشی ہوئی۔ عرصہ ہوا کہ مَیں نے بعض عزیزوں کو' جو ترجمہ کے کام سے دلچسپی رکھتے ہیں' اس کام پر لگایا تھا کہ شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ" اور شیخ الاسلام ابنِ قیمؒ کی مصنفات کو اردو میں منتقل کریں۔ چنانچہ منتخب کتابوں میں اعلام بھی تھی لیکن کتاب ضخیم ہے اس لیے اس کی نوبت نہ آئی۔ مختصرات شائع ہو گئیں۔ اب آپ اس طرف متوجہ ہوئے ہیں تو مَیں کہوں گا کہ آپ نے ایک نہایت موزوں کتاب ترجمے کے لیے منتخب کی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید توفیق کار عطا فرمائے۔ مباحث فقہ و حدیث میں متاخرین کا کافی ذخیرہ موجود ہے لیکن اس سے بہتر اور واضح کوئی کتاب نہیں۔ اسے اردو میں ترجمہ کر دینا اس گوشے کی تمام ضروریات بیک وقت پوری کر دیتا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ اس کی ضرورت انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ کے لیے ہے۔ اس طبقہ میں بہت سے لوگ مذہبی ذوق سے آشنا ہو چکے ہیں' لیکن صحیح مسلک کی خبر نہیں رکھتے اور عربی سے نا آشنا ہونے کی وجہ سے براہِ راست مطالعہ نہیں کر سکتے۔ اگر أعلام اردو میں شائع ہو گئی تو ان کی فہم و بصیرت کے لیے کافی مواد مہیا ہو جائے گا۔ مَیں نہایت خوش ہوں گا اگر اس ترجمہ کی اشاعت میں مَیں آپ کو کچھ مدد دے سکوں۔

ابو الکلام کان اللہ لہ ' از کلکتہ

أعلام الموقعین کا ترجمہ جب "دینِ محمدیؐ" کے نام سے شائع ہو کر مارکیٹ میں آیا اور مولانا ابو الکلام آزاد (م ۱۹۵۸ء) کے پاس پہنچا تو مولانا آزاد نے '' جوناگڑھی مرحوم کے نام درج ذیل خط لکھا :

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حبی فی اللہ۔ السلام علیکم

اعلام الموقعین کا ترجمہ دیکھ کر نہایت خوشی ہوئی۔ مباحث فقہ و حدیث اور حکمت تشریع اسلامی میں متاخرین کی کوئی کتاب اس درجہ محققانہ اور قانع نہیں ہے جس درجہ یہ کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے کہ اس مفید دینی خدمت پر متوجہ ہوئے۔ میں ان تمام لوگوں کو جو مذہبی معلومات کا شوق رکھتے ہیں اور اصل عربی کا مطالعہ نہیں کر سکتے' مشورہ دوں گا کہ اس کتاب کا مطالعہ ضرور کریں۔ چونکہ اسلام کے اندرونی مذاہب و مشارب کی پیچیدگیوں سے عموماً مسلمان باخبر نہیں ہیں اس لیے بسا اوقات ان کا مذہبی شغف غلط راہوں میں ضائع ہو جاتا ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ ان پر واضح کر دے گا کہ حکمت و دانش کی حقیقی راہ کن لوگوں کی راہ ہے' متبعین کتاب و سنت کی یا اصحاب جدال و خلاف کی۔ خود صاحب اعلام اپنے قصیدہ نونیہ میں کیا خوب فرما گئے ہیں :

العلم قال اللّٰہ قال رسولہ

قال صحابتھم اولوا العرفان

ما العلم نصبك للخلاف جھالة

بین النبی وبین رأی فلان

یعنی علم دین وہی ہے جو قرآن و حدیث میں ہے' جو معرفت خداوندی میں ڈوبے ہوئے فیضانِ صحبت رسول ﷺ کے فیض یافتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زبان سے ظاہر ہوا ہے۔ کسی کی رائے کو سنت و حدیث سے ٹکرانا' رائے کے غلبے کے لیے دلائل قائم کرنا' جہالت کا ثبوت دیتے ہوئے رائے کے جھنڈے کا خلافِ حدیث بلند کرنے کا نام علم دین نہیں۔

ضرورت تھی کہ اس کتاب کا ترجمہ کتاب کی شکل میں شائع کیا جاتا۔ موجودہ صورتِ حال کا یہ نہایت افسوس ناک منظر ہے کہ اس طرح کی قیمتی اور ضروری خدمات پر اہل خیر استطاعت کو توجہ نہیں۔ امید ہے کہ بہت جلد

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ایسے حالات فراہم ہو جائیں گے کہ آپ اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کر سکیں۔
یہ بھی آپ نے خوب کیا کہ حافظ عماد الدین ابن کثیر کی تفسیر کا ترجمہ شائع کر دیا۔ متاخرین کے ذخیرۂ تفسیر میں یہ سب سے بہتر تفسیر ہے۔ امید ہے کہ اصحاب خیر و استطاعت اس کام میں بھی آپ کے مساعد و مددگار ثابت ہوں گے۔

ابو الکلام کان اللہ لہ ' از کلکتہ '
۳۶/۰۲/۹ (۳۱)

اعلام الموقعین کا اردو ترجمہ مولانا محمد جونا گڑھی (م ۱۳۶۰ھ) کے علاوہ مولوی ابو یحییٰ امام خان نوشہروی (م ۱۹۶۶ء) نے بھی کیا تھا۔ یہ ترجمہ آعلام کا مکمل نہیں بلکہ بعض ابواب کا ترجمہ ہے۔ یہ کتاب ابھی تک طبع نہیں ہو سکی۔
اعلام الموقعین کے بعض ابواب کا دوسرا ترجمہ' جن کا تعلق تقلید سے ہے' مولوی ابو البشیر علی کھوکھروی سوہدروی (م ۱۹۶۸ء) نے کیا ہے جو "انوار السُّنّة والرَّشاد" کے نام سے کتابی سائز میں ۳۲۶ صفحات پر ۱۹۳۷ء میں علی گڑھ سے شائع ہوا۔

اردو تراجم تصانیف حافظ ابن قیم

① زاد المعاد فی ھدی خیر العباد (مطبوعہ)
② اعلام الموقعین عن ربّ العالمین (مطبوعہ)
③ الطرق الحکمیة۔ مترجم پروفیسر طیب شاہین (مطبوعہ)
④ الوابل الصیب فی ذکر الکلم الطیب (مطبوعہ)
⑤ تفسیر معوذتین (مطبوعہ)
⑥ جلاء الافھام فی الصلوٰة علی خیر الانام (مطبوعہ)
⑦ شفاء العلیل و حکم القضاء و القدر و الحکمة و التعلیل (مطبوعہ)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑧ روضۃ المحبین و نزھۃ المشتاقین (مطبوعہ)

☆ ☆ ☆

حواشی

(۱) ابن کثیر ' البدایۃ والنھایۃ ' ج ۱۴ ' ص ۲۳۴۔
(۲) ایضاً ' ج ۱۴ ' ص ۲۳۴۔
(۳) شمس الدین ذہبی ' تذکرۃ الحفاظ ' ج ۴ ' ص ۳۱۔
(۴) ابن رجب ' ذیل طبقات الحنابلۃ ' ج ۲ ' ص ۳۹۳۔
(۵) البدایۃ والنھایۃ ' ج ۱۴ ' ص ۲۳۵۔
(۶) محمد یوسف کوکن عمری ' امام ابن تیمیہ ' ص ۶۵۹ ' طبع مدراس ۱۹۵۹ء۔
(۷) ذیل طبقات الحنابلۃ ' ج ۲ ' ص ۳۹۳۔
(۸) الدرر الکامنۃ ' ابن حجر ' ج ۳ ' ص ۴۰۰۔
(۹) ذیل طبقات الحنابلۃ ' ج ۲ ' ص ۳۹۳۷۔
(۱۰) ابوزہرہ مصری ' حیات شیخ الاسلام ابن تیمیہ ' ص ۵۲۶۔
(۱۱) البدایۃ والنھایۃ ' ج ۱۴ ' ص ۲۳۴۔
(۱۲) حیات شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ ' ص ۵۲۶ ' (عربی)
(۱۳) ابن العماد الحنبلی ' شذرات الذھب ' ج ۶ ' ص ۱۸۶۔
(۱۴) ابن تیمیہ ' حیاتہ وعصرہ ' ص ۵۲۶۔
(۱۵) الدُّرر الکامنۃ ' ابن حجر ' ج ۳ ' ص ۴۰۰۔
(۱۶) تاریخ دعوت وعزیمت ' ج ۲ ' ص ۲۸۱۔
(۱۷) ابن تیمیۃ حیاتہ وعصرہ ' ص ۵۲۶۔
(۱۸) تاریخ دعوت وعزیمت ' ج ۲ ' ص ۳۸۰۔
(۱۹) امام ابن تیمیہؒ ' ص ۵۵۹۔
(۲۰) شذرات الذھب ' ج ۶ ' ص ۱۷۰۔
(۲۱) ابن القیم ' اغاثۃ اللَّھفان من مصائد الشیطان ' ص ۲۳۔
(۲۲) ابن رجب ' ذیل طبقات الحنابلۃ ' ج ۲ ' ص ۳۹۳۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲۳) مشہور متبع سنت اور متورع عالم مولانا سید عبداللہ الغزنوی (م ۱۲۹۸ھ) کی سوانح میں ہے کہ زاد المعاد کی طلب میں دل کے جوش سے زاری کرتے تھے اور فرماتے تھے:
"یا ارحم الراحمین! زاد المعاد کو میری آخرت کا توشہ بنا"۔
(سوانح عمری مولانا عبداللہ غزنوی' ص ۲۴)

(۲۴) تاریخ دعوت وعزیمت' ج ۲' ص ۳۰۱۔

(۲۵) زاد المعاد' ج ۱' ص ۱۵۔

(۲۶) تاریخ دعوت وعزیمت' ج ۲' ص ۳۸۳۔

(۲۷) تاریخ دعوت وعزیمت' ج ۲' ص ۳۰۱۔

(۲۸) حیات شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ' ص ۷۶۵۔

(۲۹) تاریخ دعوت وعزیمت' ج ۲' ص ۳۸۰' ۳۸۱

(۳۰) مدارج السالکین' ج ۳' ص ۷۱' ۷۲۔

(۳۱) سہ روزہ منہاج لاہور' ۱۷۔ ۲۱ جون ۱۹۵۸ء' شمارہ ۲۵' ۲۶' ص ۱' دینِ محمدی' طبع کراچی ۱۹۷۸ء' ص ۳۔

✪ ✪ ✪

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۳۷)

حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ

(۷۰۱ھ — ۷۷۴ھ)

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن ابی حفص عمر بن کثیر القرشی الشافعی ۷۰۱ھ میں بصریٰ (شام) کے نواحی قریہ مجدّل میں پیدا ہوئے۔ آپ ۷۰۳ھ میں اپنے والد کے سایۂ عاطفت سے محروم ہوگئے۔ ۷۰۷ھ میں اپنے بڑے بھائی کمال الدین عبدالوہاب کے ساتھ دمشق آئے۔ آپ کی نشو ونما، تعلیم اور تربیت دمشق میں ہی ہوئی۔

آپ نے جملہ علومِ اسلامیہ یعنی تفسیر، حدیث، فقہ واصولِ فقہ، ادب ولغت، تاریخ وانساب اور صرف ونحو وغیرہ کی تعلیم علوم وفنون کے ماہر اساتذہ سے حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں شیخ الاسلام حافظ ابنِ تیمیہ ؒ (م ۷۲۸ھ) اور علامہ ابو الحجاج یوسف بن عبدالرحمٰن مزی (م ۷۴۲ھ) کے نام ملتے ہیں۔

حافظ ابنِ کثیرؒ کے علمی تبحر، جلالت قدر اور فضل وکمال کا اعتراف اربابِ سیر اور تذکرہ نگاروں نے کیا ہے۔ حافظ ذہبی (م ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

"هو فقيهٌ متفن ومحدثٌ محققٌ و مفسرٌ نقادٌ وله تصانيف مفيدة"(1)

(وہ پختہ کار فقیہہ، محقق، محدث اور نقاد ومفسر تھے۔ اور مفید تصانیف رکھتے تھے۔)

حافظ عبدالحی بن العماد (م ۱۰۸۹ھ) لکھتے ہیں:

"انتهت اليه رياسة العلم في التاريخ والحديث والتفسير —— واعرفهم بجرحها ورجالها وصحيحها وسقيمها، وكان اقرانه

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وشیوخہ یعترفون لہ بذلک "(۲)

(تاریخ' حدیث اور تفسیر جیسے علوم کی ریاست کا آپ پر خاتمہ ہے۔ احادیث کے رجال' جرح' تعدیل اور ان کی صحت وعدم صحت کے وہ بڑے واقف کار تھے اور آپ کے معاصرین اور شیوخ تک کو اس بات کا اعتراف تھا۔)

حافظ ابنِ حجر عسقلانی(م ۸۵۲ ھ) لکھتے ہیں:

"کان کثیر الاستحضار وسارت تصانیفہ فی البلاد فی حیاتہ وانتفع بہ الناس بعد وفاتہ" (۳)

(بڑے حاضر العلم اور کثیر المحفوظات تھے۔ ان کی تصانیف ان کی زندگی ہی میں ملکوں میں پھیل گئی تھیں' اور لوگوں نے ان کی وفات کے بعد بھی ان سے فائدہ اٹھایا۔)

علامہ محمد بن علی الشوکانی(م ۱۲۵۰ ھ) لکھتے ہیں:

"برع فی الفقہ والتفسیر والنحو وامعن النظر فی الرجال والعلل" (۴)

(وہ فقہ' تفسیر اور نحو کے بہت بڑے امام تھے۔ رجال اور علل حدیث پر ان کی گہری نظر تھی۔)

حافظ ابنِ کثیر باوجود شافعی ہونے کے شیخ الاسلام ابنِ تیمیہؒ (۷۲۸ ھ) کی تحقیقاتِ عالیہ سے متاثر تھے' اور ان کی عظمت وامامت کے قائل تھے۔ "البدایۃ والنہایۃ" میں شیخ الاسلام کے حالات وواقعاتِ زندگی بڑی تفصیل اور شغف واہتمام سے لکھے ہیں اور ان کی طرف سے پوری مدافعت کی ہے۔

حافظ ابنِ کثیر طلاق وغیرہ جیسے مسائل میں ابنِ تیمیہؒ کے ہم نوا تھے' جن کی بناء پر ان کو بھی بلاء ومحن اور لوگوں کی ایذا رسانی سے دوچار ہونا پڑا۔ حافظ ابنِ کثیر کی تصانیف میں بہت سے مسائل کی ابنِ تیمیہؒ سے ہم نوائی پائی جاتی ہے۔

مشہور اہل حدیث عالم اور محقق شہیر مولانا محمد عطاء اللہ حنیفؒ لکھتے ہیں:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"حافظ ابنِ کثیرؒ کی تالیفات میں بہت سے مسائل کی ابنِ تیمیہؒ سے ہم نوائی پائی جاتی ہے اور ان کے اصولِ تحقیق کی جھلک نمایاں ہے۔ تفسیر کے دیباچہ کا اکثر حصہ امام ابنِ تیمیہ کے مقدمہ، اصولِ تفسیر سے ماخوذ ہے، جن کو ساری تفسیر میں ملحوظ رکھا گیا ہے۔ بلکہ اگر یہ سمجھا جائے تو شاید غلط نہ ہو کہ امام ابنِ تیمیہؒ کے بیان کردہ قرآن فہمی کے سادہ اور صحیح اصول کے بڑی حد تک مطابق اگر کوئی پوری تفسیر لکھی گئی ہے تو وہ حافظ ابنِ کثیر کی تفسیر ہے۔ اس لحاظ سے ابنِ تیمیہؒ کے تلامذہ میں یہ خصوصیت ابنِ کثیر کے حصہ میں آئی ہے"۔ (۵)

علمی خدمات

حافظ ابنِ کثیر کی پوری زندگی درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں بسر ہوئی۔ آپ نے تفسیر، حدیث، رجال اور تاریخ پر بہترین کتابیں تصنیف کیں۔

البدایة والنهایة : اس کتاب میں حافظ ابنِ کثیر نے ابتدائے آفرینش سے اپنے عہد (۷۶۷ھ) تک کے حالات و واقعات قلمبند کیے ہیں۔ یہ کتاب تاریخ اسلامی کا ایک بہت بڑا ماخذ ہے۔ البدایۃ والنہایۃ کو سب سے پہلے ۱۳۵۱ھ میں سلطان ابنِ سعود (م ۱۹۵۶ء) نے ۱۴ جلدوں میں شائع کر کے مفت تقسیم کیا(۶)۔ ان ۱۴ جلدوں کے علاوہ اس کی آخری دو جلدیں "النہایۃ والبدایۃ" کے نام سے موسوم ہیں۔ یہ دونوں جلدیں بھی سعودی حکومت نے شائع کی ہیں۔ گویا البدایۃ والنہایۃ ۱۶ جلدوں میں ہے۔

جامع المسانید : اس کا پورا نام "جامع المسانید والسنن لاقوم السنن" ہے۔ اس میں صحاح ستہ، مسند احمد، مسند بزار، مسند ابی یعلیٰ اور معجم کبیر طبرانی کی احادیث جمع کی گئی ہیں اور یہ ۳۸ جلدوں پر مشتمل ہے۔

جامع المسانید شائع ہو چکی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

التکمیل فی معرفة الثقات و الضعفاء و المجاھیل : اسماء الرجال کے موضوع پر بڑی اہم کتاب ہے جو ۵ جلدوں میں ہے۔ اس میں آپ نے علامہ مزی (م ۷۴۲ ھ) کی "تھذیب الکمال" اور علامہ ذہبی (م ۷۴۸ ھ) کی "میزان الاعتدال" کی جملہ خصوصیات جمع کرنے کے علاوہ بہت سی باتوں کا اضافہ کیا ہے۔

اختصار علوم الحدیث : یہ کتاب حافظ ابنِ صلاح (م ۶۴۲ ھ) کے مقدمہ کا خلاصہ ہے۔ حافظ ابنِ کثیر نے اپنی طرف سے اس میں کچھ اضافے کیے ہیں۔

الفصول فی اختصار سیرة الرسول : سیرة الرسول پر بہترین کتاب ہے اور ۳ جلدوں میں ہے۔ اس کا اُردو ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔

تفسیر ابن کثیر : حافظ ابنِ کثیر کو جس تصنیف کے ذریعے شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی وہ آپ کی یہی معرکۃ الآراء تفسیر ہے۔ یہ تفسیر آپ کے تبحر علمی، وسعت مطالعہ اور بالغ نظری کا مکمل ثبوت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کو ہر زمانہ کے علماء نے قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:

"له التفسير الذي لم يؤلّف مثله"

(اس طرز پر اس سے اچھی کوئی تفسیر لکھی ہی نہیں گئی۔)

تفسیر ابنِ کثیر میں حافظ ابنِ کثیر نے سلف صالحین کے طریقہ کی پوری پوری پیروی کی ہے اور وہ اپنی اس کوشش میں بڑی حد تک کامیاب رہے ہیں۔ اس اعتبار سے یہ تفسیر سلف کا بہترین نمونہ ہے اور جن تفاسیر کی بنیاد منقولات و روایات پر ہے ان میں سب سے زیادہ مقبول اور قابل اعتماد تفسیر ہے۔

تفسیر قرآن کے سلسلہ میں سب سے صحیح اور محفوظ طریقہ یہ ہے کہ قرآنِ مجید کی تفسیر قرآنِ مجید سے کی جائے، دوسرا طریقہ یہ ہے کہ سنتِ رسول ﷺ سے قرآنِ مجید کی تفسیر کی جائے۔ کیونکہ سنت سے قرآنِ مجید کی شرح، تفصیل، تبیین اور توضیح ہوتی ہے۔ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ قرآنِ مجید کی تفسیر اقوالِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے کی جائے،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآنِ مجید سے سب سے زیادہ واقفیت رکھتے تھے اور ان کے سامنے قرآنِ مجید نازل ہوا تھا۔ وہ ان حالات و قرائن سے پوری طرح باخبر تھے جن میں قرآنِ مجید نازل ہوا تھا۔ ان سب باتوں کے علاوہ وہ فہم سلیم، علم صحیح اور عمل صالح سے بہرہ ور تھے۔ تفسیر کا چوتھا طریقہ اقوالِ تابعین سے ہے، کیونکہ یہ حضرات براہِ راست اصحابِ رسول اللہ ﷺ سے مستفید تھے، اور ظاہر ہے کہ قرآن مجید کے متعلق ان حضرات کی معلومات متاخرین سے بہرصورت زیادہ تھیں —— یہ چار مرکزی اور بنیادی اصول ہیں، جن کا حافظ ابنِ کثیر نے اپنی تفسیر میں التزام کیا ہے۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رقم طراز ہیں :

> "تفسیر ابنِ کثیر سے پہلے اہل منقول نے جو تفاسیر لکھیں ان میں محدثانہ احتیاط اور احادیث کے صحیح انتخاب کی بڑی کمی اور ضعیف روایات و اسرائیلیات کی بڑی کثرت تھی۔ حافظ ابنِ کثیر ایک پختہ کار محدث تھے۔ انہوں نے محدثانہ طریق پر یہ تفسیر مرتب کی۔ اگرچہ وہ اس میں بلند پایہ محدثانہ معیار کو پورے طور پر قائم نہیں رکھ سکے جس کی ان سے توقع تھی اور انہوں نے کسی قدر توسع سے کام لیا اور اسرائیلیات کے ایک حصّہ کو قبول کیا، مگر اس میں شبہ نہیں کہ موجودہ تفاسیر میں محدثانہ نقطۂ نظر سے یہ تفسیر سب سے زیادہ قابلِ اعتماد و استفادہ ہے"۔(۷)

تفسیر ابنِ کثیر سب سے پہلے محی السنۃ مولانا سید نواب صدیق حسن خان قنوجی (م ۱۳۰۷ھ) نے ۲۰ ہزار روپے خرچ کر کے مطبع بولاق مصر سے چھپوائی اور شائقین میں مفت تقسیم کی۔(۸)

مشہور اہلِ حدیث عالم مولانا محمد بن ابراہیم میمن جوناگڑھی (م ۱۳۶۱ھ) نے اس کا اردو ترجمہ "تفسیر محمدی" کے نام سے کیا۔ یہ ترجمہ ۳۰ پاروں میں شائع ہوا۔ مولانا مرحوم نے یہ ترجمہ ۸ سال میں مکمل کیا۔ ۳۰ پاروں کے صفحات کی مجموعی تعداد ۲۳۶۰ ہے۔

☆ ☆ ☆

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حواشی

(۱) ذہبی' تذکرۃ الحفاظ' ج۴' ص ۲۳۔
(۲) ابنِ العماد الحنبلی' شذرات الذہب' ج۶' ص ۲۳۱' ۲۳۲۔
(۳) ابنِ حجر' الدرر الکامنۃ' ج۱' ص ۳۷۳۔
(۴) شوکانی' البدر الطالع' ج۱' ص ۱۵۳۔
(۵) محمد عطاء اللہ حنیف' حیاتِ شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ' ۷۷۰۔
(۶) مولانا محمد جوناگڑھی' تفسیر ابنِ کثیر اردو' ج۱' ص ۳۔
(۷) ابوالحسن علی ندوی' تاریخ دعوت و عزیمت' ج۲' ص ۴۰۸' ۴۰۹۔
(۸) ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی' ہندوستان میں اہلِ حدیث کی علمی خدمات' ص ۲۸۔

✪ ✪ ✪

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۳۸)

امام جمال الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ

(م ۷۶۲ھ)

امام جمال الدین زیلعی ائمہ فحول میں تھے۔ علمائے اسلام نے ان کے حفظ و ضبط، عدالت و ثقاہت اور اتقان کا اعتراف کیا ہے۔ حافظ جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطیؒ نے ان کو مصر کے حفاظِ حدیث اور نقادانِ فن میں شمار کیا ہے اور ان کو "اَحد الحفاظ الحدیث" کا لقب عطا کیا ہے۔[۱]

امام زیلعی حدیث میں بہت باکمال تھے۔ اس فن کی طلب و تحصیل اور کتب حدیث کی جمع و تالیف سے اس فن میں ان کے علمی تبحر، وسعت نظر، حدیث اور تمام علوم حدیث سے ان کی مکمل واقفیت اور ان میں کامل دسترس کا اندازہ ہوتا ہے۔[۲]

امام جمال الدین زیلعی کی حدیثوں کے متون و مطالب اور ان کے طرق و اسناد پر بھی وسیع نظر تھی۔ فن جرح اور تعدیل میں ان کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ مولانا عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں کہ:

> "امام زیلعی کی تخریج سے فن حدیث اور اس کی جزئیات و فروع میں ان کی وسعت علم و نظر اور اسماء الرجال میں تبحر کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے"۔[۳]

فقہ میں بھی امام زیلعی کو بہت بصیرت حاصل تھی۔ ارباب سیر اور اہل تذکرہ نے ان کے فقہ میں صاحب کمال ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ تخریج میں ان کو بہت ہی کمال حاصل تھا اور اس سے ان کے فقہی کمال اور علمی جلالت کا اندازہ ہوتا ہے۔ مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری فرماتے ہیں:

> "ابنِ ہمام نے ہدایہ کی شرح فتح القدیر میں حنفی مذہب کے جو دلائل تحریر کیے ہیں وہ زیادہ تر زیلعی کی تخریج سے ماخوذ ہیں"۔[۴]

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام زیلعی حدیث و فقہ میں زیادہ ممتاز تھے اور دونوں علوم میں ان کے علمی تبحر، مہارت اور ژرف نگاہی کی وجہ سے علمائے اسلام نے ان کو "الامام الفاضل المحدث" اور "الفقیہ الامام" کے القاب دیئے ہیں۔[۵]

امام جمال الدین زیلعی فقہی مذہب میں حنفی تھے اور ان کا شمار ائمہ احناف کے جلیل القدر علماء میں ہوتا ہے۔ ان کو اپنے فقہی مسلک میں غلو نہ تھا، بلکہ ان کی طبیعت میں انصاف پسندی تھی۔ ان کی سیرت و اخلاق کی بلندی کا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ احادیث کی شرح و توجیہہ اور ان کے مباحث و مسائل کی تحقیق میں فقہی عصبیت کو راہ نہ دیتے تھے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں :

"امام زیلعی نہایت حق گو و انصاف پسند تھے۔ ہر باب میں اپنے مذہب کے مخالفین کے دلائل بھی نہایت فراخ دلی سے بیان کرتے۔ اور ان کو جو کچھ معلوم ہوتا تھا اس کو بلا رد و کد نقل کرتے تھے"۔[۶]

امام زیلعی بڑے ستودہ صفات اور پاک طینت تھے۔ طبیعت میں نرمی، شرافت اور مروت تھی۔ اپنی اس شرافت، حسن اخلاق، میانہ روی اور عدل پسندی کی وجہ سے ہر طبقہ و مسلک کے لوگوں میں مقبول تھے۔ علمی کمالات کے ساتھ ساتھ عبادت و ریاضت اور تقویٰ و طہارت میں بھی ممتاز تھے۔ ان کا دل رذائل سے پاک تھا۔[۷]

امام جمال الدین زیلعی کا سن ولادت معلوم نہیں ہو سکا لیکن ان کا انتقال ۱۱/ محرم الحرام ۷۶۲ھ کو قاہرہ (مصر) میں ہوا۔[۸]

تصنیفات

امام زیلعی کو علم و فن سے بڑا اشتغال تھا۔ ان کا زیادہ وقت مطالعہ، کتب اور تصنیف و تالیف میں بسر ہوتا تھا۔ احادیث کی تخریج میں ان کو ملکہ حاصل تھا۔ آپ کی تین کتابوں کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

مختصر معانی الآثار: امام طحاوی کی مشہور کتاب "معانی الآثار" کا مختصر ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تخریج احادیث الکشّاف : اس میں علامہ زمخشری کی مشہور تفسیر کشاف کی حدیثوں اور آثار کی تخریج کی گئی ہے۔ مگر حافظ ابنِ حجر نے لکھا ہے کہ جن حدیثوں کو زمخشری نے اشارتاً ذکر کیا تھا ان کی تخریج نہیں کی گئی اور موقوف آثار و روایات سے بھی تعرض نہیں کیا گیا۔ (۹)

حافظ ابنِ حجر نے تخریج احادیث الکشّاف کی ایک جلد میں تلخیص کی اور ایک جلد میں اس کا استدراک لکھا۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ دونوں کتابیں چھپی ہیں یا نہیں، لیکن ان کے قلمی نسخے کتب خانہ خدلویہ مصر میں موجود ہیں۔ (۱۰)

نصب الرایۃ فی تخریج الھدایۃ : یہ امام جمال الدین زیلعی کی مشہور و معروف کتاب ہے۔ اس میں انہوں نے فقہ حنفی کی مشہور کتاب "الھدایۃ" کی حدیثوں کی تخریج کی ہے۔ ہدایۃ کی اس سے عمدہ اور بہتر کوئی تخریج نہیں لکھی گئی۔

مولانا ضیاء الدین اصلاحی لکھتے ہیں :

> "امام زیلعی نے یہ تخریج لکھ کر جس طرح حنفی مذہب کی عظیم الشان خدمت انجام دی ہے اسی طرح دوسرے فقہی مذاہب کی بھی غیر معمولی خدمت انجام دی ہے، کیونکہ انہوں نے صرف حنفی مسلک اور اس کے دلائل بیان کرنے ہی پر اکتفا نہیں کیا ہے، بلکہ دوسرے ائمہ کے مذاہب اور ان کے دلائل، تخریجات و تفریعات بھی تفصیل و وضاحت کے ساتھ بیان کیے ہیں۔ اس اعتبار سے یہ محض حنفی مذہب و مسلک ہی کا عمدہ اور بیش قیمت ذخیرہ نہیں ہے بلکہ اس کی حیثیت دائرۃ المعارف اور انسائیکلوپیڈیا کی ہے، جس میں تمام ائمہ مجتہدین و فقہائے امصار کے مسالک و دلائل کی مکمل تفصیل موجود ہے۔
>
> مصنف نے جہاں اس میں حنفی ائمہ کے امہاتِ کتب سے معلومات و مسائل نقل کیے ہیں وہیں شوافع میں بیہقی، نووی اور ابنِ دقیق العید، مالکیہ میں ابنِ عبدالبر اور حنابلہ میں ابنِ جوزی اور ابنِ عبدالھادی وغیرہ اساطین مذہب کی کتابوں کے مباحث و مندرجات کا بھی منتخب حصہ شامل کر دیا ہے۔ یہی وجہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ علمائے احناف کی طرح دوسرے مذاہب کے لوگ بھی اس سے نقل و استفادہ کرتے رہے ہیں"۔(۱۱)

حافظ ابنِ حجر نے "الھدایة فی تلخیص نصب الرایة" کے نام سے اس کا مختصر لکھا تھا جو مطبوع ہے اور ہندوستان میں بھی دوبار چھپ چکا ہے۔

"نصب الرایة فی تخریج الھدایة" ہندوستان میں پہلی بار ۱۳۰۱ھ میں مطبع علوی لکھنؤ سے شائع ہوا تھا۔ اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۳۵۷ھ (۱۹۳۸ء) میں مجلس علماء ڈابھیل نے بڑے اہتمام کے ساتھ شائع کیا۔ شروع میں ایک بہت عمدہ اور محققانہ مقدمہ اور مفید حواشی بھی اس ایڈیشن میں شامل کیے گئے ہیں۔

☆ ☆ ☆

حواشی

(۱) حسن المحاضرة، ج ۱، ص ۱۵۱۔

(۲) مقدمة تحفة الاحوذی، ص ۱۳۸۔

(۳) الفوائد البهية، ص ۹۵۔

(۴) مقدمة نصب الراية، ص ۸۔

(۵) ذیل تذکرة الحفاظ، ص ۱۲۸۔ الدُّرر الکامنة، ج ۲، ص ۳۱۰۔ البدر الطالع، ج ۱، ص ۳۱۰۔

(۶) الدرر الکامنة، ج ۲، ص ۳۱۰۔

(۷) الدُّرر الکامنة، ج ۲، ص ۳۱۰۔

(۸) الدُّرر الکامنة، ج ۲، ص ۳۱۰۔

(۹) کشف الظنون، ج ۲، ص ۳۱۴۔

(۱۰) تذکرة المحدثین، ج ۲، ص ۴۷۰۔

(۱۱) تذکرة المحدثین، ج ۲، ص ۴۷۱۔

✪ ✪ ✪

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۳۹)

حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

(۷۷۳ھ — ۸۵۲ھ)

آٹھویں اور نویں صدی ہجری میں جن باکمال مشاہیر نے دنیائے علم و فضل میں نام روشن کیا ان میں علامہ حافظ ابنِ حجر عسقلانی کی شخصیت بہت نمایاں اور ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ علوم و فنون کی جامعیت اور مہارت میں ان کی نظیر نہ صرف ان کے معاصرین علماء میں مفقود ہے بلکہ بعد کی صدیوں میں بھی خال خال ایسی شخصیتیں نظر آتی ہیں جو مہارتِ فنی' باریک بینی' نکتہ سنجی' دقیقہ رسی اور ذکاوت و فطانت میں حافظ ابنِ حجر عسقلانی ؒ کی ہم پلہ ہوں۔

نام و نسب

احمد نام' ابو الفضل کنیت اور شہاب الدین لقب تھا۔ پورا نسب نامہ یہ ہے:

احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن محمود بن احمد بن حجر الکنانی عسقلانی مصری۔(۱)

ابنِ حجر اُن کے جد امجد تھے' جیسا کہ نسب نامہ سے پتہ چلتا ہے' اور آپ اپنے اس جد امجد کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ کے نام کے ساتھ عسقلانی اور مصری کی نسبت جزو لاینفک کی حیثیت رکھتی ہے۔ ایک زمانہ میں عسقلان فلسطین کا خوب صورت ترین شہر تھا۔ خوب صورتی اور حسن کی بناء پر اسے عروسِ شام کا خطاب دیا جاتا تھا۔

صاحب روضات الجنات نے تلخیص الآثار کے حوالہ سے تحریر کیا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر بھی اسی شہر میں مدفون ہے(۲)۔ مصری کہلائے جانے کی وجہ یہ ہے کہ مصر ہی آپ کا مولد و منشاء ہے۔ تحصیل علم کے بعد اسی کے مختلف خطوں میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آپ کا قیام رہا اور آخر اسی سرزمین میں پیوند خاک بھی ہوئے۔

ولادت اور ابتدائی حالات

۲۳ شعبان ۷۷۳ھ کو مصر میں پیدا ہوئے۔[۳] صغر سنی ہی میں آپ کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا تھا۔ جیسا کہ خود فرماتے ہیں:

"جب میرے والد فوت ہوئے تو میری عمر کے چار سال بھی پورے نہیں ہوئے تھے اور آج مجھے وہ بالکل ایک خیال کی طرح یاد ہیں۔ اتنا یاد آتا ہے کہ انھوں نے کہا: میرے لڑکے (ابنِ حجر) کی کنیت ابو الفضل ہے"۔[۴]

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ (م ۱۲۳۹ھ) لکھتے ہیں:

"حافظ ابنِ حجر کے والد کی کوئی اولاد زندہ نہ رہتی تھی۔ اسی شکستہ دلی میں ایک دن مشہور بزرگ شیخ صنافیری کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شیخ نے دعا کی اور فرمایا کہ تیری پشت سے ایک ایسا لڑکا پیدا ہو گا جو پوری دنیا کو علم کی دولت سے مالا مال کر دے گا"۔[۵]

حضرت شاہ صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ کی تصانیف کی اتنی مقبولیت اور شہرت حضرت شیخ صنافیری کی اسی دعا کا نتیجہ ہے۔[۶]

حصولِ تعلیم

ابتدائی تعلیم کا آغاز مصر سے کیا۔ سب سے پہلے قرآنِ پاک حفظ کیا۔ قرآنِ پاک کے حفظ میں آپ کے استاد شیخ صدر السفطی شارح مختصر التبریزی ہیں۔ آپ کا حافظہ غیر معمولی تھا' اس لیے ۹ سال کی عمر میں آپ نے قرآنِ پاک حفظ کر لیا۔

آپ نے تحصیل علم کے لیے سفر کا آغاز ۷۸۴ھ میں کیا اور آپ نے تحصیل علم کے لیے جن ملکوں کا سفر کیا ان میں حرمین شریفین کے علاوہ اسکندریہ' نابلس' رملہ' غزہ' یمن' قبرص' شام اور حلب وغیرہ شامل ہیں[۷]۔ اسی بناء پر آپ کے شیوخ کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تعداد بہت زیادہ ہے 'جیسا کہ ابنِ فہد کی نے لکھا ہے:

"ان کے شیوخ کی تعداد بہت زیادہ ہے 'جن کو نہ بیان کرنا ممکن ہے اور نہ شمار کرنا"۔ (۸)

یہ بھی حافظ ابنِ حجر کی خوش قسمتی ہے کہ آپ کو اساتذہ و شیوخ کی ایسی منتخب جماعت میسر آئی جس کا ہر فرد اپنے فن میں یکتائے روزگار تھا۔

امام شوکانی (م ۱۲۵۰ھ) لکھتے ہیں:

"انہوں نے شیوخ کی ایسی جماعت پائی جس کا ہر فرد اپنے فن میں مشہور و ماہر تھا"۔ (۹)

اور حافظ سخاویؒ نے بھی ایسا ہی لکھا ہے کہ انہیں اتنے شیوخ میسر آئے جتنے ان کے معاصرین میں سے کسی کو نہ مل سکے۔ ان میں ہر فرد بحرالعلوم اور اپنے فن میں ماہر و مشہور تھا۔ (۱۰)

اساتذہ و شیوخ

حافظ ابنِ حجرؒ کے اساتذہ و شیوخ کی تعداد بہت زیادہ ہے 'جیسا کہ ابنِ فہد نے لکھا ہے کہ ان کے شیوخ کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ان کا بیان و شمار ممکن نہیں۔ اس لیے حافظ صاحب کے اساتذہ و شیوخ کی قطعی تعداد کا تعین مشکل ہے۔ تراجم و رجال کی مختلف کتابوں میں منتشر طور پر نام ملتے ہیں۔ اور ان کے علاوہ حافظ صاحب کے شیوخ کے نام آپ کی تصنیف "الدرر الکامنة لاعیان المائة الثامنة" میں بھی ملتے ہیں 'جن کا انہوں نے "شیخنا" کے لفظ سے ذکر کیا ہے۔ تاہم آپ کے مشہور اساتذہ یہ ہیں:

۱) شیخ ابو محمد عفیف النشاوری (م ۷۹۰ھ)

۲) حافظ عمر بن علی بن احمد (م ۸۰۴ھ)

۳) امام ابو حفص عمر بن رسلان بن نصیر عسقلانی بلقینی (م ۸۰۵ھ)

۴) حافظ عبدالرحیم الشافعی العراقی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۵) شیخ الاسلام ابو حامد محمد بن ظہیرۃ (م ۸۱۷ ھ)
۶) علامہ ابراہیم بن موسیٰ (م ۸۰۱ ھ)
۷) امام ابو طاہر محمد بن یعقوب فیروز آبادی (م ۸۱۷ ھ)[۱۱]

حافظ ابنِ حجر کے یہ سب اساتذہ اپنے وقت کے شیخ، امام اور حجت تھے۔ علم و عمل کا بحرِ زخار تھے۔ تفسیر، حدیث، فقہ، اصولِ فقہ، ادب، لغت، تاریخ، صرف و نحو، معقول و منقول میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ تبحرِ علمی کے ساتھ جہاد، بے نفسی اور اصلاح و تقویٰ میں خاص مقام کے حامل تھے۔ عابد و شب زندہ دار تھے۔ اتقان، معرفت اور حفظ میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔

تلامذہ

حافظ صاحب کے تلامذہ اور مستفیدین کا حلقہ بھی بہت وسیع تھا۔ جس طرح آپ کے اساتذہ کی صحیح تعداد کا پتہ نہیں چل سکا، اسی طرح آپ کے تلامذہ کی فہرست بھی بہت طویل ہے۔ تاہم آپ کے مشہور تلامذہ یہ ہیں:

۱) امام محمد بن عبدالرحمٰن سخاویؒ (م ۸۳۱ ھ)
۲) امام برہان الدین ابراہیم بن عمر بقاعی (م ۸۰۹ ھ)
۳) ابنِ فہد مکی (م ۸۷۱ ھ)
۴) زکریا بن محمد الانصاری (م ۸۲۶ ھ)

حافظ صاحب کے یہ تلامذہ بھی اپنے وقت کے امام اور صاحبِ فن تھے۔ یہ سارے بزرگ علم کا بحرِ زخار تھے۔ تفسیر، حدیث، فقہ، اصولِ فقہ، تاریخ، ادب، رجال اور لغت میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔ جرح و تعدیل میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔

حافظ ابنِ حجر نے تقریباً ۲۰ سال حدیث، فقہ اور قرآن کا درس دیا اور اس عرصہ میں آپ سے ہزاروں طلبہ نے استفادہ کیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تبحر علمی اور جامعیت

حافظ ابنِ حجر نے اپنے عہد کے تمام مشہور علمی مراکز اور یگانۂ روزگار فضلاء سے کسب فیض کیا تھا اور تحصیل علم میں غیر معمولی محنت کی تھی۔ اس محنت نے نہ صرف آپ کو اپنے عہد بلکہ تاریخ اسلام کا نامور عالم بنا دیا۔ چنانچہ آپ کو حافظ العصر' خاتمۃ الحفاظ' امام الائمۃ' محی السنۃ' علم الائمۃ الاعلام' فرید الوقت' مفخر الزمان اور عمدۃ المحققین کے خطابات سے نوازا گیا۔

حافظ ابنِ حجر کی یہ ایک ممتاز خصوصیت ہے کہ انھوں نے جس علم کی طرف توجہ کی اس کو درجہ کمال تک پہنچا دیا۔ امام ابنِ فہد لکھتے ہیں کہ: "علوم کی تحصیل میں پوری محنت کی اور اس میں انتہا درجہ کی مہارت حاصل کی"۔ (۱۲)

چنانچہ آپ نے مختلف فنون مثلاً تفسیر' فقہ' اصولِ فقہ' تاریخ' ادب اور لغت میں اپنا لوہا منوایا۔ اس کے بعد جب حدیثِ نبوی کی طرف توجہ کی تو اس میں امامت کا درجہ حاصل کیا اور اپنے شیوخ اور اساتذہ سے اجازہ و تدریس کے ساتھ تحسین و آفرین کی سند حاصل کی۔ (۱۳)

یوں تو آپ جامع العلوم تھے ہی' لیکن آپ کے خصوصی علم حدیث' رجال اور فقہ تھے۔ ان میں بھی حدیث سے آپ کو زیادہ شغف تھا اور اس میں آپ نے زیادہ ناموری حاصل کی۔ امام شوکانی (م ۱۲۵۰ھ) لکھتے ہیں:

> "بعض کا قول ہے کہ (ابنِ حجر) فطری شاعر' ماہر محدث اور فقیہہ بے بدل تھے' رجال کی معرفت' ان کا استحضار' ان کے بلند و پست کی پہچان اور عللِ احادیث وغیرہ کی واقفیت ان پر ختم ہو گئی"۔ (۱۴)

امام سیوطی (م ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ "ان پر علم حدیث کا خاتمہ ہو گیا"۔ (۱۵)

حافظ ابنِ فہد مکی آپ کو یوں خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ: "حفظ و اتقان میں ان کا کوئی جانشین نہ ہو سکا"۔ (۱۶)۔ امام سیوطی کا قول ہے کہ "ان کے عہد میں ان کے سوا کوئی حافظ (مراد ہے حافظ حدیث) نہ تھا"۔ (۱۷)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سرعتِ قراءت

حافظ ابنِ حجرؒ کی سرعتِ قراءت کے بعض ایسے محیر العقول واقعات منقول ہیں جن پر اس زمانہ میں یقین کرنا مشکل ہے۔ لیکن یہ واقعات حافظ صاحب کے اکابر تلامذہ سے متواتراً منقول ہیں۔ اس لیے ان کی صحت میں کوئی شک نہیں کیا جاسکتا۔

حافظ ابنِ فہد لکھتے ہیں:

"آپ نے بخاری شریف ظہر و عصر کے درمیان دس مجلسوں میں ختم کی' مسلم شریف ڈھائی دن میں اور نسائی شریف دس مجلسوں میں ختم کی۔ معجم صغیر طبرانی ظہر و عصر کے درمیان ایک مجلس میں ختم کی"۔ (۱۸)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) اور مولانا سید نواب صدیق حسن خان (م ۱۳۰۷ھ) نے لکھا ہے کہ: "آپ نے سنن ابنِ ماجہ کو چار مجلسوں میں ختم کیا"۔ (۱۹)

ذوقِ شعر و سخن

حافظ ابنِ حجرؒ کو ابتدائے عمری سے شعر و سخن سے خاص شغف تھا اور انہوں نے اپنی فطری ذہانت کی بناء پر اس فن میں پوری مہارت حاصل کر لی تھی۔ علمائے کرام نے آپ کے ذوقِ شعر و سخن کا اعتراف کیا ہے۔

علامہ سیوطیؒ لکھتے ہیں:

"شعر و ادب کی طرف توجہ مبذول کی تو ان میں بھی پوری مہارت حاصل کر لی اور کثرت سے بہت عمدہ نظمیں کہیں"۔ (۲۰)

دیوانِ ابنِ حجرؒ کے نام سے ان کا مجموعہ کلام بھی موجود ہے' جس میں ہر صنف سخن کے الگ الگ اشعار ہیں۔ یہ دیوان سات اصنافِ سخن پر مشتمل ہے۔ نبویات' ملوکیات' اخوانیات' غزلیات' اعراض' موشحات' تقاطیع۔ (۲۱)

آغازِ دیوان میں مدحِ رسول ﷺ میں ایک طویل قصیدہ ہے' جس میں صحیح

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بخاری کے ختم کا بھی ذکر ہے۔ اس دیوان کا ایک نسخہ بھوپال میں حضرت والا جاہ محی السنہ مولانا سید نواب صدیق حسن خان قنوجی رئیس بھوپال (م ۱۳۰۷ھ) کے کتب خانے میں موجود تھا۔

خاکساری و فروتنی

لیکن بایں ہمہ تبحر علمی و جلالت شان' فروتنی اور تواضع کا پیکر تھے۔ اہل علم کا بڑا احترام کرتے تھے۔ اپنی رائے پر اصرار نہ تھا۔ اگر بحث میں حق واضح ہو جاتا تو اس کو بلا تامل قبول کرتے اور اپنے قول سے رجوع کر لیتے تھے۔ (۲۲)

منصب قضاء

حافظ ابن حجر نے قضاء کی آزمائشوں میں مبتلا نہ ہونے کا شروع سے عزم کر لیا تھا' لیکن حکومت کی طرف سے شدت سے دباؤ ڈالا گیا تو آپ منصب قضاء قبول کرنے پر راضی ہوئے۔ آپ کے منصب قضاء قبول نہ کرنے کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ اس میں بہت سی مشکلات اور آزمائشیں تھیں' جیسا کہ آپ کے تلمیذ رشید حافظ سخاویؒ لکھتے ہیں:

"وہ قضاء سے بہت دامن بچاتے تھے' کیونکہ اس میں بڑی مشکلات اور آزمائشیں ہیں"۔ (۲۳)

آپ کئی بار منصب قضاء پر مامور ہوئے۔ حافظ ابن فہد مکی نے اس کی تفصیل یوں لکھی ہے:

"حافظ ابن حجر سب سے پہلے ۸۲۷ھ میں قاضی القضاۃ کے منصب پر مامور ہوئے اور اسی سال ذیقعدہ میں اس سے گلو خلاصی حاصل کر لی۔ پھر رجب ۸۲۸ھ کو دوبارہ اس منصب پر فائز ہوئے اور ۸۳۳ھ تک رہے۔ پھر اس کو چھوڑ دیا۔ جمادی الاولیٰ ۸۳۴ھ میں تیسری بار' شوال ۸۴۱ھ میں چوتھی بار' محرم ۸۵۰ھ میں پانچویں بار اور ربیع الثانی ۸۵۲ھ میں چھٹی بار قاضی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مقرر ہوئے۔ درمیانی کچھ وقفوں کو چھوڑ کر ۸۲۷ھ سے ۸۵۲ھ تک برابر اس عہدۂ جلیلہ پر فائز رہے اور جمادی الثانی ۸۵۲ھ کو ہمیشہ کے لیے سبکدوشی حاصل کر لی۔ آپ کے منصب قضاء کی مدت ۲۱ سال بنتی ہے اور اس مدت میں آپ کے ذریعے عوام کو بڑا فائدہ پہنچا۔ ہزاروں حق داروں کو ان کا حق ملا"۔ (۲۴)

ابنِ حجر کا مسلک

مشاہیر علماء و ائمہ میں خاصی تعداد شوافع کی ملتی ہے۔ اس کا تاریخی سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام شافعیؒ (م ۲۰۴ھ) نے قیامِ مصر کے دوران اپنے مذہب کی اشاعت کے لیے بڑی جدوجہد کی تھی، جس کے لیے انہیں قربانی بھی کرنا پڑی۔ امام شافعیؒ کے حلقہ درس سے جو فضلاء نکلے انہوں نے درس و افادہ کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اس کے بعد چونکہ مصر کے بیشتر شیوخ و اساتذہ شافعی المسلک ہوئے اس لیے ان کے تلامذہ اپنے شیوخ کے تبحر علمی اور دوسرے کمالات سے متاثر ہو کر اسی مسلک کو قبول کرتے تھے۔ اس طرح مصر میں شافعیؒ مذہب کی اشاعت کے قدرتی اسباب پیدا ہو گئے جو دوسرے ملکوں کو میسر نہ آ سکے۔ اسی لیے مصر کے بڑے بڑے شیوخ شافعی المسلک ہی ملتے ہیں۔

چنانچہ حافظ ابنِ حجر کے اکابر شیوخ اور تلامذہ کی غالب تعداد شوافع کی نظر آتی ہے۔ طبعی طور پر حافظ صاحب بھی متشدد شافعی تھے، بلکہ ان کا تشدد تعصب کی حدود میں داخل تھا۔

حلیہ

حافظ ابنِ حجرؒ کے تلمیذ امام سخاویؒ نے آپ کا جو حلیہ تحریر کیا ہے وہ یہ ہے:

"روشن چہرہ، وجیہا ہوا قد، سفید داڑھی، بڑا سر، نحیف الجثہ، فصیح اللسان، بلند آواز اور نہایت ذکی و ذہین تھے"۔ (۲۵)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وفات

۲۸ ذوالحجہ ۸۵۲ھ کو شنبہ کے دن بعد نماز عشاء قاہرہ (مصر) میں علم و عمل کا یہ آفتاب غروب ہوا۔ اُس وقت آپ کی عمر ۷۹ سال ۴ ماہ ۱۰ دن تھی۔ [۲۶] ان کے جنازہ میں اتنا جم غفیر تھا کہ شاید ہی کسی اور کے جنازہ میں اتنے آدمیوں نے شرکت کی ہو۔ ابن فہد مکی لکھتے ہیں:

"ان کی نماز جنازہ میں بہت عظیم مجمع تھا۔ نماز جنازہ میں سلطان ظاہر اور اس کے درباریوں نے بھی شرکت کی۔ امراء و رؤسائے دربار ان کی لاش کو کندھا دینے والوں میں شامل تھے"۔ [۲۷]

تصانیف

حافظ ابنِ حجر نے اپنی طویل زندگی میں مختلف علوم و فنون پر بکثرت کتابیں تصنیف کیں۔ حافظ ابنِ حجر کو یہ شرف حاصل ہے کہ ان کی تصانیف کی شہرت و مقبولیت ان کی زندگی میں بہت زیادہ ہوئی۔

امام سخاوی نے آپ کی تصانیف کی تعداد ۱۵۰ سے زائد بتائی ہے، جن میں بیشتر کتابیں فن حدیث سے متعلق ہیں۔ حافظ سیوطی (م ۹۱۱ھ) نے ۱۸۶ کتابوں کے نام شمار کرائے ہیں اور ابن عماد حنبلی نے ۷۲ تصانیف کے نام لکھے ہیں جن کی کل مجلدات کی تعداد ۱۱۲ ہے۔ [۲۸]

ابنِ فہد مکی حافظ ابنِ حجر کی تصانیف کے بارے میں لکھتے ہیں:

"انہوں نے بہت مفید اور عمدہ کتابیں تالیف کیں جو ان کی بلندیٔ مرتبت کی شاہد اور ان کے فوائد کی کثرت پر دلالت کرتی ہیں۔ انہوں نے ان میں بیش قیمت مواد جمع کرکے اپنے معاصرین پر ہر نوع اور جنس میں فوقیت حاصل کرلی۔"

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ (م ۱۲۳۹ھ) نے علامہ جلال الدین سیوطی اور حافظ ابنِ حجر کا موازنہ کیا ہے اور حافظ صاحب کو علامہ سیوطی پر ترجیح دی ہے [۲۹]۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شاہ عبدالعزیز دہلویؒ لکھتے ہیں:

"ابنِ حجر کی تصانیف ۱۵۰ سے زائد ہیں۔ سب کی سب علامہ جلال الدین سیوطی کی تصانیف سے بہتر اور محکم تر ہیں۔ کیونکہ جلال الدین سیوطی کی تصانیف اگرچہ تعداد میں زیادہ ہیں لیکن ابنِ حجر کی تصانیف اکثر کلاں اور کثیر الحجم (ضخیم) ہیں اور ان میں نئے نئے مضامین اور مفید فوائد موجود ہیں۔ عالم تبحر اچھی طرح جانتے ہیں کہ حافظ ابنِ حجر کا اتقان و انضباطِ علوم بھی حافظ جلال الدین سیوطی سے بڑھا ہوا ہے مگر حافظ سیوطی عبور و اطلاع میں ان سے فی الجملہ زیادہ ہیں"۔ (۳۰)

حافظ ابنِ حجر کی جن تصانیف کے نام ملے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے:

① فتح الباری شرح صحیح البخاری
② ھدی الساری (مقدمۃ فتح الباری)
③ تعلیق التعلیق
④ اللباب فی شرح قول الترمذی فی الباب
⑤ اتحاف المھرۃ باطراف الاسانید العشرۃ
⑥ اطراف المسند العتلی باطراف المنتف الحنبلی
⑦ تھذیب التھذیب
⑧ احتفال بیان اقوال الرجال
⑨ طبقات الحفاظ
⑩ الکاف الشاف فی تخریج الکشاف
⑪ الدرر الکامنۃ فی اعیان المائۃ الثامنۃ
⑫ الدرایۃ فی منتخب تخریج احادیث الھدایۃ
⑬ ھدایۃ الرواۃ فی تخریج احادیث المصابیح و المشکوٰۃ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱۴) تخریج احادیث الاذکار

(۱۵) الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ

(۱۶) نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر

(۱۷) شرح نخبۃ الفکر

(۱۸) الاقصاح

(۱۹) تکمیل النکت علی ابنِ الصلاح

(۲۰) لسان المیزان

(۲۱) تبصیر المنتبۃ فی تحریر المشتبہ

(۲۲) تنزیہ السامعین فی روایۃ الصحابۃ عن التابعین

(۲۳) المجموع العام فی آداب الشراب و الطعام و دخول الحمام

(۲۴) الخصال المفکرۃ للذنوب المقدمۃ و المؤخرۃ

(۲۵) توالی التاسیس بمناقب ابن ادریس

(۲۶) فہرس المرویات

(۲۷) نعم السنوح و الانوار بخصائص المختار

(۲۸) ابناء القمر بانباء العمر

(۲۹) احکام البیان لما فی القرآن من الابہام

(۳۰) بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام

(۳۱) تو ۃ الحجاج فی عموم المغفرۃ للحجاج

(۳۲) انحصال الموحلۃ للاضلال

(۳۳) بذل الماعون فی فضل من صبر فی الطاعون

(۳۴) الامتناع بالاربعین المتباینہ بشرط السماع

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۳۵) مناسک الحج

(۳۶) الاحادیث العشاریة

(۳۷) اربعون العالیة لمسلم علی البخاری

(۳۸) دیوان الشعر

(۳۹) دیوان الخطب الازہریة

(۴۰) امالی حدیثة

(۴۱) تقریب التہذیب

(۴۲) کتاب تعجیل المنفقة

(۴۳) تلخیص الحبیر [۳۱]

چند مطبوعہ تصانیف کا مختصر تعارف

حافظ ابنِ حجر کی چند مشہور مطبوعہ تصانیف کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے:

۱۔ تعلیق التعلیق: ابنِ حجر کی پہلی تصنیف ہے۔ اس میں صحیح بخاری کی تعلیقات کی اسانید موصولہ کا ذکر ہے اور آثارِ موقوفہ اور متابعات سے بحث کی گئی ہے۔ ابنِ فہد لکھتے ہیں کہ حافظ صاحب نے یہ کتاب اپنے اساتذہ کی زندگی میں مکمل کر لی تھی۔ صاحب کشف الظنون حاجی خلیفہ نے اس کو جامع اور مفید کتاب قرار دیا ہے۔ ابنِ عماد حنبلی نے بھی لکھا ہے کہ تعلیق التعلیق بہت نفیس اور عمدہ کتاب ہے۔[۳۲]

۲۔ تہذیب التہذیب: فن رجال کی مشہور کتاب ہے۔ یہ کتاب حافظ مزی (م ۷۴۲ ھ) کی "تہذیب الکمال فی اسماء الرجال" کی تلخیص ہے۔

۳۔ تقریب التہذیب: حافظ ابنِ حجر نے خود اپنی کتاب "تہذیب التہذیب" کی تلخیص کی ہے۔

۴۔ لسان المیزان: یہ کتاب حافظ شمس الدین ذہبی (م ۷۴۹ ھ) کی شہرہ آفاق تصنیف "میزان الاعتدال فی نقد الرجال" کی تلخیص ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۵۔ **الاصابة في تمييز الصحابة:** یہ کتاب طبقاتِ صحابہ رضی اللہ عنہم پر ہے۔ اس میں "الاستیعاب" ابنِ عبدالبراور اُسد الغابة ابنِ اثیر کا خلاصہ اور اس پر مزید اضافہ واستدراک ہے۔

۶۔ **کتاب تعجیل المُنفقة:** یہ کتاب علامہ حجر بن علی کی "التذکرۃ" کی تلخیص ہے اور اس میں حافظ ابنِ حجر نے ائمہ اربعہ کی دوسری تصانیف سے رواۃ کا اضافہ کیا ہے۔

۷۔ **الدُّرر الكامنة في اعيان المائة الثامنة:** اس کتاب میں آٹھویں صدی ہجری کے علماء، فضلاء، صلحاء واخیار اور اساطین امراء وغیرہ کے حالات و سوانح ہیں۔ تراجم کی کل تعداد ۵۰۰۰ ہے۔

۸۔ **الامتناع بالاربعين المتنائية:** یہ ان چالیس احادیث کا مجموعہ ہے جسے وہ اپنے چالیس اساتذہ سے نقل کرتے ہیں۔ حافظ صاحب نے ہر استاد کی سند علیحدہ علیحدہ صحابی تک لکھی ہے۔ ہر حدیث کے بعد کوئی شعر بھی ضرور لکھتے ہیں۔ مثلاً ساتویں حدیث نقل کرتے ہیں:

((ابوبكر في الجنة وعمر في الجنة وعثمان في الجنة وعلي في الجنة وطلحة في الجنة والزبير في الجنة وعبدالرحمٰن بن عوف في الجنة وسعد بن ابي وقاص في الجنة وابو عبيدة في الجنة وسعيد في الجنة))

اس حدیث کے بعد حافظ ابنِ حجر یہ قطعہ درج کرتے ہیں:

لقد بشر الهادی من الصحب زهرة
بجنات عدن كلهم فضله اشتهر
سعيد زبير سعد طلحة عامر
ابوبكر عثمان ابن عوف علي عمر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"صحابہ" میں سے ایک جماعت کو رسول اللہ ﷺ نے جناتِ عدن کی خوشخبری دی ہے۔ ان میں ہر ایک کا فضل و کمال مشہور ہے۔ وہ یہ ہیں' سعید' زبیر' سعد' طلحہ' عامر' ابوبکر' عثمان' ابنِ عوف' علی اور عمر رضی اللہ عنہم۔"

۹۔ الدراية في منتخب تخريج احاديث الهداية: حافظ ابن حجر اس کتاب کے بارے میں فرماتے ہیں:

"میں نے جب امام رافعی کی "شرح الوجیز" کی تخریج احادیث کی تلخیص کی تھی تو امام زیلعی کی تخریج احادیث الہدایہ سے بھی مراجعت کی تھی۔ میرے بعض احباب نے اس کا خلاصہ کرنے کا مشورہ دیا' تاکہ اس سے استفادہ کیا جا سکے۔ میں نے ان کا مشورہ قبول کر کے اس کا بہترین خلاصہ کیا ہے"۔ [۳۲]

۱۰۔ تلخيص الحبير: اس کتاب میں حافظ ابن حجر نے عبادات و معاملات سے متعلق احادیث جمع کی ہیں۔ یہ کتاب متعدد بار زیورِ طباعت سے آراستہ ہو چکی ہے۔

۱۱۔ بلوغ المرام من ادلة الاحكام: یہ حدیث کی مشہور کتاب ہے جسے فقہی ابواب پر مرتب کیا گیا ہے۔ اختصار کے باوجود اس میں بڑی جامعیت ہے اور تقریباً احکام کے سلسلہ میں تمام احادیث اس میں جمع کر دی گئی ہیں۔ اس کتاب میں احادیث کی تعداد ۱۵۰۵ ہے۔ حافظ صاحب نے ۱۶ کتب حدیث سے انتخاب کر کے یہ کتاب مرتب فرمائی ہے۔ حافظ ابنِ حجر نے اس کتاب کا تعارف ان الفاظ میں کرایا ہے:

"یہ مختصر کتاب احکامِ شرعیہ کے دلائل حدیث پر مشتمل ہے۔ میں نے اسے اس لیے تصنیف کیا ہے تاکہ جو شخص اسے یاد کرے وہ اپنے ہم عصر میں نابغ مانا جائے۔ اس سے ایک مبتدی بھی استفادہ کر سکتا ہے اور منتہی بھی۔"

بلوغ المرام مدارس عربیہ کے نصاب میں داخل ہے۔ علمائے اسلام نے اس کی متعدد شرحیں عربی' فارسی اور اردو میں لکھیں۔

۱۲۔ فتح الباری: امام محمد بن اسماعیل بخاری (۲۵۶ھ) کی "الجامع الصحیح البخاری" کو اس کی اہمیت کی بناء پر قبولِ عام کا جو تمغہ حاصل ہوا وہ محتاجِ بیان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔ سلف سے لے کر خلف تک علمائے اسلام بلا امتیاز کسی فرقہ کے برابر اس کی خدمت میں مصروف رہے۔

صحیح بخاری پر عربی' فارسی اور اردو میں جو شرحیں' حواشی' تعلیقات اور مختصر لکھے گئے ہیں ان کی فہرست مولانا عبدالسلام مبارک پوری نے اپنی کتاب "سیرۃ البخاری" (صفحہ ۲۰۶ تا ۲۴۸) میں درج کی ہے۔ ان کی تعداد ۱۳۶ بنتی ہے۔ لیکن صحیح بخاری کی شرح میں جو شہرت حافظ ابنِ حجر کی فتح الباری کو حاصل ہوئی وہ کسی دوسری شرح بخاری کو حاصل نہیں ہو سکی۔

فتح الباری ۱۴ جلدوں میں ہے اور اس کا ایک علیحدہ مقدمہ بھی ہے جس کا نام "ہدی الساری" ہے۔

علامہ ابنِ خلدون نے اپنی تاریخ کے مقدمہ میں لکھا تھا کہ صحیح بخاری کی شرح کا دَین (قرض) امت مسلمہ پر باقی ہے' حالانکہ ابنِ خلدون کے دور میں صحیح بخاری کی کئی شرحیں ہو چکی تھیں۔ امام سخاوی فرماتے ہیں کہ فتح الباری سے امت مسلمہ پر جو قرض تھا وہ ادا ہو گیا۔

فتح الباری کی تعریف و توصیف میں علمائے اسلام نے بڑے اچھے کلمات کہے ہیں۔ امام سخاوی فرماتے ہیں:

"یہ عجیب بات ہے کہ فتح الباری شرح بخاری کی نظیر نہیں ملتی۔ اس بناء پر اطراف کے سلاطین کو اس کی بڑی طلب تھی"۔ (۳۴)

صاحب کشف الظنون حاجی خلیفہ لکھتے ہیں:

"اس کی شہرت و انفرادیت اس بناء پر ہے کہ وہ حدیث کے ایسے فوائد' ادبی نکات اور علمی مباحث پر مشتمل ہے جن کا وصف بیان نہیں کیا جا سکتا"۔ (۳۵)

حافظ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ ھ) فرماتے ہیں:

"صحیح بخاری کی ایسی شرح لکھی کہ متقدمین و متاخرین میں سے کسی نے بھی ایسی شرح تصنیف نہیں کی۔"

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام شوکانی (م ۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

"لا ھجرۃ بعد الفتح"

علمائے اسلام نے لکھا ہے:

"اگر حافظ ابنِ حجر کی فتح الباری شرح صحیح بخاری کے علاوہ اور کوئی تصنیف نہ ہوتی تو یہ ان کے علوئے مرتبت، جلالت علمی اور ان کے فضل و کمال کے لیے کافی تھی۔"

فتح الباری برصغیر میں پہلی بار محی السنّۃ امیر الملک والا جاہی مولانا سید نواب صدیق حسن خان رئیس بھوپال (م ۱۳۰۷ھ) نے مبلغ چھ صد روپے میں مصر سے خریدی اور اس کو چھپوا کر علمائے اسلام میں مفت تقسیم کیا۔

☆ ☆ ☆

حواشی

(۱) بستان المحدثین، ص ۲۰۱۔

(۲) روضات الجنات، ص ۹۴، ج ۱۔

(۳) بستان المحدثین، ص ۲۰۱۔

(۴) الدرر الکامنۃ، ج ۳، ص ۱۱۷۔

(۵) بستان المحدثین، ص ۲۰۲۔

(۶) ایضًا

(۷) ایضًا

(۸) ذیل طبقات الحفاظ، ص ۳۳۸۔

(۹) البدر الطالع، ج ۱، ص ۸۸۔

(۱۰) معارف اعظم گڑھ، ج ۱۰۱، ص ۱۹۴۔

(۱۱) الضوء اللامع، ج ۲، ص ۳۷۔

(۱۲) معارف اعظم گڑھ، ج ۱۰۱، ص ۱۹۸۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱۳) اتحاف النبلاء' ص ۱۹۳۔
(۱۴) البدر الطالع' ج ۱' ص ۴۷۱۔
(۱۵) حسن المحاضرة' ج ۱' ص ۱۵۳۔
(۱۶) معارف اعظم گڑھ' ج ۱۰۱' ص ۲۰۲۔
(۱۷) نظم العقیان' ص ۴۷۔
(۱۸) معارف اعظم گڑھ' ج ۱۰۱' ص ۲۰۲۔
(۱۹) بستان المحدثین' ص ۱۱۳' اتحاف النبلاء' ص ۱۹۳۔
(۲۰) نظم العقیان' ص ۴۵۔
(۲۱) اتحاف النبلاء' ص ۱۹۴۔
(۲۲) فتح الباری' ج ۱' ص ۲۔
(۲۳) الضوء اللامع' ج ۲' ص ۳۸
(۲۴) معارف اعظم گڑھ' ج ۱۰۸' ص ۲۰۸۔
(۲۵) فتح الباری' ج ۱' ص ۴۔
(۲۶) ابجد العلوم' ص ۸۵۷۔
(۲۷) معارف اعظم گڑھ' ج ۱۰۱' ص ۲۶۲۔
(۲۸) ایضًا
(۲۹) طبقات الحفاظ' ص ۳۲۲۔
(۳۰) بستان المحدثین' ص ۲۰۳۔
(۳۱) ایضًا' ص ۲۰۴۔
(۳۲) شذرات الذھب' ج ۷' ص ۴۷۳۔
(۳۳) کشف الظنون' ج ۲' ص ۵۷۹۔
(۳۴) الضوء اللامع' ج ۲' ص ۳۸۔
(۳۵) کشف الظنون' ج ۱' ص ۳۶۷۔

✪ ✪ ✪

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

—(۴۰)—

حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

(۸۴۹ھ — ۹۱۱ھ)

حافظ جلال الدین سیوطی ۸۴۹ھ میں قریہ سیوط میں پیدا ہوئے جو دریائے نیل کے مضافات میں واقع ہے۔ ۸ سال کی عمر میں قرآنِ مجید حفظ کیا۔ حافظ سیوطیؒ نے جن اساتذہ و شیوخ سے جملہ علومِ اسلامیہ یعنی تفسیر' حدیث' فقہ' اصولِ فقہ' تاریخ' معانی و ادب وغیرہ میں تعلیم حاصل کی ان کا تذکرہ اپنی کتاب "حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر والقاھرۃ" میں کیا ہے[1]۔ اربابِ سیراور تذکرہ نگاروں نے آپ کے علمی تبحراور فضل وکمال کا اعتراف کیا ہےاور لکھا ہے کہ:

"شیخ جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی اپنے عہد کے نہایت باکمال ائمہ فن میں سے تھے۔ فطرت کی طرف سے ان کی ذات میں بہت سی خصوصیات اور خوبیاں ودیعت کی گئی تھیں۔ درس وتدریس' تصنیف وتالیف' افتاء وقضاء اور رشد وہدایت میں انہیں کمال حاصل تھا۔ وہ نامور اور بلند پایہ مفسر' محدث' فقیہہ' ادیب' شاعر' مؤرخ اور لغوی ہی نہ تھے' بلکہ اس عصر کے مجدد بھی تھے"۔[2]

ملاّ علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) نے ان کے مجدد ہونے کا اعتراف کیا ہے۔[3]

علامہ سیوطی نے ۹۱۱ھ میں انتقال کیا۔[4]

علامہ سیوطی کی علمی خدمات

علومِ قرآن میں علامہ سیوطی کی تفسیر "درمنثور" بہت اہم کتاب ہے' جس کے بارے میں ملاّ علی قاری لکھتے ہیں کہ ہمارے استاذ الاساتذہ سیوطی وہ بزرگ ہیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جنہوں نے تفسیر ماثور کو کتاب دُرِ منثور میں زندہ کیا ہے"۔ (۵)

علومِ قرآنی پر علامہ سیوطی کی دوسری کتاب "الاتقان فی علوم القرآن" ہے۔ سیوطی نے اپنی اس کتاب میں علامہ بدرالدین زرکشی (م ۷۹۴ھ) کی "البرھان فی علوم القرآن" سے بہت مدد لی ہے۔

علامہ سیوطیؒ اور علمِ حدیث

خدمت حدیث میں علامہ سیوطی کی خدمات قابل قدر ہیں۔ اس ضمن میں ان کی پہلی تالیف "جامع الجوامع" ہے۔ اس میں آپ نے صحیح بخاری، صحیح مسلم، موطا امام مالک، جامع ترمذی، سنن نسائی اور سنن ابنِ ماجہ کو مع اسانید کے جمع کیا ہے۔

صحاحِ ستہ میں سے آپ نے پانچ کتابوں کی شروح لکھی ہیں۔ یعنی:

۱۔ التوشیح علی الجامع الصحیح (صحیح بخاری کی شرح ہے)

۲۔ القول الحسن فی الذب علی السنن (سنن ابنِ ماجہ کی شرح ہے)

۳۔ قوت المغتذی علی جامع الترمذی (جامع ترمذی کی شرح ہے)

۴۔ زھر الربی علی المجتبیٰ (سنن نسائی کی شرح ہے)

۵۔ کشف الغطاء فی شرح الموطأ (موطا امام مالکؒ کی شرح ہے)

ان کے علاوہ حافظ سیوطیؒ نے امام نوویؒ (م ۶۷۶ھ) کی کتاب "التقریب والتیسیر فی مصطلح الحدیث" جو اصولِ حدیث میں بہت عمدہ کتاب ہے، کی شرح "تدریب" کے نام سے لکھی۔ یہ کتاب طبع ہو چکی ہے اور اسے قبولِ عام حاصل ہوا ہے۔

☆ ☆ ☆

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حواشی

(۱) سیوطی ٔحسن المحاضرۃ ٔج۱ ٔص۸۸ ٔ۱۹۰۔

(۲) شمس الدین محمد السخاوی ٔالضوء اللامع ٔ ج ۴ ٔص ۶۵ تا ۷۰۔
عبدالحی بن العماد الحنبلی ٔ شذرات الذھب ٔ ج ۸ ٔ ص ۵۱ و ۵۵۔
محمدبن علی الشوکانی ٔالبدر الطالع ٔج۱ ٔص۳۲۸ ٔ۳۳۵۔

(۳) ملاعلی قاری ٔمرقاۃ شرح مشکوٰۃ ٔج۱ ٔص۲۴۸۔

(۴) ابن العماد الحنبلی ٔشذرات الذھب ٔج۸ ٔص۵۵۔

(۵) ملاعلی قاری ٔمرقاۃ شرح مشکوٰۃ ٔج۱ ٔص۲۴۸۔

✪ ✪ ✪

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۴۱)

امام محمد بن علی الشوکانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۷۳ھ — ۱۲۵۰ھ

امام محمد بن علی الشوکانی ۲۸ ذوالقعدہ ۱۱۷۳ھ کو قریہ شوکان از مضافات صنعاء (یمن) میں پیدا ہوئے[۱]۔ آپ کے والد علی بن عبداللہ (م ۱۲۱۱ھ) ایک جید عالم تھے اور چالیس سال تک عہدہ قضا پر متمکن رہے[۲]۔ علامہ شوکانی نے جملہ علومِ اسلامیہ کی جن اساتذہ سے تعلیم حاصل کی اس کا آپ نے تفصیل سے اپنی کتاب "البدر الطالع" میں تذکرہ کیا ہے[۳]۔ بیس سال کی عمر میں علومِ متداولہ سے فراغت پائی اور ساتھ ہی فتویٰ نویسی شروع کر دی[۴]۔ تیس سال کی عمر میں تقلید سے گلو خلاصی حاصل کر لی اور براہِ راست کتاب و سنت کو مشعل راہ بنایا۔

امام شوکانی کے تلامذہ

امام شوکانی کے تلامذہ میں علامہ محمد بن نصر الحازمی (م ۱۲۸۳ھ)' علامہ عبدالرحمٰن بن سلیمان الدیدی (م ۱۲۵۰ھ)' علامہ عبدالرحمٰن بن احمد البہکلی (م ۱۲۴۸ھ)' علامہ احمد بن محمد بن علی الشوکانی (م ۱۲۸۱ھ)' مولانا عبدالحق بن فضل اللہ نیاری (م ۱۲۸۶ھ)' مولانا ولایت علی عظیم آبادی (م ۱۲۶۹ھ) اور مولانا منصور الرحمٰن دہلوی کے نام ملتے ہیں۔[۵]

علامہ شوکانی امام یمن کی نظر میں

حاکم یمن منصور باللہ علی بن عباس ۱۱۵۱ھ میں پیدا ہوا۔ اپنے والد مہدی باللہ کے انتقال پر ۱۱۸۹ھ میں یمن کا حاکم مقرر ہوا اور ۱۲۲۴ھ میں اس کا انتقال ہوا۔ یہ بڑا سمجھ دار حکمران تھا اور علامہ شوکانی کی بہت قدر کرتا تھا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

محی السنۃ مولانا سید نواب صدیق حسن خان (م ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں :

"حاکم آنجا در تعظیم و اجلال مبالغہ میکرد در ہرباب امر و نہی مقتدی او بود، و مجال نداشت کہ سر مورائے او در فعل خصومات و دیگر مہمات ملک و مال تجاوز کند و می گفت آنقدر صرف کہ مرا از دو کس ے آید از ہیچ کس نیست یکے او تعالیٰ دوم شوکانی"۔[۶]

(یمن کا حاکم امام شوکانی کی بہت عزت کرتا ہے اور اوامر و نواہی کے معاملات میں انہی کے مشوروں کا پیرو ہے۔ ملکی مہمات اور شرعی فیصلوں میں کیا مجال کہ ان کے مخالف چلے۔ کہتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے بعد صرف شوکانی کا ڈر ہے۔")

علامہ شوکانی منصور کے بعد متوکل (۱۲۲۴ھ تا ۱۲۳۱ھ) اور متوکل کے بعد عبداللہ بن متوکل (۱۲۳۱ھ تا ۱۲۵۱ھ) کے عہد ہائے حکومت میں پورے چالیس سال تک عہدۂ قضا پر متمکن رہے۔[۷]

علامہ محمد بن علی شوکانی نے ۱۲۵۰ھ میں انتقال کیا۔

تصانیف

علامہ شوکانی کے علمی تبحر کا اندازہ ان کی تصانیف سے ہوتا ہے اور ان کی تصانیف کے مطالعہ سے ان کی مجتہدانہ شان ظاہر ہوتی ہے۔

نیل الاوطار کی تصنیف : آپ نے اپنے بعض اساتذہ کے حکم و مشورہ سے امام مجدد الدین عبدالسلام بن تیمیہ (م ۶۵۲ھ) کی کتاب "منتقی الاخبار" کی ایک بہترین شرح ۱۲۰۱ھ میں، جبکہ آپ کی عمر ۳۰ سال کی تھی "نیل الاوطار" کے نام سے مجتہدانہ انداز سے لکھی۔ یمن کے جید علمائے کرام کی ایک جماعت اس شرح کی تصنیف کے مشورہ میں شامل رہی۔[۸]

محی السنۃ مولانا سید نواب صدیق حسن خان قنوجی (م ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں :

"ونحن نملی فی شرح المنتقی مع حضور جماعۃ من العلماء

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وكان تاليفه في ايام مشائخة فنبهوه على مواضع منه حتى تحرر"[۹]

(آپ کے اساتذہ اور دوسرے علماء کی موجودگی میں منتقی کی شرح لکھی جاتی رہی' حتی کہ تنقید و بحث سے خوب منقح ہو گئی۔)

نیل الاوطار آٹھ جلدوں میں ہے اور علامہ شوکانی کو یہ تصنیف بہت پسند تھی۔

"وكان الشوكاني يقول : انه لم يرض عن شيء من مؤلفاته سواه لما هو عليه من التحرير البليغ"[۱۰]

(امام شوکانی کہا کرتے تھے کہ ان کو اپنی تصانیف میں سب سے زیادہ پسند یہی نیل الاوطار ہے اور اس کا سبب اس کی تحریر کی بلاغت ہے۔)

علامہ شوکانی نے جن موضوعات پر قلم اٹھایا' اس کی تفصیل درج ذیل ہے :

۱)	تفسیر قرآن مجید اور اس کے متعلقات	= ۵
۲)	حدیث و فقہ حدیث	= ۱۴
۳)	فقہ	= ۷۴
۴)	توحید و عقائد	= ۱۵
۵)	اصولِ فقہ اور اس کے متعلقات	= ۴
۶)	علم الاسناد	= ۳
۷)	لغت' معانی' اشتقاق	= ۴
۸)	عام اسلامی تصانیف	= ۳
۹)	تاریخ	= ۲
۱۰)	متفرق	= ۳
	میزان	= ۱۲۷[۱۱]

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حواشی

(۱) شوکانی 'البدر الطالع' ج ۲' ص ۲۱۵' نواب صدیق حسن خان' ابجد العلوم' ص ۸۷۷۔
(۲) شوکانی' البدر الطالع' ج ۱' ص ۴۷۸ تا ۴۸۵۔
(۳) البدر الطالع' ج ۲' ص ۲۱۵۔
(۴) البدر الطالع' ج ۲' ص ۲۱۹۔
(۵) نواب صدیق حسن خان' اتحاف النبلاء' ص ۴۱۹' التاج المکلل' ص ۳۳۶' ابجد العلوم' ص ۸۸۷' دلیل الطالب' ص ۶۷۸' ابقاء المنن والقاء المحن' ص ۱۲۔
(۶) نواب صدیق حسن خان' اتحاف النبلاء' ص ۴۰۹۔
(۷) محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی' امام شوکانی' ص ۲۳۔
(۸) نواب صدیق حسن خان' التاج المکلل' تقصار جیود الابرار من تذکار جنود الاحرار' ص ۸۲۔
(۹) نواب صدیق حسن خان' ابجد العلوم' ص ۸۷۸۔
(۱۰) نواب صدیق حسن خان' ابجد العلوم' ص ۸۷۸۔
(۱۱) مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی' امام شوکانی' ص ۵۹ تا ۶۶۔
مولانا محمد عطاء اللہ حنیف لکھتے ہیں کہ ابجد العلوم مصنفہ صدیق حسن خان کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ امام شوکانی کا ایک مجموعہ فتاویٰ بھی تھا' جس کا نام "الفتح الربانی فی فتاوی الامام الشوکانی" ہے۔ اس میں مندرجہ مسائل و ابحاث ان تصانیف سے علاوہ ہیں۔ الفتح الربانی کا ہر مبحث بجائے خود ایک رسالہ ہے۔ (امام شوکانی' ص ۶۶)

✪ ✪ ✪

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

—(۴۲)—

حسین بن محسن الیمانی الانصاری رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲۴۵ھ — ۱۳۲۷ھ)

علامہ حسین بن محسن الیمانی الانصاریؒ ایک بلند پایہ محدث، محقق اور حافظ حدیث تھے۔ برصغیر پاک و ہند کے ممتاز علمائے حدیث نے آپ کے علمی تبحر کا اعتراف کیا ہے، حدیث میں ان سے استفادہ کیا ہے اور ان کی شاگردی کو اپنے لیے باعث فخر سمجھا ہے۔ آپ نے ریاست بھوپال میں مدتوں درسِ حدیث دیا۔

علامہ سید سلیمان ندویؒ (م ۱۳۷۳ھ) لکھتے ہیں:

"علمائے اہل حدیث کی تدریسی و تصنیفی خدمت بھی قدر کے قابل ہے۔ پچھلے عہد میں نواب صدیق حسن خان کے قلم اور مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی کی تدریس سے بڑا فیض پہنچا۔ بھوپال ایک زمانہ تک علمائے حدیث کا مرکز رہا۔ قنوج، سہوان اور اعظم گڑھ کے بہت سے نامور اہل علم اس ادارہ میں کام کر رہے تھے۔ شیخ حسین عرب یمنی ان سب کے سرخیل تھے"۔ (۱)

مولانا سید نواب صدیق حسن خان قنوجی رئیس بھوپال (م ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں:

"قاضی علامہ حسین بن محسن محمد انصاری خزرجی جمادی الاولیٰ ۱۲۴۵ھ میں پیدا ہوئے۔ ۱۳ سال کی عمر میں مرادعہ بستی میں علامہ حسن الاہدل بن عبدالباری سے تعلیم کا آغاز کیا۔ ۸ سال تک ان کی خدمت میں رہ کر تفسیر، حدیث، نحو اور فقہ میں استفادہ کیا اور ان سے سند اور روایت کی اجازت بھی حاصل کی۔ اس کے بعد اپنے بڑے بھائی قاضی علامہ محمد بن انصاری سے صحیح بخاری اوّل سے آخر مع بحث و تحقیق پڑھی۔ اس کے علاوہ فقہ اور فرائض میں بھی ان سے استفادہ کیا اور روایت کی اجازت حاصل کی۔ اس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے بعد آپ نے علامہ احمد بن محمد بن علی شوکانی (صاحب نیل الاوطار) سے سند واجازت حاصل کی۔ اس کے بعد حرمین شریفین جاکر علامہ شیخ محمد بن ناصر الحازمی سے اکتساب فیض کیا۔"

حضرت نواب صاحب مرحوم فرماتے ہیں:

"شیخ حسین بن محسن انصاری حدیث میں ہمارے استاد ہیں۔ طلبہ کے لیے بڑی غنیمت اور راحلین کے لیے عظیم نعمت ہیں"۔ (۲)

مولانا شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ) لکھتے ہیں:

"میں نے علامہ حسین بن محسن الیمانی کو علم اور عمل کا جامع پایا۔ شیخ قوی وجود، عظیم الشان اور بلند مرتبے کے حامل ایسے سمندر تھے جس کا کوئی ساحل نہ ہو۔ آپ محدث، محقق اور کتاب اللہ کے معانی کی وضاحت کرنے والے، اصولِ حدیث، علل حدیث، رجال حدیث کے عالم، علم اصولِ حدیث اور لغت کے ماہر تھے۔ سنن ابو داؤد اور دیگر کتب حدیث پر ان کی مختلف تعلیقات ہیں اور بہت سے مفید رسائل علمِ حدیث کے مباحث پر ہیں"۔ (۳)

مولانا حکیم سید عبدالحی الحسنی (م ۱۳۴۱ھ) لکھتے ہیں:

"آپ کی ولادت حدیدہ میں ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۲۴۵ھ کو ہوئی۔ علامہ حسن اہدل سے حدیث پڑھی۔ پھر علامہ سلیمان اہدل سے صحاح ستہ کا درس لیا۔ پھر علامہ محمد بن علی شوکانی (صاحب نیل الاوطار) کے صاحبزادہ شیخ احمد سے اجازت حاصل ہوئی۔ حرمین میں شیخ محمد بن ناصر الحازمی سے کئی سال موسم حج میں جاکر استفادہ کرتے رہے۔ حدیدہ کے قریب قصبہ میں چار سال قاضی رہے۔ اس عہدہ کو چھوڑنے کی وجہ یہ ہوئی کہ حدیدہ کے ترک امیر احمد پاشا نے ان سے ایک غیر معین ٹیکس کے لیے فتویٰ لینا چاہا، مگر آپ نے صاف انکار کر دیا۔ اس نے دھمکی دی کہ فتویٰ نہیں دیا گیا تو آپ کے پرخچے اڑا دیے جائیں گے۔ آپ نے مومنانہ جواب دیا کہ "جو جی میں آئے کرو، لیکن

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دنیا اور آخرت میں کہیں بھی مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اور سلطان کی اطاعت صرف معروف میں ہے' منکر میں نہیں اور استعفاء پیش خدمت ہے"۔ امیر نے تین دن تک بڑی سختی کی اور بے دانہ پانی کے تپتی دھوپ میں ڈالے رکھا' لیکن آپ نے خلافِ شرع فتویٰ نہیں دیا۔ بعد میں آپ نے ترکِ وطن کیا اور ہندوستان آگئے۔ یہ ۱۸۵۷ء کے پانچ سال بعد کا واقعہ ہے"۔ (۴)

مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی" رقمطراز ہیں:

"شیخ حسین بن محسن کا وجود اور ان کا درسِ حدیث ایک نعمت خداوندی تھا' جس سے ہندوستان اُس وقت بلادِ مغرب و یمن کا ہمسر بنا ہوا تھا' اور اس نے جلیل القدر شیوخ حدیث کی یاد تازہ کر دی تھی جو اپنے خداداد حافظہ' علو سند اور کتب حدیث و رجال پر عبورِ کامل کی بناء پر خود ایک زندہ کتاب خانہ کی حیثیت رکھتے تھے۔ شیخ حسین بیک واسطہ علامہ محمد بن علی شوکانی صاحب نیل الاوطار کے شاگرد تھے اور ان کی سند حدیث بہت عالی اور قلیل الوسائط سمجھی جاتی تھی۔ یمن کے جلیل القدر اساتذہ حدیث کے تلمذ و صحبت' غیر معمولی حافظہ جو اہل عرب کی خصوصیت چلی آ رہی تھی' سالہا سال تک درسِ حدیث کے مشغلے' طویل مزاولت اور ان یمنی خصوصیات کی بناء پر جن کی ایمان و حکمت کی شہادت احادیثِ صحیحہ میں موجود ہے' حدیث کا فن گویا ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گیا تھا اور اس کے دفتر ان کے سینے میں سما گئے۔ [بقول میرے استاد مولانا حیدر حسن ٹونکی رحمہ اللہ شیخ الحدیث ندوۃ العلماء لکھنؤ جو شیخ کے شاگرد تھے فتح الباری (جس کی ۱۳ ضخیم جلدیں ہیں اور ایک مقدمہ کی علیحدہ جلد ہے) شیخ صاحب کو تقریباً حفظ تھی۔] وہ ہندوستان آئے تو علماء و فضلاء نے (جن میں سے بہت سے صاحب درس و صاحب تصنیف بھی تھے) پروانہ وار ہجوم کیا اور فن حدیث کی تکمیل کی اور ان سے سند لی۔ تلامذہ میں نواب صدیق حسن خان' مولانا محمد بشیر سہوانی' مولانا شمس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الحق ڈیانوی' مولانا عبداللہ غازی پوری' مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی' مولانا سلامت اللہ جیراج پوری' نواب وقار نواز جنگ' مولوی وحید الزماں' علامہ محمد طیب کی' شیخ اسحاق بن عبدالرحمن نجدی خاص طور پر قابل ذکر ہیں''(۵)

وفات

علامہ حسین بن محسن الیمانی نے یکم جمادی الاخریٰ ۱۳۲۷ھ / ۱۰ جون ۱۹۱۰ء بروز جمعہ بھوپال میں وفات پائی۔(۶)

علمی خدمات

مولانا حکیم سید عبدالحی الحسنی (م ۱۳۴۷ھ) لکھتے ہیں کہ تالیف سے مناسبت نہ تھی' ورنہ حدیث میں سب سے بہتر لکھ سکتے تھے۔ البتہ ان کے رسائل کا مجموعہ ہے۔ سنن ابی داؤد کی ایک شرح بھی لکھی تھی۔ سنن نسائی کا حاشیہ مختصرانہ طریق پر لکھا(۷)۔ ان کے علاوہ جو رسائل لکھے ان کی تفصیل یہ ہے:

القول الحسن التیمن فی ندب المصافحۃ بالید الیمنی (مطبوعہ)

رسالۃ تحقیق حدیث الصلوۃ بعد العصر حتی تغرب الشمس (غیر مطبوعہ)

البیان المکمل فی الشاذ المعلل (مطبوعہ)

التحفۃ المرضیۃ فی حل بعض مشکلات الحدیثیۃ (مطبوعہ)

فتاوٰی جلد اوّل (مطبوعہ)(۸)

☆ ☆ ☆

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حواشی

(۱) ابو یحییٰ امام خان نوشہروی' تراجم علمائے حدیث ہند' ج ا'ص ۳۶
(۲) مولانا سید نواب صدیق حسن خان' ابجد العلوم' ص ۸۸۶۔
(۳) شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی' غایۃ المقصود فی محل ابی داؤد' ص ۷۱۔
(۴) مولانا سید عبدالحی الحسنی' نزھۃ الخواطر' ج ۸' ص ۱۱۱۔
(۵) مولانا سید ابوالحسن علی ندوی' حیاتِ عبدالحی' ص ۷۹ و ۸۰۔
(۶) مولانا سید عبدالحی الحسنی' نزھۃ الخواطر' ج ۸' ص ۱۱۳۔
(۷) مولانا سید عبدالحی الحسنی' نزھۃ الخواطر' ج ۸' ص ۱۱۴۔
(۸) شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی غایۃ المقصود فی محل ابی داؤد' ص ۱۷۔

٭ ٭ ٭

نمبر 9760

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

نورِ اسلام اکیڈمی کی دیگر مطبوعات